دفاعِ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

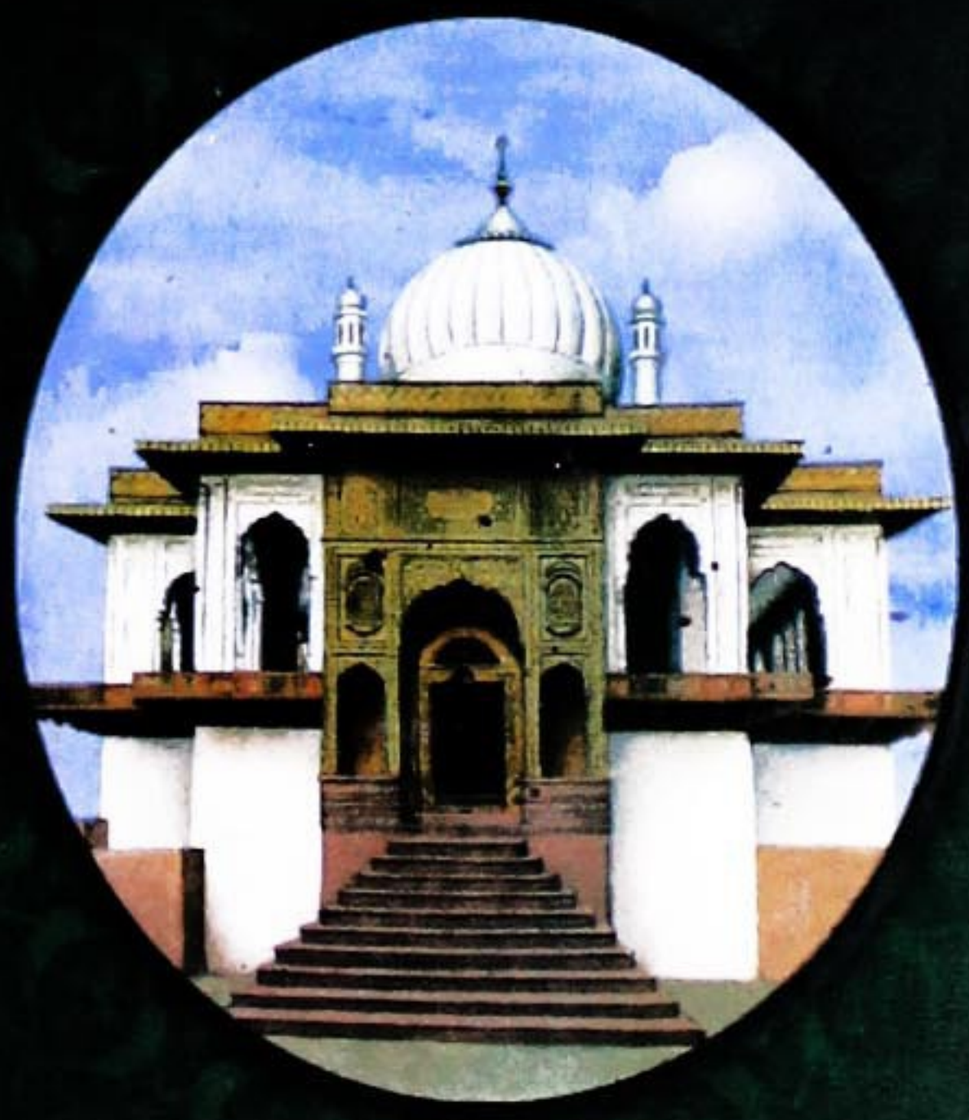

حضرت امام ربانی شیخ احمد فاروقی حنفی سرہندی قدس سرہ العزیز

کے علوم و معارف پر بے جا اعتراضات اور علمائے راسخین کے جوابات

تحقیق و تقدیم

پروفیسر محمد اقبال مجددی

Marfat.com

Marfat.com

دفاعِ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

بخدمت اقدس شیخ المشائخ

حضرت صاحبزادہ الحاج

میاں جمیل احمد صاحب نقشبندی مجددی شرقپوری مدظلہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف

طالب دعا:۔ محمد منشا تابش قصوری۔ مریدکے۔ لاہور

۲۳ جون ۲۰۱۲ء

۳ شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ

Marfat.com

102360

جُملہ حقُوق بحقِ ادارہ محفُوظ

تحقیق وتقدیم ..... پروفیسر محمد اقبال مجددی

مترجمین ..... علامہ رب نواز اجمیری ○ علامہ بشارت علی مجددی

ترتیب وتبویب ..... محمد نوید اقبال مجددی

تخریج ..... محمد اشفاق مجددی

باراول ..... مئی 2012ء ..... تعداد 1,100

ھدیہ .....

ناشر

تنظیم الاسلام پبلی کیشنز

مرکزی جامع مسجد نقشبندیہ 121-بی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

Tanzeem-ul-Islam Publications

121-B Model Town Gujranwala, Pakistan

Ph:+92 55 3841160, Fax:055 3731933 Mob: 0333 7371472

URL: www.tanzeemulislam.org

E-mail: tanzeemulislam@yahoo.com tanzeemulislam@hotmail.com

Marfat.com

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی حنفی سرہندی قدس سرہ العزیز

کے علوم و معارف پر بے جا اعتراضات اور علمائے راسخین کے جوابات

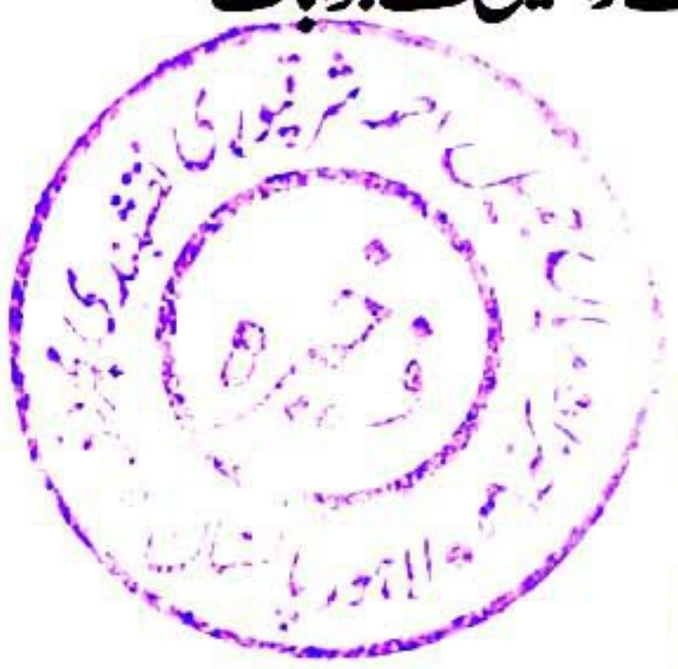

دفاعِ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و تقدیم

محمد اقبال مجددی

تنظیم الاسلام پبلیکیشنز

121- بی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ پاکستان ☎:+92-55-3841160

Marfat.com

خراجِ عقیدت

بحضور

امام ربّانی مجدّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ

وَبَلَغَ اَمْرُ الشَّیْخِ اِلٰی اَنْ لَّا

یُحِبَّہٗ اِلَّا مُؤْمِنٌ تَقِیٌّ وَّلَا یُبْغِضَہٗ

اِلَّا فَاجِرٌ شَقِیٌّ

شیخ (حضرت امام ربّانی قدس سرہٗ) کا معاملہ یہاں تک

پہنچ چکا ہے کہ متقی مومن ہی کو آپ سے محبّت ہوگی

اور شقی فاجر ہی کو آپ سے عداوت

(حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) ماخوذ از رسالہ المقدمۃ السنیۃ

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم
ربنا لا تؤاخذنا إن نسينا أو أخطأنا ربنا ولا
تحمل علينا إصرا كما حملته على الذين من قبلنا
ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا
وارحمنا أنت مولانا فانصرنا على القوم
الكافرين
ربنا
تقبل منا إنك أنت السميع العليم
وتب علينا إنك أنت التواب الرحيم

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ

عَنِّیْ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ

یَا غَفُوْرُ یَا غَفُوْرُ یَا غَفُوْرُ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ مِنْ جَمِیْعِ مَا کَرِہَ اللّٰہُ

سُبْحَانَہٗ قَوْلًا وَّفِعْلًا وَّخَاطِرًا وَّسَامِعًا وَّنَاظِرًا

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

Marfat.com

اُلاھداء

ارمغانِ نیاز　　بحضورِ ناز

سراج العارفین　　امام السالکین

وارثِ مسندِ مجددیت　　حجلہ نشینِ حریمِ غوثیت

شارح مکتوباتِ امامِ ربانی

حضرت علامہ ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی مدظلہ العزیز

جنہوں نے عصر حاضر میں تعلیماتِ مجددیہ کا احیاء

اور نسبتِ نقشبندیہ کا شیوع فرمایا

گر قبول اُفتد زہے عزو شرف

صنادیدہ محمد رفیق احمد مجددی

Marfat.com

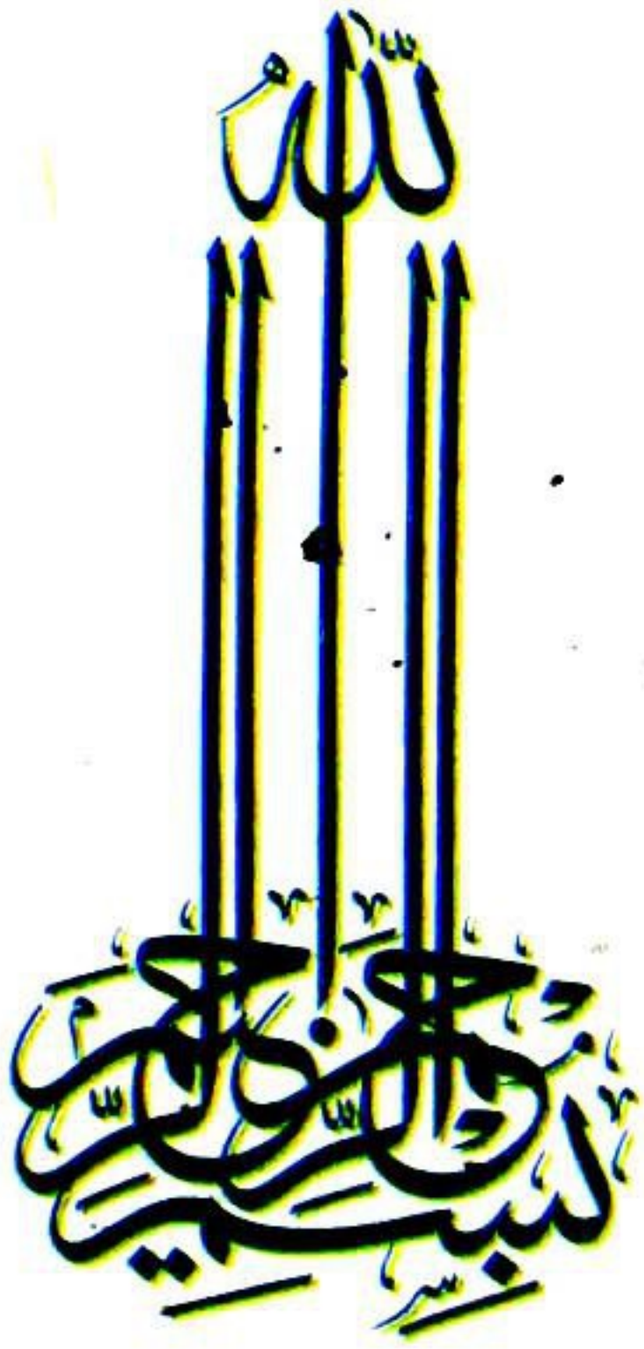

Marfat.com

فہرست

مضامین	صفحہ نمبر
حرف آغاز	۱۱
۱..... حدیثِ دل بشارت علی مجددی	۱۳
۲..... مقدمہ محمد اقبال مجددی	۲۲
۳..... رسالہ در بیان سخنانی کہ در بارۂ امام ربانی تالیف: حضرت شاہ غلام علی دہلوی	۳۳
ترجمہ: علامہ رب نواز اجمیری	۹۱
۴..... رسالہ در رد اعتراضات شیخ عبدالحق محدث دھلوی تالیف: حضرت شاہ غلام علی دہلوی	۱۴۵
ترجمہ: علامہ رب نواز اجمیری	۱۶۱
۵.....رسالہ در دفع اعتراضات بر بعض عبارات حضرت مجدد الف ثانی تالیف: حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	۱۷۹
ترجمہ: علامہ بشارت علی مجددی	۲۰۱
۶.....دو مکاتیب حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہید	۲۲۷
ترجمہ: علامہ بشارت علی مجددی	۲۳۳
۷.....مکتوب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۲۳۹

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
۸.....الرسالۃ الذب عن القطب الربانی تالیف: حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی	۲۴۵
۹..... احقاق حق تالیف: حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی	۲۵۳
۱۰..... رسالہ در جواب شبہات بر کلام حضرت مجدد الف ثانی تالیف: حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی	۲۸۷
۱۱..... حضرت مجدد اور ان کے ناقدین تالیف: حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی	۳۳۷
۱۲..... بقیہ طینتِ محمدی ﷺ کا مرقع علامہ ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی	۳۷۳
۱۳.....حضرت امام ربانی اور منصب قیومیت علامہ ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی	۳۸۱
۱۴..... مسئلہ نیت اور حضرت امام ربانی علامہ ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی	۳۹۷
۱۵.....حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں محمد اقبال مجددی	۴۰۹

Marfat.com

حرفِ آغاز

حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہُ العزیز حضور اکرم ﷺ کے ظاہری و باطنی کمالات و فیوضات کے مظہر و مصدر ہیں ۔ واللہ یختص برحمتہٖ من یشاء اس لئے آپ کی تصانیف لطیفہ انوارِ شریعت وطریقت کا خزینہ اور اسرارِ معرفت وحقیقت کا گنجینہ ہیں جو مشکوٰۃ نبوت سے مقتبس، مجدد الف ثانی کے ساتھ مختص اور علماء و اولیاء کے علوم و معارف سے وراء ہیں ۔ بنابریں معاصر علمائے اعلام اور اولیاء کرام کا آپ سے علمی و کشفی اختلاف لازمی امر تھا۔

زیر نظر مجموعہ رسائل میں علمائے راسخین اور عرفائے کاملین نے حضرت امام ربانی کے علوم و معارف پر معترضین کے وارد کردہ اشکالات کے جوابات تحریر فرمائے ہیں ۔ یہ رسائل ہمیں عصر حاضر کے عظیم مؤرخ اور بالغ نظر محقق جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی مدظلہٗ (لاہور) نے مع تقدیم و تحقیق مرحمت فرمائے جن میں سے بعض رسائل کا ترجمہ علامہ رب نواز اجمیری مدظلہٗ اور علامہ بشارت علی مجددی نے فرمایا ہے جس پر ہم ان حضرات کے شکر گزار ہیں ۔

جبکہ بعض رسائل کے مسودات کی کمپوزنگ اور ترجمہ نہ پڑھے جانے کی دقت اور قلتِ وقت کی وجہ سے نہیں ہوسکا۔ اگر کوئی صاحبِ علم کسی اور نسخہ سے موازنہ کر کے متن اور ترجمہ شائع کرنا چاہے تو ہم سے تحریری اجازت لیکر انہیں افادۂ عام و خاص کے لئے

Marfat.com

چھاپ سکتا ہے۔

ان رسائل کی ترتیب وتدوین اور طباعت واشاعت کا شرف واعزاز ابوالبیان ریسرچ انسٹیٹیوٹ اور تنظیم الاسلام گرافکس کے احباب کو حاصل ہوا جن کی شب وروز کی محنت، مشن کے ساتھ اخلاص اور وفا کو جو طریقت کا حرفِ اوّل ہے، سلام محبت پیش کرتا ہوں ۔اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

قارئین سے التماس ہے کہ دورانِ مطالعہ اگر کوئی علمی وتحقیقی نقص پائیں تو دامن عفو میں جگہ دیتے ہوئے مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کردی جائے۔

اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ

صاحبزادہ محمد رفیق احمد مجددی

سجادہ نشین درگاہ حضرت ابوالبیان رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

حدیثِ دل

یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ جس طرح سرفروشانِ اسلام نے اپنے خونِ ناب سے شجرِ اسلام کی آبیاری کی وہاں اسلام کے نام لیوا ننگِ دین وملت مار ہائے آستین بھی ثابت ہوئے جنہوں نے شجر اسلام کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکنے اور اکابرین اسلام کی پشت میں خنجر گھونپنے کی ناکام کوشش کی نتیجتاً کچھ سادہ لوح لوگ بھی ان کے دام تزویر میں ایسے پھنسے کہ جن اہل اللہ کی عداوت واذیت باعث ہلاکت ہے ان سے حسد وکدورت کی نجاست سے اپنے ایمان کے چشمۂ صافی کو مکدر کر ڈالا جو قلبی قساوت اور دائمی شقاوت کا موجب ٹھہری عارفِ نامی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہٗ السامی نے ایسے ہی لوگوں کے متعلق فرمایا ہے:

مردمِ بد نفس چوں خواہند کہ عیب کسے بر شمارند اول بدیہائے کہ در ذاتِ ایشاں موجود است بر زبانِ ایشاں جاری می شود چہ آں بہ فہم ایشاں نزدیک تراست[1] بدطینت لوگ جب چاہتے ہیں کہ کسی کے عیب کو عام کریں تو پہل ان برائیوں سے کرتے ہیں جو خود ان کی ذات میں موجود ہوں کیونکہ وہ ان کی فہم سے زیادہ قریب ہوتی ہیں۔

حضرت امام ربانی نے جب تجدید واصلاح کا سلسلہ شروع فرمایا تو جن لوگوں کے ذاتی اغراض ومفادات پر زد پڑ رہی تھی ان کا آپ کے خلاف الزام تراشی اور

---

[1] رشحات

Marfat.com

بہتان طرازی کرنا لازمی امر تھا چنانچہ انہوں نے آپ کے فرمودات میں تحریف وترمیم کر کے علماء وقت خصوصاً حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے رابطہ کیا آپ کے کردار وافکار سے مرعوب شکست خوردہ ذہنیت کا آپ کے خلاف پروپیگنڈا اس قدر زیادہ تھا کہ شیخ محقق جیسے فاضل روزگار نے بھی تحقیق احوال کئے بغیر محرفہ مکاتیب کے جواب میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید اور زجر وتوبیخ کر ڈالی۔

کمال متوحش شدہ مکتوباتے در ردّ آن اقوالِ کاذبہ بشیخ کابلی نوشت وبسیار زجر وتوبیخ کرد [1]

نیز شیخ محدث نے الزامات باطلہ اور مسموعات کاذبہ لکھ کر اصل مقصد کا اظہار یوں بھی کیا ہے۔

ایں ہمہ را می گذرانیدیم تا نوبت بایں مکتوب رسید کہ باعث ایں ہمہ نفرت ووحشت گشت [2]

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ اپنے علوم ومعارف کی فضیلت واہمیت بیان کرتے ہوئے ارقام پذیر ہیں:

این معارف از حیطۂ ولایت خارج است ارباب ولایت در رنگِ علماء ظواہر در اِدراک آن عاجز ند و در درک آن قاصر این علوم مقتبس از مشکوٰۃ انوارِ نبوت اند عَلٰی اَرْبَابِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَ التَّحِیَّۃُ کہ بعد از تجدید الف ثانی بہ تبعیت ووراثت تازہ گشتہ اند وبطراوت ظہور یافتہ صاحب این علوم ومعارف مجددِ این الف است کَمَا لَا یَخْفٰی عَلَی النَّاظِرِیْنَ فِیْ عُلُوْمِہٖ وَ مَعَارِفِہِ الَّتِیْ تَتَعَلَّقُ بِالذَّاتِ وَ الصِّفَاتِ وَ الْاَفْعَالِ وَ تَتَلَبَّسُ

---

[1] ہدیہ مجددیہ: ۱۰۵ [2] حیاتِ شیخ عبدالحق

Marfat.com

بِالْاَحْوَالِ وَ الْمَوَاجِيْدِ وَالتَّجَلِّيَّاتِ وَالظُّهُوْرَاتِ فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ هٰؤُلَآءِ الْمَعَارِفَ وَالْعُلُوْمَ وَرَاءَ عُلُوْمِ الْعُلَمَاءِ وَ وَرَاءَ مَعَارِفِ الْاَوْلِيَاءِ بَلْ عُلُوْمُ هٰؤُلَآءِ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى تِلْكَ الْعُلُوْمِ قِشْرٌ وَّتِلْكَ الْمَعَارِفُ لُبُّ ذٰلِكَ الْقِشْرِ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ الْهَادِیْ [1]

یہ معارف دائرہ ولایت سے خارج ہیں اولیاء علمائے ظواہر کی طرح ان معارف کے ادراک سے عاجز ہیں اور ان کے درک سے قاصر ہیں یہ علوم انوار نبوت کے سینہ سے مقتبس ہیں جو الف ثانی کی تجدید کے بعد بطور تبعیت و وراثت تر و تازہ ہوئے ہیں۔ ان علوم و معارف والا مجدد الف ثانی ہے جیسا کہ اس کے علوم و معارف کے ناظرین پر مخفی نہیں ہے جو ذات و صفات اور افعال سے تعلق رکھتے ہیں اور احوال و مواجید اور تجلیات و ظہورات سے التباس رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ معارف و علوم، علوم علماء اور معارفِ اولیاء سے وراء ہیں بلکہ ان علماء و اولیاء کے علوم ان علوم و معارف کا پوست ہیں اور وہ معارف اس پوست کا مغز ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت ابوالحسن زید فاروقی نے حضرت امام ربانی اور حضرت شیخ محدث رحمۃ اللہ علیہم کے علمی مزاج اور فکری مذاق میں اختلاف بیان کرتے ہوئے اتحاف: ۴۴۴ کے حوالہ سے تحریر فرمایا ہے

وجہ ایں نقاد آنست کہ حضرت شیخ را در تقلیدِ مذہب تعصب بسیار بودو مجدد را در اتباعِ سنت و ردِ بدعاتِ طریقت و شریعت صلابتِ تام ۔ بایں راہ گذر اتفاق میان ہر دو صورت نمی بست [2]

اس تنقید کی وجہ یہ ہے کہ حضرت شیخ تقلیدِ مذہب میں بہت متعصب تھے جبکہ

---

[1] دفتر دوم مکتوب: ۱۱ [2] حضرت مجدد اور ان کے ناقدین: ۱۶۶

Marfat.com

حضرت مجدد اتباع سنت اور طریقت وشریعت میں بدعات کی تردید میں صلابت تام رکھتے تھے اندریں حالات ہر دوصورت میں اتفاق نہیں ہوسکتا۔

حضرت شاہ غلام علی دہلوی حضرت شیخ محدث رحمۃ اللہ علیہما کے اعتراضات کے متعلق لکھتے ہیں:

سخن بطور علمائے ظاہر فرمودہ اند و کلام حضرت مجدد بطور علمائے باطن است آن از عالمے دیگر واین از مقامے دیگراست اعتراض کجااست [1] حضرت شیخ نے بطور علماء ظاہر اعتراض فرمایا ہے اور حضرت مجدد کا کلام بطور علماء باطن ہے ان کی دنیا اور ہے، ان کا مقام اور۔ اعتراض کیسا؟

مگر جب حضرت امام ربانی نے اپنے ہاتھ کے تحریر فرمودہ مسودات حضرت شیخ محدث کو بھیجے اور لکھا معاذ اللہ! مجھ سے ایسے کلمات صادر نہیں ہوئے میرا ایک مرید (حسن خان افغان) مردود طریقت ہوکر برگشتہ ہوا اس نے یہ فتنہ برپا کر کے مجھے ہر چھوٹے بڑے کا ہدفِ ملامت بنایا ہے بالآخر میری دعائے مضرت سے بخارا میں تہمتِ ارتداد سے قتل ہوا جب شیخ محدث پر یہ حقیقت عیاں ہوئی تو انہوں نے ایک مکتوب لکھا جس میں حضرت مجدد کے بیان کی تعریف اور اس سے اپنی لاعلمی کا عذر پیش کیا۔

ازانجا شیخ کابلی مسودات خود راکہ دستخطی بودہ بجنسہ نزد شیخ دہلوی فرستاد و نوشت کہ معاذاللہ کہ از من چنیں کلمات بہ صدور پیوستہ باشد یکے از مریدان من مردود بطریقت گشتہ ایں فتنہ برپا ساخت و مرا ہدفِ برناؤ پیر نمود ۔۔۔ بعد دریافت آں شیخ دہلوی در توصیفِ آں مقال و اعتذار عدم علم بدیں حال مکتوبے نوشت [2]

حضرت مولانا وکیل احمد سکندر پوری خزینۃ الاصفیاء کے حوالے سے ارقام پذیر ہیں:

---

[1] رسالہ ششم مکتوب: ۸۸ [2] ہدیہ مجددیہ: ۱۰۵

Marfat.com

شیخ عبدالخالق سرہندی فرماتے ہیں کہ دہلی کے سب سے بڑے عالم شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ مجدد (رحمۃ اللہ علیہم) سے نزاع رکھتے تھے ایک روز کسی تقریب میں میری ان سے ملاقات ہوگئی اور شیخ مجدد کا ذکرِ کرامت شروع ہوگیا جب شیخ عبدالحق نے انکار کیا تو میں نے کہا بابزرگانِ دین عداوت داشتن خوب نیست

بزرگانِ دین سے عداوت رکھنا اچھی بات نہیں آؤ! ہمارا اور تمہارا قرآن منصف ہے ہم تازہ وضوء کر کے مصحفِ مقدس کھولتے ہیں جو آیت پہلے صفحہ پر آئے وہ حالِ شیخ احمد کی فال ہوگی شیخ عبدالحق نے قبول کرلیا تجدید وضو کے بعد دوگانہ ادا کیا اور قرآن مجید کو ہاتھوں میں پکڑ کر نہایت تواضع وتکریم سے کھولا قرآن مجید کے سرِ ورق پر یہ آیت نکلی رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ یہ آیت پڑھنے کے بعد علامہ مذکور تائب ہوئے پھر نزاع وعداوت کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔[1]

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

اگرچہ حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتداء میں بغیر تحقیق اعتراضات کئے تھے مگر بالآخر اس سے باز آگئے تھے۔

در واقعہ رسالت پناہ را صلی اللہ علیہ وسلم دیدہ کہ می فرمایند کہ ہر کہ اخلاص بما دارد بایشاں نیز داشتہ باشد واشارت بحضرت مجدد نمودند پس شیخ از انکار استغفار نمودہ

انہوں نے واقعہ میں حضرت رسالت پناہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں جو شخص ہم سے اخلاص رکھتا ہے ان سے بھی اخلاص رکھے اور اشارہ حضرت مجدد کی طرف فرمایا۔ چنانچہ شیخ نے انکار سے توبہ واستغفار کیا اور حضرت خواجہ باقی باللہ کے خلیفہ خواجہ حسام الدین کی طرف یہ لکھا ان دنوں میاں شیخ احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق

[1] ہدیہ مجددیہ: ۱۰۶

Marfat.com

فقیر کی صفائے باطن حد سے متجاوز ہے

''اصلاً پردۂ بشریت وغشاوۂ جبلت درمیان نماندہ نمی داند کہ از کجااست''

بشریت اور جبلت کا حجاب درمیان میں بالکل نہیں رہا نہیں جانتا کہ یہ کہاں سے ہے حکم عقل اور طریقہ انصاف کی رعایت سے قطع نظر ''بایں چنیں عزیزان و بزرگان بدنباید بود ''اس قسم کے بزرگوں سے بداعتقاد نہیں ہونا چاہئے باطن میں بطریق ذوق و وجدان کسی چیز کا غلبہ ہوگیا ہے۔ جسے زبان بیان کرنے سے قاصر ہے اللہ تعالیٰ ہی مقلب القلوب اور مبدل الاحوال ہے شاید ظاہر بینوں کے نزدیک یہ بعید ہو۔[1]

حضرت شیخ محدث کے مذکورہ کلمہ ''اصلاً پردۂ بشریت وغشاوۂ جبلت درمیان نماندہ'' پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت شاہ غلام علی دہلوی لکھتے ہیں

قول شریف ایشاں غشاوہ بشریت درمیان نماندہ اشارت می نماید کہ تحریر اعتراضات از بشریت ونفسانیت بود نہ از راہِ حقیقت سبحان اللہ ایں است احوال علماء واولیاء رحمۃ اللہ علیہم وائے برحال جہال حساد و معاندنافہم معاذاللہ[2]

ان کا قول شریف ''غشاوۂ بشریت درمیاں نماندہ'' اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اعتراضات، بشریت ونفسانیت کی بناء پر تحریر ہوئے نہ از راہِ حقیقت سبحان اللہ! علماء اور اولیاء (رحمۃ اللہ علیہم) کا یہ حال ہے تو جاہلوں، حاسدوں اور ناسمجھ دشمنوں کی کیا کیفیت ہوگئی۔ معاذ اللہ

یہ امر مستحضر رہے کہ شیخ محدث کو حقائق سے عدم آگاہی کی بنا پر حضرت مجدد کے عارفانہ کلمات سے اختلاف عالمانہ تھا جسے معاندین مخالفت بنا کر پیش کرتے رہے ہیں

حضرت شیخ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے توبیخ وتغلیط کے باوجود حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے انہیں مخاطب کر کے کوئی تردیدی مکتوب یا رسالہ تحریر نہیں فرمایا

---

[1] رسالہ درسخنان ۔۔۔۔:۱۱، ۱۲ [2] رسالہ ششم:۲

Marfat.com

البتہ حضرت مرزا حسام الدین احمد کو حضرت شیخ دہلوی رحمۃ اللہ علیہما کا نام لئے بغیر آخری ایام میں بڑے سائز کے گیارہ صفحات پر مشتمل ایک مکتوب تحریر فرمایا ہے جس میں افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ''بہ مجردِ اشتباہ ۔۔۔ شہر بشہر بآں منادی کردن کدام تدین باشد'' لکھ کر اسے ''ہمہ شور وغوغا'' قرار دیا ہے بہر حال آخری صفحہ کا ایک ایک جملہ محققین کے لئے بنظر عمیق مطالعہ کرنے کے قابل ہے۔ بلکہ آپ ایک مکتوب میں ان سے یوں مخاطب ہیں۔

وجود شریفِ ایشاں دریں غربت اسلام و اہل اسلام مغتنم است [1] اس غربت اسلام کے زمانے میں آپ کا وجود شریف اسلام اور اہل اسلام کے لئے غنیمت ہے۔

صفائے باطن کے بعد حضرت شیخ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اولاد کو طویل خط لکھا تھا

آنچہ مسودات اقتراحات کہ بر کلماتِ قدسی آیات حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نوشتہ ام در آبِ جمن بشویند ۔۔۔ نسبت ایں فقیر درایں ایام وصفائے باطن بہ خدمت ایشاں از حد متجاوز است واصلاً پردۂ بشریت و غشاوۂ جبلت درمیان نہ ماندہ ۔۔۔ ایں چنیں عزیزاں وبزرگان بدنباید بود ۔۔۔ شاید کہ ظاہر بیناں دراین جا استبعاد کنند [2]

حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کے کلمات قدسی آیات پر جو میرے اقتراحاتی مسودات لکھے ہوئے ہیں انہیں دریائے جمنا کے پانی میں دھوڈالو۔۔۔

بنابریں دونوں خاندانوں (خانوادۂ مجددیہ اور خانوادہ حقیہ) میں باہمی تلمذ وارادت اور محبت واخوت کے مراسم وتعلقات قائم رہے۔

حضرت شیخ دہلوی کا حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہما کی بعض علمی وکشفی عارفانہ

---

[1] دفتر دوم مکتوب: ۲۹ [2] بشارات مظہریہ در فضائل مجددیہ

Marfat.com

عبارات سے اختلاف کرنا اور بعد میں حقیقت مسئلہ واضح ہونے پر اختلاف سے رجوع کرنا خلوص وللّٰہیت کا بہترین نمونہ ہے لیکن اے کاش دوسرے مخالفین وناقدین بھی اس سے سبق حاصل کرتے ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء مگر انہوں نے تسلیم و توقف کے باوجود شیخ دہلوی کے معترضانہ مکتوب کو ہوادی گذشتہ صدی میں پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب نے اس مخالفانہ مکتوب کو صحیفہء سماوی سمجھ کر حیات شیخ عبدالحق میں شائع کر دیا جو ایک طرف تو اغیار کو اکابرین اسلام پر زبانِ طعن دراز کرنے کا موقعہ فراہم کرتا ہے اور دوسری طرف مجددی حضرات کی دل آزاری کا موجب ہوا ہے حالانکہ حضرت شیخ دہلوی نے اپنی کتاب ''المکاتیب والرسائل'' میں اس مکتوب کو درج نہیں فرمایا بلکہ اسے ضائع کرنے کی وصیت فرمائی تھی۔

صد افسوس! ایسی تحقیق پر جو اہل اللہ کی اذیت اور ان سے بدگمانی کا سبب ہو نیز مسلمانوں کے لئے فکری انتشار اور قلبی اضطراب کا باعث بنے

ع خرد کی نامسلمانی سے فریاد

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے معاندین وحاسدین کی نذر شعر ہے

جن کا دیں پیروئ کذب و ریا ہے ان کو
ہمتِ کفر ملے ، جرأتِ تحقیق ملے

ظاہر ہے ایسی صورت میں اخیار کی تسکین اور اغیار کے منہ میں لگام دینے کے لئے اعتراضات کی تردید لکھنا ضروری ہو جاتا ہے دراصل یہ شیخ دہلوی کی تردید نہیں بلکہ معاندین کا رد اور یا وہ گو مخالفین کے سوءظن کا ازالہ ہے جو حضرت شیخ دہلوی کی تحریر کی آڑ میں اپنے خبثِ باطن کا اظہار اور مذموم جذبات کی تسکین کا ساماں کرتے ہیں۔

ان اعتراضات کے جواب میں مدلل رسائل وکتب لکھیں گئیں جن میں اولاد امجاد وخلفاء امام ربانی کے علاوہ حضرات میرزا جان جاناں مظہر، شاہ ولی اللہ، شاہ

Marfat.com

عبدالعزیز مخدوم ملا معین ٹھٹھوی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، شاہ غلام علی دہلوی، مولانا وکیل احمد سکندر پوری، شیخ ابوالحسن زید فاروقی، شارح مکتوبات امام ربانی مولانا محمد سعید احمد مجددی وغیرہم (رحمۃ اللہ علیہم) کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔

بندۂ بے دام
بشارت علی مجددی
یکے از غلامانِ حضرت ابوالبیان رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

مقدّمہ

حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہید (ف ۱۱۹۵ھ/ ۱۷۸۱ء) سلسلۂ نقشبندیہ کے اکابر مشائخ میں سے تھے اور اپنے مرکز دہلی میں تاحیات مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کا درس دیتے رہے۔ آپ کو مستند ذرائع سے اس امر کا علم تھا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے حضرت مجدد الف ثانی پر جن شبہات کا اظہار کیا تھا ان سے رجوع کرلیا تھا اور اس سلسلہ میں ایک مکتوب خواجہ حسام الدین احمد (ف ۱۰۴۳ھ/ ۱۶۳۳ء) کو لکھا تھا[1]۔ گویا بعض محققین کا یہ خیال بے بنیاد ہے کہ رجوع کے سلسلہ کا یہ مکتوب پہلی بار اخبار الاخیار کے مطبع مجتبائی ۱۳۲۱ھ کے آخر میں شائع ہونے والا مکتوب دور آخر کے معتقدین کا خود ساختہ ہے۔

حضرت میرزا مظہر نے مخالفین کے اعتراضات کے مختصر جوابات دو مکاتیب (۵۔۶) میں دیئے ہیں۔ چھٹا مکتوب آپ کے خلیفہ نامدار قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے نام ہے جن کے اس موضوع پر تین رسائل اس مجموعہ حاضرہ میں شامل ہیں۔

حضرت مظہر کے مذکورہ دونوں مکاتیب مقامات مظہری کے مطبوعہ ایڈیشن ۱۳۰۹ھ سے ماخوذ ہیں۔

حضرت مظہر کے مفصل احوال ومناقب کے لئے دیکھئے:

۱..... بشارات مظہریہ مؤلفہ مولانا نعیم اللہ بہڑائچی، قلمی

---

[1] نعیم اللہ بہڑائچی: بشارات مظہریہ، قلمی نسخہ برٹش میوزیم، لندن،

102360

Marfat.com

۲.....معمولاتِ مظہریہ مؤلفہ مولانا بہڑائچی، (مطبوعہ)

۳.....مقاماتِ مظہری مؤلفہ شاہ غلام علی دہلوی، ترجمہ وتعلیقات محمد اقبال مجددی (مطبوعہ)

۴.....کمالاتِ مظہریہ مولفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی (قلمی)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (ف ۱۱۷۶ھ/ ۱۷۶۲ء) کی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار سے گہری وابستگی کے آثار ملتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کے فارسی رسالہ ''ردِ روافض'' کی علماء حرمین کی فرمائش پر آپ نے عربی میں شرح لکھی اور اس کا عربی میں ترجمہ بھی کیا، یہ شرح المقدمة السنية فی الانتصار للفرقة السُنية کے نام سے ہے اور حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی کی تصحیح سے دہلی سے طبع ہوگئی ہے۔

آپ نے اپنے ایک شاگرد خاص مولانا محمد امین کشمیری کی درخواست پر حضرت مجدد الف ثانی پر مخالفین کے شبہات کا جواب ایک مکتوب گرامی (نمبر ۸۴) میں دیا ہے یہاں اس کا متن شائع کیا جارہا ہے۔[1]

مکتوب الیہ مولانا خواجہ محمد امین کشمیری (ف ۱۱۷۸ھ/ ۱۷۷۳ء) آپ کے فرزند بزرگ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی کے استاد بھی تھے۔[2]

حضرت شاہ ولی اللہ کے رسائل کا ایک مجموعہ مولانا آزاد لائبریری، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ذخیرۂ حبیب گنج میں ہے جس میں ایک رسالہ خلت اور دوسرا رسالہ شواہد التجدید حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں ہیں۔[3]

---

[1] مکاتیب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جامع شاہ عبدالرحمن بن شاہ محمد عاشق پھلتی مرتبہ مولانا نسیم احمد فریدی، مطبوعہ رضا لائبریری رام پور، ۲۰۰۴ء [2] ایضاً، تعلیقات مولانا فریدی ۵۵۲۔۵۵۴

[3] تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب حاضر میں عنوان ''حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں

Marfat.com

رسالہ در دفع اعتراضات بر بعض عبارات

نوشتہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (ف ۱۲۳۹ھ/ ۱۸۲۴ء) بن شاہ ولی اللہ محدث آپ نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ لکھا تھا جو آپ کے مجموعۂ فتاویٰ میں شامل ہے جس کا متن یہاں دیا جارہا ہے۔ آپ نے شیخ عبدالحق محدث دھلوی کے رسالہء اعتراضات کے ایک خطی نسخے پر حواشی بھی لکھے تھے، جنہیں حضرت شاہ غلام علی دہلوی نے اپنے رسالہ رد اعتراضات کی فصل چہارم کے طور پر نقل کر کے محفوظ کرلیا تھا۔ یہ پورا رسالہ بھی مجموعۂ حاضر میں شامل ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی کے ایک اور رسالہ رد اعتراضات کا قلمی نسخہ ''رضا لائبریری رام پور'' میں محفوظ ہے، ہمیں اس وقت تک معلوم نہیں ہے کہ یہ رسالہ وہی ہے جو فتاویٰ عزیزی سے نقل ہوا ہے یا کوئی دوسرا رسالہ ہے۔

رسالہ رد روافض شرح المقدمۃ السنیہ مؤلفہ شاہ ولی اللہ میں جہاں کہیں شارح نے حضرت مجدد سے اختلاف کیا ہے، شاہ عبدالعزیز نے ماتن یعنی حضرت مجدد کا دفاع کرتے ہوئے شارح یعنی اپنے والد گرامی سے اختلاف کیا ہے۔[1]

رسائل قاضی ثناء اللہ پانی پتی

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی (۱۱۴۴-۱۲۲۵ھ/ ۱۷۳۱-۱۸۱۰ء) کثیر التصانیف عالم اور صوفی تھے، حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید کے سب سے نامور خلیفہ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے شاگرد خاص تھے۔ آپ تفسیر مظہری جیسی شہرۂ آفاق تفسیر کے مؤلف بھی تھے۔

شاہ عبدالعزیز محدث آپ کو ''بیہقی وقت'' کہا کرتے تھے۔

---

[1] Zubaid Ahmad: The Contibution of Indo Pakistan to Arabic literature, pp:115-16

Marfat.com

حضرت مظہر فرماتے تھے کہ قیامت کے روز اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا کہ تم میری بارگاہ میں کیا تحفہ لائے ہو تو عرض کروں گا ثناء اللہ۔ (مقامات مظہری:۳۶۱)

مفصل حالات کے لئے ملاحظہ ہو:

۱.....خودنوشت حالات قاضی ثناء اللہ مشمولہ بشارات مظہریہ قلمی ورق ۱۴۷

۲.....مقامات مظہری مؤلفہ شاہ غلام علی دہلوی تعلیقات محمد اقبال مجددی ص:۴۰۰، ۴۰۳

۳.....تذکرۂ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی مولفہ محمود الحسن عارف، مطبوعہ لاہور

4. Sajida, S. Alvi: Qazi Sana Allah Panipati, an Eighteenth-Century Indian Sufi, Article included in Islamic Studies (Essays presented to Charles J. Adams)ed.by W.Hallaq and D.Little, Leiden, 1991.

قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں تین رسائل تالیف کئے تھے، جن کی تفصیل یہ ہے:

۱.....احقاق حق (فارسی)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (ف ۱۰۵۲ھ/ ۱۶۴۲ء) نے حضرت مجدد الف ثانی کے بعض ان معارف پر اعتراضات کئے تھے جو آپ کے ایک ناراض مرید حسن افغان نے چوری کر کے اس میں تحریف کی اور اس وقت کی مشہور خانقاہوں میں بھیجے جن میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ مخالفین کی توجہ کا مرکز رہی۔ یہ لوگ حضرت شیخ محدث کی خدمت میں بھی وہ محرف معارف لے گئے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی کے پیر بھائی یعنی حضرت خواجہ کے خلیفہ تھے، آپ نے بلا تحقیق مخالفین کی شورش سے متأثر ہو کر ایک مفصل رسالہء اعتراضات لکھا۔ کئی نقشبندی مجددی

Marfat.com

حضرات نے اس رسالہ کے جوابات لکھے تھے جن میں ایک رسالہ قاضی ثناء اللہ کا رسالہء احقاق بھی ہے۔ جوآپ نے ۲۵ شوال ۱۱۶۰ھ کوتالیف کیا۔ (خاتمہ رسالہ) گویا یہ رسالہ اس موضوع پر لکھے جانے والے دیگر دو معاصرین یعنی شاہ عبدالعزیز محدث اور شاہ غلام علی دہلوی کے رسائل پر تقدم زمانی بھی رکھتا ہے، اس وقت قاضی صاحب کی عمر سولہ سترہ سال کی تھی۔ (۱۱۶۰۔ ۱۱۴۴=۱۶)

اس نوعمری کے باوجود آپ کے تحریر کردہ جوابات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو حضرت مجدد الف ثانی کے معارف پر دسترس تھی۔ کہیں کہیں اسلوب تحریر میں شدت کا پہلو بھی آ گیا ہے لیکن شیخ محدث کے احترام وادب کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا بلکہ آپ کا نام تک نہیں لیا، مخاطب کرتے ہوئے ''عزیز'' اور ''بعضی علماء ظاہر'' لکھا ہے۔ صرف ایک مقام پر حضرت مجدد الف ثانی کے ایک مکتوب بنام شیخ نورالحق بن حضرت شیخ محدث کو ''پسر معترض'' لکھا ہے۔

یہاں ہم احقاق حق کے جس خطی نسخہ کا عکس شائع کر رہے ہیں، وہ خود قاضی ثناء اللہ کے دست مبارک کا لکھا ہوا ہے۔ اس کے پہلے زاید ورق پر قاضی صاحب نے ''رسالہ احقاق حق رد اعتراضات عبدالحق از کلام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ'' لکھ کر اپنی مہر ''محمد ثناء اللہ'' ثبت کی ہے۔ مہر کا سنہ صحیح نہیں پڑھا جاتا ہے۔ اس نسخہ میں مؤلف نے جابجا حک واصلاح اور قطع وبرید سے کام لیا ہے، حواشی میں کئی مقامات پر اضافات بھی اس امر کے مؤید ہیں کہ یہ رسالہ مؤلف کا خودنوشت نسخہ ہے۔ دوسرے اس خطی نسخہ کے مالک معروف عالم وشیخ حضرت ابوالحسن زید فاروقی (۱۹۰۶۔ ۱۹۹۳ء) رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین درگاہ مظہری دہلی نے بھی اس رسالہ کے بدست حضرت مولف ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ (حضرت مجدد اوران کے ناقدین ص: ۱۳۷)

ہمیں رسالہ احقاق کے دو اور خطی نسخوں کا علم ہے اوران تینوں کی بنیاد پر ہم ایک

Marfat.com

تقابلی متن تیار کر رہے ہیں جو عنقریب شائع ہوگا۔ ان شاء اللہ

۲۔ رسالہ در جواب شبہات کلام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ (فارسی)

یہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا اس موضوع پر دوسرا رسالہ ہے۔ اس کا سال تالیف یا سال کتابت درج نہیں ہے۔ رسالہ احقاق کی طرح آپ نے اس کے پہلے زاید ورق پر مذکورہ بالا نام لکھ کر اپنی مہر لگائی ہے۔ لوائح خانقاہِ مظہریہ میں قاضی صاحب کے دو مکتوبات کا عکس دیا گیا ہے اس تحریر کا سواد خط اور ان دونوں رسائل کا اسلوب کتابت یکساں ہے اس لئے ان کے قاضی صاحب کی خودنوشت ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

قاضی صاحب نے یہ رسالہ حضرت مجدد کے کلام پر بعض شبہات کے ازالہ کے لئے لکھا ہے کسی ایک معترض کے خلاف نہیں ہے۔ اس رسالہ کے کسی دوسرے خطی نسخے کا ہمیں تا حال علم نہیں ہے۔ یہ رسالہ بھی حضرت ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ میں ہے جو انہیں رسالہ احقاق کے ساتھ پانی پت میں قاضی صاحب کے گھر سے دستیاب ہوا تھا۔ (مقامات مظہری ص: ۴۱۰۔ ۴۲ حاشیہ ۲۱)

۳۔ الرسالة الذب عن القطب الربانی والامام الصمدانی ...الشیخ احمد الفاروقی

یہ رسالہ قاضی صاحب نے عربی میں لکھا ہے پہلے دو رسائل کی طرح اس میں بھی آپ نے اپنا نام نہیں لکھا بلکہ اپنی ایک مشہور کتاب السیف المسلول کا اس طرح حوالہ دیا ہے:

ایں عاصی خاکسار بے مقدار خود را از جملہ خادمان حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم بمثابہ زال یوسف است ..... چنانچہ درخطبۂ رسالۂ السیف المسلول علی من اعرض عن سنت الرسول

Marfat.com

صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم ایمائ برآں شدہ است (ورق الف)

قاضی صاحب نے السیف المسلول حضرت مظہر (ف ۱۱۹۵ھ) کے حین حیات تالیف کی تھی گویا یہ رسالہ رد اعتراضات ۱۱۹۵ھ کے بعد تالیف کیا گیا۔

قاضی صاحب نے اس رسالہ کی غرض وغایت یوں بیان کی ہے:

اعلم یا اخی ان معظم قصدی ومطمح نظری بتالیف تلك الرسالة الذب عن القطب الربانی والامام الصمدانی صاحب الکمال الرحمانی العارف الکامل و العالم الفاضل قطب سماء الحقیقة ومجمع اسرار دقائق الطریقة بلبل الافراح عمدة اسرار الملك الفتاح احد اعطی له علمآء الظاهر والباطن وثبت له فی سائر الا ما کن الی یوم ینفخ فی الصور قطب الوجود والنور الممدود و شیخنا و قدوتنا الی الله سبحانه الشیخ احمد الفاروقی النقشبندی الکابلی ثم السهرندی مثلی قدرة ان یقوم بالذب عن مثل هذا الولی .....

گویا یہ رسالہ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی سے ''خصومت'' رکھنے والے حضرات کے اعتراضات کے جواب میں لکھا ہے۔ بڑے سائز کے چار اوراق کا یہ رسالہ کتابخانہ اسلامیہ کالج، پشاور میں محفوظ مکتوبات حضرت مجدد کے ایک قلمی نسخہ نمبر ۹۳۹ کے آخر میں مجلد ہے اس کے کسی دوسرے نسخہ کا تا حال علم نہیں ہے۔

حضرت شاہ غلام علی دہلوی

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۵۶۔۱۲۴۰ھ/ ۱۷۴۳۔ ۱۸۲۴ء)

Marfat.com

حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید (ف ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء) کے جانشین، غایت درجہ پابند شرع، صوفی بلند پایہ، کتب تصوف کے مولف، عالم اسلام کے علماء و مشائخ کو فیوض باطنی سے منور کرنے والے تھے۔

آپ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (ف ۱۲۳۹ھ/ ۱۸۲۴ء) کے شاگرد تھے اور سند حدیث آپ ہی سے لی تھی۔ نہ صرف ہندوستان بلکہ عالم اسلام کے اکابر آپ کے حلقہء ارادت میں داخل تھے۔ آپ کے خلیفہء نامدار حضرت مولانا خالد کردی رومی کے مریدین کی تعداد ایک لاکھ سے بھی متجاوز تھی اور عالم اسلام کے متبحر علماء جوان سے فیض یاب ہوئے ان کی تعداد ایک ہزار تھی۔ حضرت شاہ غلام علی نے بھی ساری عمر حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیمات اتباع شرع شریف اور آپ کے معارف کی اشاعت میں صرف کی اور آپ کے مکتوبات کا درس بڑے اہتمام سے دیا کرتے تھے۔[1]

حضرت شاہ غلام علی نے معترضین حضرت مجدد الف ثانی کے شبہات کے جواب میں دو رسائل لکھے تھے۔

ا۔ رسالہ در رد اعتراضات شیخ عبدالحق

حضرت شاہ غلام علی نے نہایت مثبت طریقہ سے حضرت شیخ محدث کے اشکال کا جواب لکھا ہے۔ آغاز رسالہ میں آپ نے اس سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھے جانے والے رسائل میں سے علامہ محمد فرخ مجددی، شیخ عبدالاحد وحدت، مرزا محمد بیگ بدخشی مکی، شاہ ولی اللہ محدث اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا ذکر کیا

---

[1] حضرت شاہ غلام علی کے مفصل حالات کے لئے ملاحظہ ہو: (۱) درالمعارف (ملفوظات شاہ غلام علی) مرتبہ شاہ رؤف احمد رافت مجددی (۲) ملفوظات ہفت روزہ از شاہ رافت مجددی (۳) ملفوظات شریفہ جامع خواجہ غلام محی الدین قصوری

Marfat.com

ہے۔آپ نے حضرت شیخ محدث کے اعتراضات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے

حضرت شیخ عبدالحق کہ بتحریر اعتراضات صرفہ گویان رادر طعن دیر ساختہ سخن بطور علمای ظاہر فرمودہ اند.....

یہ رسالہ آپ کے مکاتیب شریفہ میں مکتوب نمبر ۸۸ میں شامل ہے اس کا متن یہاں شائع کیا جارہا ہے۔آپ کے مجموعہ رسائل سبعہ سیارہ میں بھی نقل ہوا ہے۔

۲۔رسالہ در بیان سخنانی کہ دربارۂ امام ربانی

حضرت شاہ غلام علی دہلوی کا حضرت مجدد الف ثانی پر اعتراضات کے جواب میں یہ دوسرا اہم رسالہ ہے۔ پہلا رسالہ صرف حضرت شیخ عبدالحق محدث کے اعتراضات کے جواب میں ہے لیکن یہ رسالہ اس سے زیادہ مفصل اور آپ پر عام شبہات کے ازالہ کے لئے لکھا گیا ہے۔اس رسالہ کی پانچ فصول ہیں، شیخ محدث کے رسالہء اعتراضات کا ایک خطی نسخہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے پاس تھا جس پر آپ نے کچھ حواشی لکھے تھے۔شاہ غلام علی نے اپنے اس رسالہ کی فصل چہارم میں وہ تمام حواشی نقل کر کے محفوظ کر دیئے تھے اب شاہ غلام علی کے اس رسالہ کی بدولت وہ حواشی آج ہم تک پہنچے ہیں۔

یہ رسالہ آپ کے مجموعہ رسائل سبعہ سیارہ میں شامل ہے اور اس سے مولانا محبوب الٰہی (۱۹۰۸۔۱۹۸۱ء) مصحح حضرات القدس جلد دوم اور رسائل حضرت مجدد الف ثانی نے بڑی صحت کے ساتھ ۱۳۸۴ء کو اس کی نقل تیار کر کے خانقاہ سراجیہ، کندیاں کے کتب خانہ میں جمع کروائی تھی۔پیش نظر رسالہ کی یہی نقل بطور عکس شائع کی جارہی ہے جو رسائل سبعہ سیارہ مطبوعہ سے بہتر ہے۔

Marfat.com

حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی

حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی (۱۹۰۶ـ ۱۹۹۳ء) بن حضرت شاہ ابوالخیر مجددی دہلوی بن شاہ احمد سعید بن شاہ ابوسعید مجددی، سجادہ نشین درگاہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں، دہلی اس سلسلہء مبارکہ کے آخری بزرگ تھے جنہوں نے اپنے جد اعلیٰ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے دفاع میں کئی اہم اقدامات کئے اور دور جدید کے مغرب زدہ محققین کی غلط فہمیوں کا بھی ازالہ فرمایا اور حضرت مجدد اور ان کے ناقدین کے نام سے ایک نہایت وقیع کتاب تالیف کی جو آپ نے شاہ ابوالخیر اکاڈمی دہلی سے ۱۹۷۷ء کو شائع کی۔[1]

اس اہم کتاب کے چند صفحات کی نقل یہاں شامل مقدمہ کی جارہی ہے اس سے ان رسائل کا پس منظر سمجھنے میں بھی مدد ملے گی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث کے رسالۂ اعتراضات کی صحیح حقیقت بھی سامنے آجائے گی۔ حضرت مؤلف نے اس کا انگریزی ترجمہ اپنی نگرانی میں کروایا تھا جو لاہور سے چھپ چکا ہے۔

حضرت شاہ ابوالحسن زید علیہ الرحمہ سے پہلے مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں تین نہایت بیش قیمت رسائل لکھے تھے جو مطبع مجتبائی دہلی سے مجموعہ کی صورت میں شائع ہو چکے ہیں ان میں ہدیہء مجددیہ، انوار احمدیہ اور الکلام المنجی بر دا عتراضات البرزنجی شامل ہیں۔ یہ مجموعہ لاہور سے ۲۰۱۱ء کو عکسی

---

[1] حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی نے اپنے والد گرامی حضرت شاہ ابوالخیر مجددی کے مبارک احوال پر مقامات خیر کے نام سے جو پیش بہا کتاب لکھی ہے آپ نے اس میں اپنے حالات بھی بیان فرمائے ہیں۔ (ص: ۳۵۷ـ۸۶۷) اس کے علاوہ صوفی غلام سرور مرحوم نے مختصر سوانح حیات شیخ الاسلام ابوالحسن زید فاروقی کے نام سے ایک رسالہ لاہور سے ۲۰۰۲ء کو شائع کیا۔

Marfat.com

صورت میں دوبارہ طبع ہوگیا ہے۔

شارح مکتوبات علامہ محمد سعید احمد مجددی

ابوالبیان علامہ محمد سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۴۳۔۲۰۰۲) عصر حاضر میں تعلیمات مجددیہ کے عظیم مبلغ ونقیب تھے۔آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے علوم و معارف پر گہری نظر رکھتے تھے۔آپ ربع صدی تک مکتوبات شریفہ کا درس ارشاد فرماتے رہے۔مکتوبات شریفہ کی پہلی اردو شرح ''البینات شرح مکتوبات'' آپ کا عظیم کارنامہ ہے جس کی چار ضخیم جلدیں شائع ہوچکی ہیں جبکہ بقیہ پر کام جاری ہے۔حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی علوم ومعارف پر مشتمل آپ کی تصنیف لطیف ''مبدأ ومعاد'' احباب کو سبقاً پڑھائی جو کہ کتابی صورت میں ''سعادت العباد شرح مبدأ ومعاد'' کے نام سے چھپ چکی ہے نیز آپ نے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی شہرۂ آفاق کتاب مستطاب کشف المحجوب کا مسلسل ۸ برس (۱۹۸۹ تا ۱۹۹۶) تک ہفتہ وار درس بھی ارشاد فرمایا۔شرح کشف المحجوب کی ترتیب وتدوین کا کام بھی شروع کیا جارہا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سیرت وکردار اور تجدیدی افکار پر مشتمل ''سرمایہ ملت کا نگہبان'' آپ کی تصنیف ہے جس سے زیر نظر کتاب کے عنوان سے مطابقت رکھنے والے تین مضامین شامل کئے جارہے ہیں۔

۱۔ بقیہ طینتِ محمدی ﷺ کا مرقع
۲۔ حضرت امام ربانی کا منصب قیومیت
۳۔ مسئلہ نیت اور حضرت امام ربانی

دارالمؤرخین
۱۹۶۔بی سبزہ زار، لاہور

محمد اقبال مجددی
۱۴ نومبر ۲۰۱۱ء

Marfat.com

رسالہ در بیانِ سخنانی کہ دربارۂ امام ربانی

تالیف

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ماخوذ

رسائل سبعہ سیارۂ شاہ غلام علی دہلوی

مطبوعہ مطبع علوی، ۱۲۸۴ھ

بخط

مولانا محبوب الٰہی مرحوم

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

بعد حمد و صلوٰۃ فقیر عبد اللہ معروف غلام علی عفی عنہ کہ کمترین سگبان خاندان عالی شان احمدیہ است می گوید کہ این رسالہ ایست مختصر در بیان سخنان کہ در بارۂ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہرت یافتہ و مردم آن کلمات را سرمایۂ افتخار ساختہ اند و آن کلمات محض افترا است ہرگز ثابت نمی رسد۔ و جواب سوالات کہ بر کلام ایشان بے تامل و تحقیق می نمایند بکاندک تامل معقول و مشروح می گردد و از آسیب طعن از حضرت بزرگان می شود

این رسالہ مشتمل است بر پنج فصل :۔ فصل اول در بیان مجملے از احوال حضرت ایشان رحمۃ اللہ علیہ ۔ فصل دوم در دفع اعتراضات از کلام ایشان بطریق اجمال ۔ فصل سوم در اجوبہ بعضے اعتراضات حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ ایشان بر رسالہ در انکار معارف ایشان نوشتہ اند فصل چہارم در بیان خوردی کہ از استاد فقیر حضرت شیخ عبد العزیز در ایام خوردی بر رسالہ حضرت شیخ مذکور رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرمودہ اند ۔ فصل پنجم در دفع شبہاتے کہ بر الہامات

Marfat.com

مذکور است ۔ **فصل اوّل** در بیان احوال حضرت ایشان امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی نقشبندی سهرندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نسب حضرت ایشان بحضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ می رسد ۔

تولد ایشان در سنہ ہفتاد و یک و نہ صد ہجری ست ۔ علم ظاہر از والد ماجد خود مخدوم شیخ عبد الاحد خلیفہ حضرت شیخ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ کہ در علم ظاہر و باطن پیشوائے زمان بودند، و دیگر علمائے وقت تحصیل نمودند و طریقہ چشتیہ و قادریہ از والد خود گرفتہ اند و از ارواح طیبۂ ہر دو سلسلۂ علیہ فیوضہا یافتہ و طریقۂ نقشبندیہ از حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ اخذ کردہ بتوجہات حضرت در دو نیم ماہ بمرتبۂ کمال و تکمیل رسیدہ اند ۔ آن حضرت تعریف علو استعداد و ترقی در حالات ایشان بسیار می نمودند ۔ می فرمودند "ایشان از شمس مرادان و محبوبان اند" مثل ایشان در اولیاء متقدم چند کس بنظر می آیند ۔ ایشان چراغی شوند کہ عالم از ان منور گردد ۔ می فرمودند "در واقعہ دیدیم کہ ما مشعلے نورانی افروختہ ایم تا بفلک سر کشیدہ و ساعت بساعت نور آن زیادہ می شود

Marfat.com

مردم از آن چیزها اظہار دلشکنی می نمایند" این واقعہ اشارت بذات الپ ان راست
می فرمودند "در ایام عزیمت ہندوستان در استخارہ دیدم کہ طوطی شکر آمدہ بردست
مانشست ۔ طوطی عبارت از راستہ او معاد الپ ان ست" ۔ می فرمودند "در وقت
رسیدن در سہرند از سہرند آواز غریب شنیدیم کہ تو در جوار قطب فرود آمدہ
قطب مراد از ذات الپ ان ست" ۔ می فرمودند "شیخ احمد آفتابے ست کہ
مثل ہزاران ستارگان در پے او گم اند" می فرمودند "بواسطہ شیخ احمد
معلوم شد کہ توحید کوچہ تنگ ست سوے راہ دیگر ست" در مکتوبے بالپ ان
نوشتہ اند "وَلَا مَرْضِ مِنْ كَأْسِ الْكِرَامِ نَصِيبُ" ۔

قول عبد اللہ انصاری در بارہ پیر خود

عبد اللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ اند "اگرچہ من مریدِ خرقانی ام اگر خرقانی درین وقت می بود با وصف پیری
مریدی من می کرد" و ہرگاہ احوال آن بے صفتان چنین باشد اگر فقاران آثار
صفات چرا جان فدائے لوازم طلب گاری نکنند ۔ توقف و اہمال نہ از دستغنا
بے نیازی ست ؟ و موقوف بر اسارت ست انتہی احوال یارانِ خود از ایشان

Marfat.com

تحقیق می نمودند۔ می فرمودند "علوم (و) کشوف ایشان بسیار صحیح و مرضی الثبت واصحاب و اولاد و منتسبان آن حضرت بامر شریف ازیشان استفاده می کردند۔ یکے از جماعت توقف نمود در منامے دید کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدح ایشان می نمایند و می فرمایند کہ ہر کہ مقبول شیخ احمد است مقبول ما است و ہر کہ مردود شیخ احمد است مردود ما است پس بخدمت ایشان رفتہ استفادہ نمودہ۔

طریقۂ مجددی اللہ تعالے ایشان را بمین تربیت حضرت ایشان را طریقۂ جدیدہ کرامت نمودہ و مقامات دیگر عطا فرمود و علوم (و) معارف و اذواق و مواجید ہر مقام جدا جدا عنایت کرد۔ الوفِ الوف علماء و عقلاء در طریقۂ ایشان بآن مقامات رسیدہ بآن علوم و معارف اقرار نمودند و در آن مقامات ہیچ اشتباہ نمی ماند۔ و طریقۂ ایشان کہ دوام حضور و اتباع سنت شریف در اطراف عالم شہرت یافت و بافادات ایشان و افاضات خلفاء ایشان طالبان بے شمار تہذیب یافتند و می یابند۔

Marfat.com

مکتوباتِ مجددیہ | مکتوبات و رسائل ایشان، از رسائل و معارف مطابق کتاب و سنت و تحقیقات لائقہ و تدقیقات رائقہ کہ این چنین از صحیح کمے از علماء صوفیہ منقول نیست، مشحون راست۔

کتب دربارۂ حضرت مجددؒ | در احوال ایشان محمد ہاشم کشمی کتابے مسمی بہ برکات احمدیہ و ملا بدر الدین کتابے مسمی بہ خضرات القدس تحریر نمودہ و نفحات عالیہ و درجات سامیۂ ایشان و ریاضات و مجاہدات و ملفوظات و خوارق عادت و تصرفات کہ از ایشان صادر شدہ بتفصیل بیان فرمودہ۔

وفات | وفات ایشان در سنہ ہزار و سی و چہار ہجری، لست و ہشتم صفر وقت صبح راست۔ تاریخ ولادت ایشان محمد ضیاء الفیض و سنین عمر احمدی راست۔ تواریخ وفات ایشان بسیار گفتہ اند از آنجملہ ۹۷۲ھ ۶۳

تواریخ گفتہ می شود وارث الرسول ۱۰۳۴ھ۔ نقشبند تقوی بود ۱۰۳۴ھ۔ معرفت مرد ۱۰۳۴ھ۔ ظل محمد بود ۱۰۳۴ھ۔ منور آباد خواجہ بہاء الدین بود ۱۰۳۴ھ۔

ہ در اصل چنین نوشتہ "ونقش بند تقوی و معرفت مرداد"۔ و ازین عبارت تاریخ نمی برآید ۱۲ مصحح

ہ ولی از نقشبند تقوی بود ۱۰۳۴ھ و معرفت مرد ۱۰۳۴ھ برمی آید ۱۲ مصحح

Marfat.com

رائے خواجہ علاء الدین بود ۱۰۳۴ھ — آن خواجہ محمد پارسا بود ۱۰۳۴ھ — بزرگی کہ خواجہ عبید اللہ بود ۱۰۳۴ھ

ادراک خواجہ باقی باللہ بود ۱۰۳۴ھ رحمۃ اللہ علیہ وعلیہم رحمۃً ورکعۃً مبارکۃً طیبۃً زاکیۃً ۔ حضرت آدم بنوری یکے از اجلہ خلفای ایشان اند ہزار خلیفہ کامل در دشتہ اند وصد کس کامل مکمل ہمچنین خلفائے ایشان مثل حضرت محمد میر نعمان وخواجہ محمد ہاشم کشمی وملا محمد طاہر لاہوری وملا بدیع الدین سہارنپوری وغیرہم در مرجعیت خلق خدا وہدایت طالبانِ مولا ، سرآمد مقبولان بارگاہ الٰہی بودند وانوار شریعت وطریقت را رواجہا دادند رحمۃ اللہ علیہم

بشارت وجود ایشان (۱) از حضرت شیخ احمد جام قدس سرہٗ منقول است کہ می فرمودند بعد از چہار صد سال احمد نام شخصے پدید آید کہ آثار عنایت حق سبحانہ در بارۂ او ہویدا باشند وتمام خلق بہ بینند " این بشارت اشارت بوجود حضرت مجدد الف ثانی است کہ وفات حضرت احمد جام در ہشتم ۶ صد ہشتم است و ولادت حضرت ایشان در سنہ نہ صد و ہفتاد و یک ۹۷۱ ۔

(۲) واز حضرت شیخ خلیل اللہ بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ منقول است کہ " در

Marfat.com

در سلسلۂ حضرت خواجہا رحمۃ اللہ علیہم از ہندوستان شخصے پیدا نشود کہ بے نظیر عصر خود خواہد بود افسوس کہ حیاتِ ما تا آن زمان کفایت نخواہد کرد والّا سعادت زیارتش می یافتم "

(۳۵) شاہ کمال الوکیتھلی رحمۃ اللہ علیہ بعد واقعہ خود در روضہائے مکرر، بیرایں مبارک خود بطریق تبرک بدست حضرت اسکندر نبیرۂ خود برائے مغفرت مجدد فرستادہ اند - گویند آن بیرایں حضرت غوث الثقلین بود رضی اللہ عنہ بتوارث بوصیۃ بحضرت شاہ کمال بجہت حضرت ایشان رسیدہ -

مطالب مرقومہ از حضرات القدس شیخ بدر الدین نقل یافتہ و در مکتوبات شیخ مجدد خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہما موجود است واللہ اعلم

حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ بعد تحریر مناقب حضرت مجدد نوشتہ اند "لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا مُؤْمِنٌ تَقِیٌّ وَلَا یُبْغِضُہٗ اِلَّا مُنَافِقٌ شَقِیٌّ رَحِمَ اللّٰہُ مَنْ اَنْصَفَ وَلَمْ یَتَعَسَّفْ -

فصل دوم ۲

در دفع اعتراضات از کلام ایشان بطریق اجمال

!

بر ارباب علم ظاہر ست کہ در ادراک بعض آیات قرآنی مثل یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ و اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی و بعض کلمات حدیث مثل رِجْل، وضحک، و حقوی کہ بجناب قدسی الٰہی نسبت یافتہ فہم و عقل را راہ نیست پس تفویض بعلم الٰہی یا ماوراے آن ضرور ست ہمچنیں از اولیاے کرام کلماتے صدور یافتہ کہ عقل در درک آن عاجز ست چنانچہ یکے فرمودہ است "در درجات قرب از دریاے گذشتہ ام کہ انبیاء علیہم السلام این طرف آن درماندہ اند" و دیگرے گفتہ:- لِوَائِیْ اَرْفَعُ مِنْ لِوَاءِ مُحَمَّد - پس در چنیں کلمات نیز تاویل باید نمود تا حسنِ ظن کہ مامور بہ است بجماعت بزرگان حاصل شود -

علوم و معارف حضرت مجدد موافق کتاب و سنت است بعض جاہلان بے غور و فکر گرفت می نمایند اگر مطالعہ مکتوبات ایشان بکنند ہیچ جاے اعتراض نماند - ایشان خود در بعض اعتراضات کما ینبغی فرمودہ اند، بجہت رفع شبہات کافی ست و اللہ ہر تاویلے کہ در کلام بزرگان

Marfat.com

از غلبۂ احوال یا تر غلیطِ لسان یا امرِ الٰہی یا تحدّثِ نعمت یا عدمِ مساعدت
الفاظ بمعنی مقصود می نمایند نزد انصاف دور از حدود اعتساف
در کلام ایشان نیز جاری ہست، چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث رحمۃ
اللہ علیہ در ترجمۂ فتوح الغیب از تصنیفات حضرت غوث الثقلین رضی اللہ
عنہ نوشتہ کہ لب ما شد تحقیق کامل بحقیقت قصور لفظ و عبارت از ادائے
معنی مقصود و کشف حقیقت بجہۃ سلیم از زشتباہ و ریبام در ورطۂ خلاف افتد
نزد ہر بینایان و عبارت پرستان منسوب بزندقہ گردد و نعوذ باللہ
من ذلک - مع ہذا حضرت شاہ محمد یحییٰ فرزند ارشد ایشان رسالۂ
مفیدہ در دفع انکار منکران نوشتہ - و حضرت شیخ محمد فرخ نبیرۂ ایشان
رسالۂ مسمّی بہ کشف الغطا عن وجوہ الخطا تحریر نمودہ اند - و
مولانا محمد بیگ رسالہ موسوم بہ عطیۃ الوہاب الفاصل بین
الخطا و الصواب - در ردّ اعتراضات در مکہ مشرفہ نوشتہ بہر
مفتیان ہر چہار مذہب رسانیدہ - دیگر مخلصان نیز توفیق بر دریافتن

Marfat.com

(مرتب) از راہ خدا یافتہ ہیچ جائے اعتراض نگذاشتہ اند مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی
کہ از اجلۂ فضلائے ہندوستان وارادتمندان ایشان اند درجواب بعضے سوالات
مجملاً ارقام نمودہ کہ قدح کردن در سخن بزرگان از بے علمی برادر ایشان است
رد کردن نتیجہ نیک ندارد بغیبت عوام گناہ است چہ جائے غیبت خواص
پس رد کلام مشیخت پناہ عرفان دستگاہ شیخ احمد از جہل و نافہمیدگی ایشان است
دستاویز منکران رسالۂ حضرت شیخ عبدالحق محدث است رحمۃ اللہ علیہ.
کہ اعتراضات بطریق علمائے ظاہر بر بعض معارف ایشان نمودہ - اگرچہ حضرت یعنی
شیخ در اوائل حال بے تحقیق اعتراضہا نمودے امّا در اخر زمان باز آمدہ در رد آنہا
رسالت پناہ را صلی اللہ علیہ وسلم دیدہ کہ می فرمایند کہ ہر کہ اخلاص ما دارد
باکیان نیز داشتہ باشد و اشارت بحضرت مجدد نمودند پس شیخ از انکار
استغفار نمودہ بخدمت خواجہ حسام الدین احمد خلیفہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ
اللہ علیہ این عبارت نوشتہ کہ در ہیچ زمان صفائے باطن فقیر بخدمت میان
شیخ احمد سلمہ اللہ تعالیٰ از حد متجاوز بود اصلاً پردہ بشریت و غشاوۂ جبلیت

Marfat.com

درمیان نمانده نمی دارند که از کجا رست، قطع نظر از رعایت طریقهٔ انصاف
و حکم عقل که با بیچیز عزیزان و بزرگان بد نباید بود و در باطن بطریق ذوق
و وجدان و غیب چیزے افتاده است که زبان از تقریر آن لال است "اللہ مقلب
القلوب و مبدل الاحوال" - شاید ظاہر بینان را ستبعاد رست منع نمی دارم
که حال حبیب ذی بہ مثال رست انتہی - و در مکتوب بے طولانی با والدِ خود بدین
مضمون نوشته آنچه مسطور است اعتراضات بر کلام ایشان شیخ احمد سلمہ اللہ تعالیٰ
نوشته ام همه را در آب بشوئید عبارے که نسبت ایشان بخاطر رسیده بود
بصفا انجامید - و حضرت شیخ در همان رساله که بعضے کلمات بحضرت مجدد رح
چنین نوشته "ظن فقیر بخدمت شیخ همیشه این است آنچه مقدار که مرا شما
محبت و اتحاد است کم کسے را خواهد بود، شما عزیزید و طریقهٔ شما عزیز
است - حضرت خواجه صفت شما بسیار می کردند - برین معنی کسان واقف
اند و فقیر از همه واقف تر" و باز شیخ بجهت استفسار و استکشاف حال
از دفع تالم خود و تسکین حضرت صدر خود نوشته اند -

Marfat.com

و نیز در آن رساله تحریر نموده که یک بار در بارهٔ شما این آیت شریفه

وَاِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَیْهِ كَذِبُهٗ از عالم غیب شنیده شد انقلابی پوشیده

نیست که این آیت در دفع شبههٔ فرعون و اتباع او در اثبات حقیقت موسیٰ علیہ السلام

وارد است۔ پس رجوع حضرت شیخ از انکار و رد دو این آیت شریفه دلیل قوی

است بر رد در عتراضات و مطاعن در رساله مذکوره۔ و این رجوع حضرت شیخ از

انکار، فقیر شنیده ام از زبان سید خود و استاد خود که اینها همه ثبت و نقله

و معدول اند۔ و رسیدن آزار از دست بادشاه بحضرت ایشان نیز دلیل

است بر کمال اتباع ایشان با نبیا علیہم السلام۔ مخالفان انبیا را گاذب

دانسته انواع ایذا بآن ها رسانیدند۔ یوسف علیہ السلام در زندان

افتکاف نمودند و سید الامر سلین علیہ و علیہم الصلوٰۃ در شعب ابی طالب

فرمودند۔ آخر صدق و راستی انبیاء علیہم السلام ظاهر نموده دین خدا

را اعتلا بخشید۔ همچنین طریقهٔ حمیدهٔ ایشان شیوع یافته دین مصطفیٰ را

صلی اللہ علیہ وسلم تقویت نمودند۔ هزاران علماء و عقلاء بآن طریقه مرضیه

Marfat.com

مسکوں نمودہ از دوستانِ خدا گردیدہ اند۔ کما لا یخفیٰ

فصل سیوم :- در اجوبۂ بعض اعتراضات حضرت شیخ عبد الحق محدث رحمۃ اللہ علیہ۔ بدانکہ بنائے ردّ بر استماع اخبار بے حرفہ گویان راست کاوش حضرت شیخ مکتوبات شریفہ را مطالعہ می فرمودند۔ از سیر تامل و تحقیق سخن می نمودند تا مردم نافہم زبان بطعن اکابر نمی کشودند پس حاجت بردِ ہمہ اعتراضات حضرت شیخ نیست مگر بعضے اقوال کہ باجوابِ آن ذکر کردہ می شود، و ازیں بیانِ اجوبۂ اعتراضات بجہت ازالہ سوءِ ظن زیادہ گویان راست کہ بر سطرِ کلام حضرت شیخ عیب و طعن بزرگان می نمایند و آیت شریفہ وَیْلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ لُّمَزَۃٍ و حدیث مَنْ رَمٰی مُسْلِمًا بِشَیْءٍ یُرِیْدُ شَیْنَہٗ بِہٖ حَبَسَہُ اللّٰہُ عَلٰی جِسْرِ جَہَنَّمَ حَتّٰی یَخْرُجَ مِمَّا قَالَ (رواہ ابو داؤد) اغماض عیب او دارند و نقض و قدح را بر شیخ در دو ہم نیست کہ شیخ از ائمۂ علما و ارباب ولایت است رحمۃ اللہ علیہ۔ اگرچہ قول حضرت شیخ در نظرِ ما اعتبار تمام ہست امّا

Marfat.com

سخن معقول موافق شرع را در نفس الامر وقعتے مالا کلام است۔

آغاز جوابات | قولہ ازاں نسبت بحضرت خواجہ کبیر و مرتبی ایشاں بودند تقصیرے کہ در رعایت ادب مربی و حق نعمت شناسی سر برزد (جواب) ایں خلاف واقعہ است کہ از ایشاں نسبت بمربی ادب و شکر نعمت بجناب حضرت خواجہ قدس سرہٗ ظہور نیافتہ مگر ایں لفظ کہ "پیر من اگرچہ (حضرت خواجہ) عبد الباقی است آما مشکفل تربیت من از اللہ تعالیٰ است" ایں چنیں کلمات از قدما نیز سرزدہ است چنانچہ لعضے فرمودہ اند مَا رَبَّانِیْ اِلَّا اللّٰہُ وَمَا سُوْلُہٗ و در اینجا نیز انکار از ایشاں لازم آید و جواب ایں آیت شریفہ است قُلْ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ فَمَالِ ھٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا یَکَادُوْنَ یَفْقَھُوْنَ حَدِیْثًا ط اسباب جز مرائے ظہور فعل الٰہی نیست و مؤثر حقیقی او است سبحانہٗ اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ نص قاطع است درین باب کہ ہدایت مرصلہ از جناب الٰہی است و از مرشدان ارآءۃ طریق

Marfat.com

در ہنمائی الیٰ ن - در رسالہ "مبدء معاد" از عقیدہ خود بجناب حضرت خواجہ چنین می فرمایند " نفیز یقین می دانست کہ شمار این صحبت و اجتماع و مانند آن تربیت دارد و بعد از زمان آن سرور علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیات ہرگز بوجود نیامدہ و منکر این نعمت بجائی آورد کہ اگر شرف صحبت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم مشرف نشدہ باز از سعادت این صحبت محروم نماند" - و در مکتوب چہل و دوم از جلد ثانی در مکتوبات شریفہ می فرمایند "بسیاری از مستعدان و طالبان از من کہ بوسل الیٰ ن در مبدء راہ چشم کشادہ و اکردہ ام و بتوسط شان از زمرہ مقولہ لبیک دہ ام - در طریقہ کسیکہ الف دیا از الیٰ ن گرفتہ ام و ملکہ سلوک بتوجہ شان حاصل کردہ ہم اگر علم دارم کہ بعضی از مستعدان الیٰ ن ہستند و در گر معرفت دست ہم اشراقات شان طریق اندراج النہایۃ فی البدایۃ را از ین بزرگان آموختہ ام و نسبۃ الخواجگان بجہۃ قیومیت از الیٰ ن اخذ نمودہ - بیک نظر الیٰ ن آن دیدہ ام کہ مردم در اربعین زنبند و بہ یک کلمہ شان آن یافتہ ام کہ دیگران

Marfat.com

در سنین نیابند ؎

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دین
طعنہ زند بر دبہ سخرہ کند بر چلہ

؎ نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند + کہ برند از رہِ پنہاں بحرم قافلہ را"

اعتراض | قولہ شما در باب غوث الثقلین قدس سرہٗ (دور) از مقام ادب نوشتید کہ نزد اہل ان ناقص ست"

جواب | امین نیز خلاف واقع رست، ہیچ جا ایں سخن نفرمودہ اند بلکہ در بارۂ غوث اعظم در مکتوب آخر جلد ثالث مکتوبات خود نوشتہ اند کہ "وصول فیض در برکات در راہ ولایت بہر کہ باشد از اقطاب و نجباء بتوسط شریف ایشان مفہوم می شود و سلسلۂ اولیس بوجود حضرت شیخ تعلق دارد۔ ایشان در سلسلۂ رشد و ہدایت زند"۔ و در ہمان مکتوب خود را نائب و ایشان را منسوب خود نوشتہ اند کہ استفادہ از طریقۂ علیہ قادریہ نیز دارند۔ و در رسالۂ مکاشفات غیبیہ می فرمایند کہ "واصلان

ذرت کہ بہ رفراد ملقب اند اقل قلیل اند از اکابر صحابہ و در ثمانیہ عشر از اہل بیت رضی اللہ عنہم باین دولت فائز اند و از اکابر اولیاء غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی باین دولت ممتاز اند و درین مقام شان خاص دارند کہ اولیاء دیگر ازین خصوصیت قلیل النصیب اند و قرب شان آن خصوصیت از ہمہ زیادہ درین باب مشارک اند۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ و در رسالۂ مسبوع و معاد می فرمایند کہ ایں درویش را در ایں عروج اخیر کہ عروج در مقامات رصلی ست مدد از روحانیت غوث الثقلین محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی بودہ لیکن تصرف از آن مقامات گذرانیدہ باصل الاصول در اصل گردانیدند انتہی۔ از ایں عبارات کہ حضرت ایشان نوشتہ اند علو کمالات حضرت غوث الثقلین و حسن عقیدہ و ادب آن قطب معظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما دریاب۔

اما تحریر ایں معنی کہ نزول ایشان تا مقام روح واقع شدہ

Marfat.com

ہیچ دور از ادب نیست۔ ظہور کثرت خوارق کہ از حضرت غوث اعظم ظاہر گشت
از ہیچ کدام از اولیاء آنقدر ظہور نیافتہ۔ بیان نمودہ اند کہ "عروج حضرت
غوث اعظم از اکثر اولیاء بلند واقع شدہ و در جانب نزول تا مقام
روح فرود آمدہ اند کہ از عالم اسباب بلند تر ست" از ینجا ہیچ منقصتے
بحضرت شیخ قدس سرہ عاید نمی شود کما لا یخفیٰ۔

ہم چنین آن متأدب بآداب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم رعایت
آداب جمیع اولیا باقتضیٰ مرتبہ می نمودند در مکتوب چہل و دوم جلد ثانی
می فرمایند "منم کہ خوشہ چین خرمن ایشانم و ریزہ خوار خوان نعمت
ایشان۔ ایشانند کہ مرا بانواع تربیت مربی ساختہ اند و باصناف
کرم و احسان منتفع گردانیدہ۔ ایشان بزرگوارانند در محبت حق عزوجل
خود را و غیر خود را باختہ اند و از خود و غیر خود نام و نشان نگذاشتہ۔
باطل از سایۂ ایشان گریزان است۔ اینجا ہمہ حق ست و برائے حق
علمائے ظاہر بین از حقیقت اینہا چہ دریابند و از کمالات ایشان چہ

Marfat.com

فرگیرنده" انتهی - و در باره شیخ محی الدین ابن عربی نوشته اند که "شیخ از مقبولان
نظر می آید و منکر او در خطر است پس ماندگان از برکات آن بزرگوار استفاده
نموده ایم و از علوم و معارف او خطبا گرفته جزاه الله سبحانه خیر الجزاء -
و در رساله مبدء و معاد نوشته اند که "از روحانیت حضرت خواجه مطلب
قدس سره مراد در بین کار مدد ها رسیده پس منتفع شده آنچه می گویند کرامات
تنقیص اولیا نموده اند" این همه از عدم تتبع کلام ایشان است -

اعتراض ۱ قول شما در بعضے کتوبات خود نوشته اید که
"انگارم حکمت در پیدا کردن من آن است که کمال ابراهیمی و محمدی در
یکجا جمع شود" رشد و اعظم است از همه

جواب درحقیقت در کلام ایشان این عبارت مرجوح است
"انگارم مقصود از آفرینش من این است که ولایت محمدی بولایت ابراهیمی
علیهم التحیات والصلوات منصبغ گردد و حسن ملاحت این ولایت
باجمال صباحت آن ولایت ممزوج شود"

Marfat.com

بدانکہ ہمین عبارت سبب موجب افترائے بسیار بر ایشان گردید و مردم گمان خود سخنہائے یافتہ اند چنانچہ حضرت شیخ در ہمین رسالہ نوشتہ کہ بعضی گویند "در خلوتے کہ منم محمد بر در بہت" و مردم مشہور ساختہ اند کہ ایشان در رسالہ معراجیہ نوشتہ اند و معراج خود بلند تر از سر در گاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم تحریر کردہ و نیز می گویند کہ ایشان گفتہ اند من و رسول خدا رسیدیم در میدان قرب تا حتیم رسیدن من سبقت کرد معاذ اللہ کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَقُولُونَ اِلَّا كَذِبًا۔ این ہر سہ مقدمہ محض افترا است و در ہیچ جا و ہیچ وقت این کلمات را نگفتہ اند تَابَ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَفْتَرِي عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ۔

بدانکہ بر ہیچ کلام کہ دلالت محمدی بولایت ابراہیمی منصبغ گردد دو شبہ وارد می شود۔ یکے آن کہ مقام خلت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم حاصل نہ باشد و آن منافی حدیثے ست کہ بروایت مسلم از ابن مسعود رضی اللہ عنہ ثابت ست قَدِ اتَّخَذَ اللّٰهُ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلًا

Marfat.com

وازمحبب مراد ذات پاک آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم۔ سبۂ دوم۔
برتقدیر تسلیم لازم می آید استمداد افضل از مفضول و آن بعید می نماید۔
جواب سبۂ اول | آن کہ از کلام ایشان چنان معلوم می شود کہ دائرہ نقاط کمالت
کہ اجمالِ تفصیل دامنِ آن مقام است و بحضرت ذات تعالت اقرب و اسبق
سرور ایشان کمال را صلی اللہ علیہ وسلم حاصل است و تفصیل آن مقام کہ
مانند ظل آن مقام است حضرت ابراہیم را علیہ السلام ثابت۔ پس نفی مقام
خلّت و عدم حصول آن لازم نیاید و مقامے فوق مقام خلّت کہ عبارت از امتزاج
محبّتیہ ذاتیہ با محبوبیت ذاتیہ و مسمّی است بحقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
و مقامے فوق ایں مرتبہ کہ معتبر نہ محبوبیت صرفہ ذاتیہ و حقیقت احدی است
نزد حضرت ایشان سرور انبیا را علیہ و علیہم الصلوٰۃ ثابت است
و جمیع مقامات انبیا و اولیا ظلال مراتب کمالات سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم اند در مکتوبات خود نوشتہ۔
جواب سبۂ دوم | آن کہ ایشان خود نوشتہ اند کہ خدمت خادمان

Marfat.com

تر ہر نسبت بمجددمان ہابت وہیچ نقصان بجناب مخدومان عائد نمی گردد و
وخادم از خزانۂ مخدوم خرچ کردہ لباسہائے مرتب و فرشہائے مزین تیار کردہ
می آرد اینجا کدام مزیت خادم ست و کدام نقصے مخدوم۔ بادشاہان باوجود حشم
وخدم ملکہا می گیرند از ینے امداد غیر از اثبات خود و عظمت بادشاہان ہیچ حاصل
نمی شود۔ بدان کہ استفادۂ فاضل از مفضول بنص قرآن مجید ثابت
است وَعَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہ افضل اند از خضر
علیہما السلام خضر را گفتند عَلِّمْنِیْ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا۔ از تعلم افضل
انبیا از جبرئیل کہ مفضول ست در کمالات واز تعلم موسیٰ از خضر علیہما السلام
ہیچ نقصانے بجناب دو پیغمبر اولی العزم لازم نیاید

تخفی نیست کہ آنچہ در حوصلۂ ممکن باشد از کمالات، ذرات
مبارک حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم را عنایت شد تا از علو فطرت
بر حسب آیت شریفہ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ہمت بر ترقی در شتند کہ
کمالات آنہا را نہایتے نیست کما ورد وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِہٖ عِلْمًا

Marfat.com

وحشمت است کہ دوام فکر و حزن بمقتضائے حدیث شریف کآبۃ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائم الفکر متواصل الحزن از غلبۂ اشتیاق
لقاے کمالات باشد کہ حدیث من سادی یوما فھو مغبون
تاکید بر طلب مزید می فرماید بلکہ ہر جا کہ درد طلب و سوز و انجذاب
بطلوب حقیقی است پرتوے ست از شوق و طلب آن پیشوائے ارباب
معرفت صلی اللہ علیہ وسلم و ترقی بعد از توجہ بعالم آخرت مسلم امت و
بانبیا علیہم السلام بواسطۂ آنستان نیز فیوض و فتوحات می رسد۔
الدال علی الخیر کفاعلہ، ومن سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا
اجر من عمل بھا پس ممکن ست کہ بمقتضائے آیۂ شریفہ اتبع ملۃ
ابراھیم حنیفا و درخورست صلوۃ بر ابراہیمی اللھم صل علی محمد
وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید
مجید ۵ آن بعضے کمالات را بر خصوصی تفصیلی مقام خلت فرود
آوردہ شود اگرچہ در حصول صلوۃ بر ابراہیمی تمام امت را دخل ست

Marfat.com

چنانچہ فرمود شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نَالَ مُحَمَّدٌ النُّخْلَۃَ وَالْوَسِیْلَۃَ فَذَہَبَ
امتہ، درگرد خل نیست پس امر بلقب آن چرا شد - آنا ظاہر ست کہ در
برآمد کارے افراد او را دخلے بیشتری باشد پس محتمل ست کہ حصول آن
کمالات موقوف بر وجود ایشان باشد چنانچہ تاویلات متنوعہ علم تفسیر
وجزئیات متکثرہ وعلم فقہ ورموز ودقائق متوافرہ علم سلوک در قرون متکاثرہ
متاخرہ تفصیلہا یافت وہر نہجے بجرے گشت واظہار وتفصیل این ہمہ اقسام
علوم موقوف بر وجود علماء دین بود کہ مختص نائبان جناب رسالت اند و
آنہ ہر توجیہے کہ شارحان فصوص در ہمیں عبارت کہ "خاتم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
از خاتم ولایت (کہ مراد ازاں ذات خود شیخ ابن عربی ست) علوم و
واسرار استفادہ می کند" می فرمایند در عبارت حضرت مجدد ہم جاری ست
رحمۃ اللہ علیہما - در چنیں مقامات سخن کردن بے ادبی ست وریان می رود
آنا چون زیادہ گویان مراد کلام نافہمیدہ تفسیق وتکفیر بزرگان وحقوق ایشان
بر مخلصان ثابت ست باین کلمات جرأت نمود - رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ

Marfat.com

نَسِيْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا - اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَاٰلِهٖ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ

اعتراض! آنچہ شما می گوئید کہ خمیر مایۂ وجود ما از بقیہ طینت رسول خدا است صلی اللہ علیہ وسلم"۔

جواب! بریں سخن ہیچ محذور شرعی نیست چند میز اصفیار ابریں سعادت حاصل شدہ چنانچہ حضرت شیخ محدث رح در رسالۂ خود (اسماء) بشران بالجنۃ بیان نمودہ اند و حدیثے در شان ایشاں ہست رضی اللہ تعالیٰ عنہم از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم روایت کردہ اَنَّهُمْ خُلِقُوْا مِنْ طِيْنَتِيْ - و خطیب از ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کردہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمود: اِنِّيْ وَاَبَا بَكْرٍ خُلِقْنَا مِنْ تُرْبَةٍ وَاحِدَةٍ - گفت مرزا محمد بیگ کہ این حدیث را شواہد ہست از ابن عمر و ابن عباس و ابی سعید و ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم و بعضے را بعضے قوت می دہد - در شرح صحیح بخاری در کتاب الجنائز قول ابن سیرین آوردہ کہ گفت اگر قسم یاد کنم صادق ہم و شک ندارم در آنکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و ابو بکر و عمر از یک طینت پیدا شدہ اند

Marfat.com

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ ابن جعفر را فرمودہ "تو از طینتِ من پیدا شدی" و شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ در فتوحات نوشتہ کہ وجودِ مبارک سیدنا علی مرتضیٰ از بقیۂ طینتِ آن حضرت است صلی اللہ علیہ وسلم۔

پس از روئے حدیث شریف آفرینش بعضے اکابر از طینتِ مصطفوی ثابت است و مخلوق شدن نخلہ نیز از طینتِ حضرت آدم علیہ السلام کہ بدست ثابت است اگر حضرت مجدد نیز باین دولت ممتاز باشند دور از فضل عمیم الٰہی نیست۔

اعتراض قول شما خود را مجدد الف ثانی گفتید"

جواب در بین قباحتے نیست چنانچہ حدیث ابی ہریرہ است بروایت ابو داود ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔ و جلال الدین سیوطی در حاشیۂ سنن ابی داؤد مجددین دین را بیان فرمودہ و خود را در ان جماعت شمار فرمودہ۔ مجددان نمودہ

و شک نیست کہ امام غزالی در وقت خود و غوث الاعظم در عصر خود مجدد

دینِ خدا بود و علوم و فیوض و برکات این اکابر دلیلِ آن است بر این مدعا اگر

حضرت مجدد مجدد مأته حادی عشر[1] باشند، هیچ محذور نیست و از شواہد

تجدید و نشر علوم دینیہ و احکام یقینیہ و نشر لآلی اسرار است کہ تبا ئید ات

---

[1] بلکہ خود حضرت شیخ محدث در رسالہ ثمانیہ وعشرون مسمی بہ اتحاف الارجبیہ ببیان حدیث المجتہ بر حاشیہ اخبار الاخیار صفحہ ۱۷۲ در بارۂ مجدد مأتہ حادی عشر کلامے فرمودہ اگر متعلق بر حضرت مجدد می باشد لا غیر۔ می فرمایند:۔

" در ہمین زمان کہ مأتہ حادی عشر است نورے جدید از مشرق ولایت و ہدایت می تابد بتیک در اینجا سبقے از اسرار آنی مضمر است کہ توقف و انکار را در اینجا مجال تنگ است و دلائل حقانیت و ظہور نورانیت لائح و بائح ست و جمعے از ارباب کہ در ظل تربیت و حوزۂ تصرف و عنایت این مظہر حق مشغول اند و کشف حقیقت حال در استغراق و استہتار آنہا ن در ذکر آنی و ظہور انوار و اسرار منکشف از حیطۂ تعبیر و تقریر بیرون ست امروز مہمات این خلق و جماع اہل ذکر در زیر طاس فلک نہ باشد و اگر باشد کمتر باشد آنہا کہ داخل این کار و محرم خلوت اسرار اند بقدر استعداد و معرفت خود چیزے در یافتہ باشند اما بیرونیان در حیرت و تعجب اند کہ این چیست و از کجا است۔ تعجب و تحیر چیست چرا درون در نیابند و تنگ نہ شوند۔ عبارت و اشارات قوم از مقصود شان نہا میداد و راز مغربان درگاہ و مراد آن راہ خبرہا می شنیدند ہمہ را بر ای العین دیدند و زیادہ از ان دیدند کہ می شنیدند " ۱۲ محبوب الہی

Marfat.com

آلہی بآن امتیاز یافتہ اند و ظہور کثرت خوارق عادت و کرامات ایشان زیادت
و کثرت رجوع فضلا و علما و عامۃ الناس کبذیت ایشان و بیان مقامات
طریقہ کہ باین تفصیل از کسے مروی نیست و بیان درجات ولایت و کمالات
نبوت و مقامات خلت و محبت و محبوبیت و مقامے کہ خاصہ سرور کائنات
امت صلی اللہ علیہ وسلم چنانچہ کتب و رسائل ایشان بآن مملو است، پس
علوم و فیوض ایشان نیز دلیل راست واضح بر بدعی فلا أملق من المبتدعین

اعتراض | قولہ "شما درجات متابعت رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم پنج درجہ نوشتید و دعوی حصول بخود کردید و آن نہایت بعید
می نماید"

جواب | کبار ایشان درجات متابعت را ہفت درجہ ثابت کردہ اند،
درجہ اولی ایشان احکام شرعیہ است بعد تصدیق قلب (قبل) از اطمینان
نفس۔ درجہ دوم تہذیب اخلاق ست و رفع رذائل صفات و ازالہ
امراض باطنیہ۔ درجہ سیوم اتباع احوال و اذواق و مواجید ست۔ درجہ

Marfat.com

چہارم حصولِ اطمینانِ قلب (نفس) است کہ اتباعِ ہوٰی بِما جاءَ بہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم گردد و بحصول مقام رضا چون وچرا بر مجاریٔ تقدیر نماند

درجہ پنجم اتباع کمالات آن سرور است صلی اللہ علیہ وسلم کہ حصول آن مربوط بمحض فضل و احسانِ خداوندی است و علم و عمل را در آن مدخلی نیست

درجہ ششم اتباع کمالاتے کہ مخصوص بمقام محبوبیت آن سرور است صلی اللہ علیہ وسلم

درجہ ہفتم متابعت آن بہت کہ تعلق بہ نزول و ہبوط و دعوت خلق دارد

شروع در جواب | حضرت شیخؒ متابعت را محمول بر اعمالِ ظاہر دانستہ استبعاد و استعجاب حصول این دولت می نمایند۔ الحق اتباع جمیع اعمال ظاہری حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم بغایت متعسر است بلکہ تواں گفت کہ طاقت بشری آن را بر نتابد۔ اما بعد ادائے شکل وظائف طاعات بقدر میسور موافق حدیث شریف خُذُوا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِیْقُوْنَ و آیت کریمہ فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ اگر بموہبت الٰہی بجذبات محبت

Marfat.com

به تبعیت و وراثت درجات قرب حاصل شود نزد محققان سلیم و شرع قویم
ستبعد نیست المرء مع من احب حدیثے ست صحیح درین باب، کمل
اولیا را آن درجات حاصل است و تجلیات صفات و تجلیات ذاتیه برحسب
بمحبت آنہی سرافراز اند اگر حضرت مجدد ما بینیم درجات برسنه و تفضل
آنہی مستفیدان خود را برسنند جائے تعجب چرا باشد آرے المعاصر اصل الماضی

اعتراض | قول شما می گوئید کہ جمیع کمالات محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم در درجات
منے حاصل است "

جواب | این خلاف واقع است این دعوی نہ کردہ اند و این سخن
گاہے نہ گفتہ مگر این کہ ہرچہ از کمالات مرا عنایت شدہ بمتابعت و
طفیل آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم در کلام ایشان بسیار است

اعتراض | شما می گوئید "منے مقام خود را فوق مقام انبیا می بینم" ۔

جواب | این نیز خلاف واقع است در مکتوبات خود در مکتوب
صد و بیست و دوم از جلد سوم می فرمایند "اخص خواص این امت اگر بسیار

Marfat.com

ترقی نماید سر او تا پائے پیغمبرے کہ دون پیغمبران ست علیہم السلام نرسد مساوات و مزیت چہ گنجائش دارد

اعتراض | قولہ شمائی گوئید "در قرب و وصول بمقامے رسیدہ ام کہ ہیچ واسطہ نیست و ہیچ یکے را دخلے نیست نہ رسول نہ غیر وے را اگر در سلوک بودند در وقت سلوک بودند حالانکہ سلوک تمام شد و قرب درگاہ حاصل گشت و وصول بحصول پیوست ہیچ کس در سلسلہ نیست و ہمہ منقطع شدند"

جواب | العیاذ باللہ این چہ عجب خلاف نویسی ست و این چہ بے تحقیق گوئی ست در ہیچ مکتوب الیشان این چنین عبارت نیست یا شیخ عفا اللہ عنک از کلام ایشان چنین معلوم می شود کہ دو راہ قرب الٰہی ست یکے طریق ولایت کہ بکسب و سلوک از تزکیہ و ارادت بمقام رضا و رفع حجاب از تجلی صفاتی تجلی ذاتی برقی ترقی نماید - دوم طریق کمالات نبوت و اجتباء کہ موصل اصل الاصل ست و بہ تجلیات ذاتیہ دائمی و مستمر ری می رسد و حصول ہر دو طریق بے متابعت و تبعیت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ممکن نیست

Marfat.com

درطریق ولایت در مشہود سالک ذات پاک رسول خدا حائل ست و در
طریق کمالات نبوت در مشہود سالک ذات مقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم حائل نیست انتہی تحریر رفیع توسط دو سالک بسبب حصول این
طریق کمالات نبوت و اصطفاست کہ بفضل و موہبت الٰہی از کمال متابعت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بآن امتیاز یافتند۔ در مکتوب صد و بیست
و یکم از جلد ثالث می فرمایند کہ شمہ لوحے از عدم توسط کہ در طریق جذبہ
و غیر گفتہ شدہ استغناء از متابعت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ نسبت بہ بعض
بود، توہم نکند و عدم احتیاجے بمتابعت و تبعیت او گمان نبرد کہ آن کفر و الحاد
و زندقہ است و از کمال است از شریعت حقہ او صلی اللہ علیہ وسلم (کہ ہمہ پس رو
او ند و بے توسط او کمال اخذ نمی نمایند چہ ہرگاہ وجود شان بے توسط وجود او
صورت نہ بندد کمالات دیگر خود تابع وجود اند بے توسط او چہ صورت دارند
بے محبوب رب العلمین چنین می باید صلی اللہ علیہ وسلم) بالجملہ بکشف صحیح و الہام
صریح متقین پیوستہ کہ ہیچ دقیقہ از دقائق راہ و ہیچ معرفت از معارف دین قویم

بے توسط او و بے متابعت او صلی اللہ علیہ وسلم میسر نیست و منتہی را در رنگ
مبتدی و متوسط فیوض و برکات این راہ بے متبوعیت و طفیل او حاصل نیست
بیت محال ست سعدی کہ راہ صفا + توان رفت جز در پئے مصطفیٰ +
انتہیٰ۔ پس معلوم شد کہ از کمال متابعت بمرتبۂ قرب رسیدند کہ آنجا در
در شہود ذات پاک آن سرور حائل نیست و عدم توسط در متابعت موجب
نقصان نیست چنانچہ عدم توسط از این آیت شریفہ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ
مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ مفہوم می شود و این آیت
در شان مخلصان و صفا کیشان مہاجرین صحابہ وارد در حق ایشان رضی اللہ عنہم و وصول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم از پس علو شان طلب نصرت از جناب الٰہی بوسطۂ آنہا
نمود چنانچہ بروایت محی السنہ در حدیث آمدہ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِيكِ الْمُهَاجِرِينَ و آن جماعہ این مرتبہ از
متابعت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم یافتہ اند۔ و در حدیث است کہ چون
بندہ نماز می خواند حجابے کہ در میان بندہ و خدا بود رفع می شود۔ و لفت

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا در وقت نزول آیتِ برآۃ وی از زبانِ محمد بکرو اللہ ولا یحمد احدا۔

تائیدات از اقوال بزرگان | وملا جامی در خطبہ شرح فصوص می نویسد "اعلم ان الحکمۃ الفائضۃ من الحق سبحانہ علی کل قلب کل عبادہ وخلقہ عبیدہ انواعا منہا ما فیض علیہم بواسطۃ الملئکۃ المقربین بالفاظ وعبارات محفوظۃ عن التغییر والتبدیل وھو القرآن ومنہا ما فیض علیہم بواسطۃ او بغیر واسطۃ ومن ھذا القبیل الحدیث القدسی وھذا النوع لیس مخصوصا بالانبیاء علیہم السلام بل یعم الاولیاء وصالح المؤمنین۔

وفی منبع الکمالات یحکی الامام الشعرانی عن بعض العارفین انہ کان یقول الرجل لا یکمل عندی فی مقام الحلم حتی یلون علمہ عن اللہ تعالیٰ عز وجل بلا واسطۃ۔ الی ان قال۔ کما اخذہ الخضر علیہ السلام۔ وفیہ ایضا۔ عن بعضہم انہ کان یقول اذا کمل

Marfat.com

الْعَارِفُ فِیْ مَقَامِ الْعِرْفَانِ اَوْرَثَهُ اللّٰهُ عِلْمًا بِلَا وَاسِطَةٍ -

وَقَالَ الشَّیْخُ فِی الْفُتُوحَاتِ الْمَکِّیَّةِ فِی بَیَانِ الْاَحْوَالِ :- اَلْاَقْطَابُ اِثْنَا عَشَرَ

... اَمَّا الْقُطْبُ الثَّانِیْ عَشَرَ فَهُوَ عَلٰی قَدَمِ شُعَیْبٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ -

اِلٰی اَنْ قَالَ - وَکُلُّ اَصْنَافِ هٰذِهِ الْعُلُوْمِ عِنْدَهٗ عُلُوْمُ الْاِلٰهِیَّةِ مَا وَجَدَهٗ

اِلَّا مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی سُبْحَانَهٗ وَبِرِضَاءِ الْعِبَادِ فِی تَوْلِیْدِ اَنَاتَجَلّٰی عَلٰی مُتَعَرِّفِیْهِ حَقَائِقَ

عُلُوْمِ اَسْتَ بِلَا وَاسِطَةٍ

بدانکہ منظم اعتراضات شیخ رفع توسط است و درین باب ایں قدر کلام بسیار فرمودہ و آنچہ حضرت مجدد از رفع حجاب صفات در تجلی ذاتی و رفع حجاب در رویت آخروی و در حالت صلوٰۃ کہ معراج مومن است و عدم حصولیت امر ے در طریق چند بہ وضوحیت بیان نمودہ اند بر ہمہ در کتب و مناظرہ نقضہا وارد ساختہ - ہرگاہ از کلام سابق رفع توسط ثابت شدہ و بزرگان اخذ فیض بے واسطہ تجویز فرمودہ اند کہ کمال متابعت سرور انبیاء است صلی اللہ علیہ وسلم جواب بر مقدمۂ کلام حضرت شیخ ضرور نیست و اگر بخواہیم تضییع اوقات

Marfat.com

اعتراض قول مسلم در شستیم کہ مشائخ طریقہ در توسط آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف دارند اما آن گروہ کہ قائل اند بعدم توسط دعوائے ہمسری و شرکت نمی کنند۔

جواب از کلام ایشان مساوات و ہمسری فہمیدن از راہ تعصب است ایشان مساوات و ہمسری را کفر صریح می فرمایند در مکتوب ہشتاد و ہشتم از جلد اول مکتوبات گفتہ اند "شرک بید دو نحو نیست کہ از ان دعوی ہمسری خیزد کہ آن کفر است بلکہ شرکت خادم با مخدوم" مراد از دولت فیض است کہ از طریق اصطفا و اجتبا حاصل شود۔ مخفی نیست کہ عامۂ امت شرک بید دولت فیوض رسول ہدایت صلی اللہ علیہ وسلم کما ورد اللہ وَلِیُّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاُولٰئِکَ لَہُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ط لیس در ولایت و قرب الٰہی و نصرت و اجر غیر ممنون ہمہ مومنان و انبیا علیہم السلام بر حسب مراتب خود شریک اند و شریک دولت گفتن در شرع قباحتے نیست و ہیچ بے ادبی نہ۔

Marfat.com

اعتراض قولہ "شما خود را مرید خدا می گوئید و ترک ادب است"

جواب برارباب فکر ظاہر است کہ از کلام قائلان رفع توسط مریدی خدا و پیغمبری رسول خدا لازم می آید و اللہ تعالیٰ در آیۂ شریفہ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَمَا عَلَیْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَیْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَیْهِمْ مِنْ شَیْءٍ جماعت صحابہ کرام را رضی اللہ عنہم مرید ذات خود فرمودہ و ارادت بیعت کردن دست رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم می نمودند در ہمین آیت منسوب بذات خود نمودہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ کسے کہ در تحت این دو ارادت فرقے دارد اِنَّ الَّذِیْنَ یُفَرِّقُوْنَ بَیْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ عداوت کردہ است پس ارادت مستلزم تبعیت رسول خدا گردید۔ آنچہ از کلام آلہی و از کلام بزرگان مستفاد گردد اگر در کلام کسے یافتہ شود چرا جائے اعتراض و این ہمہ غوغا باشد خدا دیدۂ انصاف بے پردہ اعتساف کرامت فرماید۔

مردم بود با قصد سال خود را مرید غوث الثقلین قدس سرہ می گیرند و از

Marfat.com

ہمہ ہی مشائخ کہ درین مدت تا آن جناب واسطہ کثیرہ اند سیچ محابا ندارند کہ

درحقیقت سلسلۂ ارادت بحضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم منتہی میشود و مریدی پیر مریدی پیران پیر

است پس مرد آخرین مبارک بندہ ایست ۔

اعتراض | قولہ "شما می گوئید" منے بفضل تربیت یافتہ ام و فعل دیگر را در

حق من دخلے نیست" آن دیگر کدام است"

جواب | حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ فرمودہ اند کہ "ما فضلیانیم و مارا دانیم

اگر ایشان نیز بفضل و مرادیت بہ بیعت پیران کبار تربیت یابند ہیچ مستبعد نیست

از نقد دیگر حاصل و کلا کہ ذات پاک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مراد ما شد چنانچہ

عبارت مکتوب صد و بست و یکم از جملہ سہ صد و شصت مکتوبات نقل کردہ شد "ہرگاہ وجود

شان بے توسط وجود او صلی اللہ علیہ وسلم صورت نہ بندد کمالات دیگر خود تابع وجود

او بے توسط وجود او چہ صورت دارند" انتہی بلکہ مراد آن ست کہ بعضے تربیت

پیر بزرگوار خود حاصل کردہ جہت سیر بقیہ ہا نمانده چنانچہ حضرت خواجہ آفاق قدس سرہ

الحق بعد استماع حالات ایشان فرمودند کہ "نہایت کسی تا اینجا است پیش از ایں

Marfat.com

آنچہ در نہاد و استعداد ہر کس نہادہ اند ظاہر می شود" انتہی

شواہدِ دعوی (۱) حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ در فتوح الغیب می فرمایند "اِذَا بَلَغَ الْمُرِیْدُ حَالَۃَ شَیْخِہٖ اِفْتَرَقَ عَنِ الشَّیْخِ وَقَطَعَ عَنْہُ فَتَوَلَّاہُ الْحَقُّ سُبْحَانَہٗ" لہذا آنحضرت از احوال خود چنین فرمودہ اند "لَیْسَ عَلَیَّ مِنَّۃٌ اِلَّا لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ" و نیز فرمودہ اند کہ "اول از شیخ حماد استفادہ در ششم اکنون از دو بحر بحر فتوت و بحر نبوت استفادہ دارم"

(۲) و گفت شیخ ابوالحسن بوزی کہ اول استفادہ من از ہمین نشست بود و اکنون از دہ بحر پنج از آن سماوی و پنج از آن ارضی است استفادہ می کنم

(۳) و در نفحات از ابو عبد اللہ نزد عبدی کہ از مشائخ طبقات است آوردہ "طُوْبٰی لِمَنْ لَمْ یَکُنْ وَسِیْلَتُہٗ غَیْرَ اللّٰہِ" - و ملا عبد الغفور در شرح آن گفتہ کہ این در آخر کار صورت بندد"

(۴) و مراد رومی و شیخ عراقی از شیخ تاج الدین عطاء اللہ نقل کردہ اند کہ می گفت "قَدْ یَجْذِبُ اللّٰہُ لِنَفْسِہِ الْعَبْدَ فَلَا یَجْعَلُ عَلَیْہِ مِنَّۃَ الْاُسْتَاذِ"

Marfat.com

پس از مقدم بزرگان ثابت شد کہ در آخر صحبت پیر ظاہر نمی ماند چنانچہ شاگرد را بعد حصول ملکۂ علمے احتیاج باستاد نیست و ہمین مراد کلام حضرت مجدد است قدس سرہ

اعتراض حالہ در ولیٔ شکستگی و خواری ست [illegible]

جواب ظاہر است کہ [illegible] بعد حصول مرتبۂ فنا و بقا احوال بزرگان مختلف می شود - در وقت ظہور نسبت فنائیہ نیستی ظاہر شود چنانچہ حضرت مجدد در مکتوبے فرمودہ اند کہ کاتب اعمالنامۂ یمین خود را بیکاری یابم و از فرشتہ ایاک نعبد در انفعال می شوم و در وقت ظہور نسبت بقائیہ آنچہ نوشتہ اند جائے اعتراض شیخ بزرگوار گردیدہ -

نخفی نیست کہ بر حسب آیت شریفہ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا فرحت و انبساط مذکر نعمت الٰہی کہ مستلزم مباہات می گردد خالی از تحدیث نعمت الٰہی نیست و فخر و مباہات از کبر ائے دین مردی ست

(۱) روایت کرد دیلمی در مسند الفردوس و ابو نعیم در حلیہ اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

Marfat.com

الَّذِی صَیَّرَنِی لَیْسَ فَوْقِی اَحَدٌ" قِیْلَ لَہٗ فِی ذٰلِکَ فَقَالَ اِنَّمَا فَعَلْتُ ذٰلِکَ اِظْہَارًا لِلشُّکْرِ"

(۲) وگفت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ "اَنَا الْقُرْاٰنُ النَّاطِقُ" و

(۳) وگفت شیخ ابوالحسن شاذلی اُمِرْتُ اَنْ اَقُوْلَ بِحَضْرَۃِ اَکَابِرِہِمْ

قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ

(۴) وگفت ابن فارض در مدح خود "کَمْ خَضْتُ بَحْرًا وَقَفَ الْوَرٰی

لِسَاحِلِہٖ صَوْمًا لِخِدْمَۃِ مَتْبُوْعٖ - وَرُوْحِیْ وَلَا اَرْوَاحَ - وَکُلَّمَا تَرَیْ حُسْنًا

فِی الْکَوْنِ مِمَّنْ فَضْلِ طِیْنَتِیْ

(۵) وگفت شیخ بایزید بسطامی "خَضْتُ بَحْرًا وَقَفَ الْاَنْبِیَاءُ عِنْدَہٗ

(۶) وگفت سید ابراہیم دسوقی کہ از اعاظم اولیاست "اَنَا مُوْسٰی عَلَیْہِ

السَّلَامُ فِی مُنَاجَاتِہٖ وَعِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنِّیْ کَمَا لَا یَتِہٖ وَاَنَّ اللّٰہَ

عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَنِیْ مِنْ نُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا وَرَاءَ

رَسُوْلٍ وَالْاَوْلِیَاءُ خَلْفِیْ - ایں مطالب منقول ست از کشف الغطاء تصنیف

Marfat.com

حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ ۔ ہمچنین کلمات فخریہ از اولیاء بسیار ۔
ہر توجیہے کہ در آن سخنان می کنند در کلام حضرت مجدد نیز کردہ می شود)
ایں بست رجوبہ بعضے اقوال حضرت شیخ کہ تحریر نمودہ شد ۔

فصل چہارم ۱ ۔ در بیان حواشی ۔ بدانکہ استاد منم حضرت
شاہ عبدالعزیز سلمہ اللہ تعالیٰ کہ در ین وقت ممتاز اند در علوم دینی و علوم
صوفیہ در صغر سن بر رسالہ حضرت شیخ معترض رحمۃ اللہ علیہ تعلیقات
حواشی نمودہ بودند تبرکاً نوشتہ می شود ۔

قولہ (ای الشیخ) دیگر شرکت کدام است کہ ازان دعوی ہمسری نخیزد
(الشاہ) یعنی شرکت و ہمسری یکے است غیر مسلم است زیرا کہ در خانہ
و سکونت دران تابع و متبوع شریک اند و ہمسری نیست و نیز شیخ (مجدد رح)
خود تصریح می فرماید کہ آن شرکت خادم با مخدوم است باز استفسار وجہے ندارد

قولہ (ای الشیخ) لیکن ہر چہ مخدوم دولت بخادم داد (ح ش) عموم
و کلیت از کجا مستفاد می شود ۔ مدعا آنست کہ طریق جذب از وجہ خاص

بمن ہم عنایت شد۔

قولہ (الشیخ) مخدوم بخادمان کدام بخشش دے می دہد (ح ش) یعنی خادمان ہم شفاعت می باشند قولہ (ش) لازم نمی آید کہ ہر چہ دولت بخادم داد (ح ش) کہ ہست دعوی آن می کند

قولہ (ش) مساوات بانبیا علیہم السلام باطل ست (ح ش) کہ چہ ہیچ کلام حضرت شیخ (مجددؒ) دعوی مساوات واقع نشدہ بلکہ مساوات وہمسری بہ تصریح نفی فرمودہ اند و اگر بفرض شرکت ہا خوذ می شود بدیہی ست کہ ممنوع است شرکت در اصل نعمت بدون مساوات ہم می باشد

قولہ (شیخ) تفرقہ و تفصیل باعتبار خادمی و مخدومی و اصالت و فرعیت باطل (ح ش) اگر این تفرقہ باطل است پس لازم می آید کہ فیض انبیا (علیہم السلام) عقیم باشد و بدیگرے نرسد و ہو باطل عند جمیع اہل اللہ۔

قولہ (شیخ) محل ضلالت مہدویہ آنست کہ می گفتند ہر کمالے کہ محمد رسول اللہ داشت بمن رسید (ح ش) منشأ ضلالت این عموم امت

Marfat.com

در کلام شیخ (مجددؒ) اصلا تکلم نیست

قولہ (شیخؒ) نزد مخدوم جز بہ بندگی دم نباید زد و دعوی مساوات صحیح:-

نباید کرد (حسن) الحمد للہ کہ شیخ (مجددؒ) در ادائے حق این نعمت کہ

مناقبت راست بیشتر است از جمیع معاصرین و دعوی مساوات اصلا

از وے بوجود نیامدہ -

قولہ (شیخؒ) مثل بنی آدم کہ دم از برائے امیر یا مخدوم می زنند - (حسن)

این ہمہ وہم خود راست ہیچ خادم با مخدوم باین صفت موجود نیست -

قولہ (شیخؒ) الآن کہ قرب صد سال رسید نیز در وسط است (حسن)

اما کلام در نفیض ست کہ در آنجا ہیچ کس در وسط نیست -

قولہ (شیخؒ) در آن کلام خود تامل کنید کہ تا کمال ابراہیمی و محمدی جمع

شود (حسن) نزد شیخ (مجددؒ) کمال ابراہیمی و کمال محمدی دو شعبہ اند

از کمال احمدی و ولایت احمدی فوق ولایت محمدی است پس اگر تفضیل

لازم می آید تفضیل بعض مراتب پیغمبر است بر بعضی مراتب او، و این معنی

Marfat.com

هیچ کدورتے نه دارد - چه رسالت آنحضرت فوق نبوت آن حضرت است
صلی الله علیه وسلم وعلیٰ هٰذا -

قولہ (شیخ) خفیلی خود همان رافضی گویند که ناخوانده میاید (حسن) خیانچه خفیلی آن کس رافضی گویند آن کس را نیز رافضی گویند که او را همراه کسے در تبعیت نخوانند ناخوانده بودن ضرور نیست در معنی خفیلی -

قولہ (شیخ) اگر گویند بوجهے یا بعضے وبوجهے امراد این سخن محتمل ندارد (حسن) چرا هر کسے را که خفیل کسے خوانند در خوانند، در خواندن اصالت دارد و در آمدن تبعیت

قولہ (شیخ) همه وسائل و وسائط ساقط شدند و از میان بود رفتند (حسن) این معنی هرگز مراد شیخ (مجدد) نیست و زیاده بر کلام شیخ (مجدد) رفت خیانچه بارها گذشت

قولہ (شیخ) پس من هم مرید رسول الله ام باعتبار سلوک اولیٰ یعنی در ابتدائے سلوک و هم مرید او ام بحکم حال یعنی در آخر توسط نمانده (حسن) این معنی

Marfat.com

نہ مرادِ شیخ (مجددؒ) است و نہ از کلام او برمی آید

قولہ (شیخؒ) بگوئید کہ ہمہ مریدان رسول اللہ اند صلی اللہ علیہ وسلم و رسول مرید خداست (حشمی) ایں معنی را شیخ (مجددؒ) خود تصریح فرمودہ کہ ہم مرید رسول اللہ ایم و ہم مرید اللہ۔

قولہ (شیخؒ) رسول مرید خدا است (حشمی) در نص قرآنی جماعہ را مرید خدا فرمودہ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ

قولہ (شیخؒ) ہیچ کس را بے وساطت وی صلی اللہ علیہ وسلم راہ نیست (حشمی) ایں معنی نزد شیخ (مجددؒ) مسلم است کلام در آن نیست کہ بعد طی راہ بوساطت او صلی اللہ علیہ وسلم وصول فیض از جناب حق بے وساطت کسے را می تواند شد۔؟

قولہ (شیخؒ) در وقت سلوک تا بعد از وصول بے وساطت او راہ نیست (حشمی) بعد از وصول کہ عبارت از قطع راہ و انتہائے حرکت است چون

Marfat.com

راہ باقی نماند ارادۃ طریق بوصل المطلوب کرشان پیغمبری ست چہ قسم تصور رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

قولہ (شیخ) قال بعض العرفاء حقیقۃ الطریق ان یکون نقلیا ابدا۔ (حسن) ایں حالت بعض عرفاء است و بعضے دیگر خلاف آں فرمودہ قال الشیخ الاعظم انا بلبل الاخراج۔

قولہ (شیخ) نقلا عن المجدد) یدمنہ نائب یداللہ دست (حسن) درین چہ شناعت رست قال اللہ تعالیٰ ان الذین یبایعونک الآیۃ۔

قولہ (شیخ) خود را مجدد الف ثانی نگفتید (حسن) درین چہ قباحت است کما ورد فی الحدیث الصحیح الخ

قول (شیخ مقلدا عن المجدد) ترکیب وجود من از لقبۂ طینت آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم (حسن) شیخ اکبر در فتوحات نوشتہ کہ وجود مبارک سیدنا علی مرتضیٰ از لقبۂ طینت آن حضرت ست صلی اللہ علیہ وسلم فما تخصیص الاعتراض انتہی الحواشی از ہیں رمجوبہ کہ درین اوراق مذکور شد ظاہر می شود کہ ردو اعتراضات بادنیٰ تفکر الصاف می گردد و حسن ظن باہل ہر دین دست می دہد۔

Marfat.com

فصل پنجم در رفع شبہاتے کہ بر السنہ عوام مذکور ست :-

(۱) آنکہ می گویند کہ ایشان حقیقت کعبہ را افضل از حقیقت محمدی نوشتہ اند، خلاف واقع است - ایشان حقیقت کعبہ را فوق حقیقت محمدی نوشتہ اند واز فوقیت آن فضل بر حقیقت محمدی لازم نمی آید چنانچہ کواکب ثوابت را از فوقیت ہیچ فضلے بر آفتاب عالمتاب نیست واگر فضل حقیقت کعبہ بر حقیقت محمدی لازم می آید دراں قباحتے نیست زیرا کہ حقیقت کعبہ الوہیت است وحقیقت محمدی تعین عبودیت - خدا لذیدہ بالاتفاق افضل است -

(۲) آنکہ گویند ایشاں قائل اند بہ فنائے جسد مبارک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم افترائے محض است - ملخص کلام ایشاں آنکہ بعد انتقال آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم از ینی عالم صفات، بشریت آں حضرت را زیادہ از آنچہ بود فنا حاصل شد وجہت روحانیت وبقا باخلاق الٰہی غالب آمد چنانچہ در مکتوبے از مکتوبات ایشاں معنی بتفصیل مذکور است -

(۳) وآنکہ می گویند ایشاں خود را افضل از صدیق اکبر می دانند کذب

بحث در افترای محض است - ایشان ادنیٰ صحابی را بالاتر از صحبت خیر
البشر صلی اللہ علیہ وسلم افضل از اولیا می دانند امّا آنچہ ظاہر شد از روئے
کشف کہ موجب حصول علم ظنی است بجہت تنقید و تصحیح نبود بہ سنت پیر خود نیز
کہ معاذی مقام حضرت صدیق اکبر مقامے مرتفع بمصداق صفہ یا ختم کہ با لوگاس
انوار آن منقش و ملوّن است دیدارم کہ آن مقامے ست" پس از ایں رجوع
بر ایں کشف ہیچ محذور لازم نمی آید

(۲) و آنکہ گویند کہ مخلصان ایشان، ایشان را افضل از پیغمبر خدا یا
پیغمبر وقت می دانند محض افترا است، ایں اعتقاد کند کسے کہ کافر
است و اصحاب ایشان مسلمانند و معتقد ختم نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
معتقدات ایشان عقائد اہل سنت و جماعت و اعمال ایشان موافق فقہ
و حدیث و مخلصان ایشان دوام حضور و آگاہی بذات الٰہی سبحانہ و
تعالیٰ و قیامت شود قیامت را ببیند و دیدنی ہر چیز را شرط دانند
ایشان را نمی دانند مگر دوست خدا و پیرو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صادق

Marfat.com

و مصدق در ہر علوم و کیفیات مقامات جدیدہ کہ بآن امتیاز دارند

(۵) آنکہ می گویند ولی نہ از کار توحید وجودی می نمایند۔ از کار ایشان

مثل از کار علماء ظاہر نیست بلکہ می فرمایند کہ "واردات این معرفت از غلبۂ

محبت و سکر طریقت ناشی و چنین حالت در وسط سلوک پیش می آید و بعد

از تمکین علوم و معارف دیگر وارد می شوند کہ بے تاویل مطابق کتاب و سنت

است و از بزرگانے کہ این معارف سر زدہ است یقین است کہ از آشامندگان صہبا

فرمودہ باشند چنانچہ این فقیر از خدمت والد خود این معرفت علی حاصل نمودہ بود

و بتوجہات حضرت خواجہ قدس سرہ کشفاً و ذوقاً ابواب این معرفت گشادہ شد

بعد ازاں بمحض تفضل الٰہی بعلوم دیگر امتیاز یافت کہ مطابق مذاق انبیاء است

علیہم السلام و حضرت شیخ عبد الحق (محدث دہلوی) از حضرت خواجہ قدس سرہ

نقل کردہ اند کہ می فرمودند در آخر کار معلوم شد کہ توحید کوچہ تنگ است و شاہ

راہ دیگر" انتہی بر ارباب انصاف پوشیدہ نیست کہ توحیدی کہ بمعارف

رسائل و کتب توحید، حاصل نمایند یا بمعرفت مقبرہ ہمہ اوست و بذکر لا الٰہ الا اللہ

Marfat.com

و اَنَا اللّٰہ، معنی توحید را در متخیلہ دیگر جا دہند و خود را موحّد دانند از حیز
اعتبار ساقط نہ شد و دور است از عقل و نزدیک است بخلاف شرع تاب
اللہ علیہم - اللہ تعالیٰ مرایشان را بجذبات محبت در اتباع سنت و نوافل
عبادت توحید کرامت فرماید و مرز کوشر مشہودِ وحدت در کثرت شربے
کافی وافی عطا نماید -

(۶) آنکہ می گویند ایشان مقامات عالیہ در طریقۂ خود بیان کردہ و سیر
و سلوک اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم را طفل اسماء و صفات بیان کردہ و
ایں نقصان است بجناب آن اکابر - پیدا است کہ انبیاء عظام و اصحاب
کرام علیہم السلام بمقامات عالیہ قرب رسیدہ اند و آن مراتب اصول است کہ
ہیچ ولی بمرتبہ نبی نمی رسد پس قرب آن کبرا علیہم السلام اصل باشد و درجات
ولایات اولیا مانند ظل پس بنقصتے بجزات اولیا عائد نشد

بدانکہ کمالات و مقامات آنہا غیر متناہی است ہر کرا در علم صوفیہ و معرفت
حق سبحانہ بہرہ اوفر تر نصیب است ہمہ از افضال اللہ حاصل میکردند

Marfat.com

وازآنجا بمعرفت تجلیات صفات وحدے پیدا کردن وازآنجا بشہود تجلیات ذاتیہ
مشرف شدن و دیگر مراتب ترقی نمودن و ازاں مجال مرتب معرفت بتفصیل بران
رفتن کار کُتّابِ عارفان راست ؎

ہر لقاب روئے جانان را لقابی دیگر ست ۔۔۔ ہر حجابے را گلے کردی حجابے دیگر ست

رفیع الدرجات درجاتہ مرفوعۃ ۔ پس علم و معرفت و شہود کہ در درجات
سافلہ دست دہد بنظر بشہود ذات در مقامات عالیہ تمام ترک شدہ الطلاق
لفظ وجود و ہستی مطلق بر ذات پاک سبحانہ از محدثات متاخران ست حضرت
مجدد ازاں تحاشی دارند برائے مقابلت سابقان علیہم الرحمہ سیار فضل
در کمال اتباع حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہر کرا در متابعت قدمے
بیشتر ست بدرگاہ حق قرب بیشتر ست ۔ طریقے کہ حضرت مجدد را الہام
شد و تعلیم الٰہی مقامات و علوم و حالات ہر مقام جدا جدا بیان نمودہ اند ۔
ہزاراں علما و عقلا و صلحا بآں طریقہ از و اصلان درگاہ دائمی کسب و معرفت
کردیدند بعضے علوم و معارف ہر مقام کشفاً و ذوقاً دریافتند و بعضے کیفیات

Marfat.com

و وارد دارت ہر مقام را جدا جدا بوجدان خود معلوم نمودند پس علوم و معارف احوال
و وارد دارت کیفیات طریقۂ ایشان تبوتر رسیده و ما قرار علی و عقلا را از
ہم زیادہ اند چنین واضح گردید کہ ہیچ جائے شبہ نماند مگر کسی کہ تا لبغایات
مقامات طریقہ نرسیدہ رست آن مقامات را ندانند کہ حقیقت پس از حبل خود
معذور رست عفا اللہ عنہ و

خرق عادت و تصرفات لازم مجاہدات شاقہ و تفصیل مقامات سلوک
است و در ہیچ امر محقق و مبطل شریک نیست ۔ در ہیچ طریقہ اقتصار استمرار
فرائض و سنن مؤکدہ و توجہ بقلب و مبدء و فیاض و احمال مقامات سلوک و
تصرفات ایشان از القائے سکینہ و ذکر در قلوب و ترقی ارواحشان بحالے
و از لقاء در مدارج جذب و قرب و حل مشکلات بصرف ہمت شہرت تمام
دارد ۔ ہر ارباب بصیرت و معرفت مخفی نیست کہ کمالات آنہا را بمقتضائے
آیت شریفہ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا نہایتے نیست و تفاضل ارباب قرب
نص قرآنی ثابت رست فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۔ فضل عمیم و

Marfat.com

وحکمت، بلغہ آنکہ متاخران را کرامتے کرد کہ از متقدمان ایشان کمالات
مروی نیست چنانچہ نبی آخر الزمان را بر سائر انبیا و اصحاب بر سائر
اصحاب علیہ وعلیہم الصلوٰۃ فضائل و رجحان غایت سزاوار و درین ابیات
نیز نفضل بعضے بر بعضے مسلم است حدیث شریف مَثَلُ اُمَّتِی
مَثَلُ الْمَطَرِ لَا یُدْرٰی اَوَّلُہٗ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُہٗ وَرُبَّ سَامِعٍ اَوْعٰی مِنْ
مُبَلِّغٍ بلکہ عبد اللہ بن عبد البر مالکی وغیرہ بفضل بعضے از متاخران از اصحاب
رضوان اللہ علیہم اجمعین قائل اند و مسلم است کہ حضرت غوث الاعظم و حضرت
خواجہ نقشبند و علاء الدولہ سمنانی قدس اللہ اسرارہم از متقدمان مشائخ
بہ ترقیات کثیرہ رسیدہ اند و گفتہ شدہ است کہ سلطان نظام الدین اولیاء
ابر مشائخ فضلے ثابت است۔ شیخ محمد اکرم در تتبع کہ احوال حضرات چشتیہ
رحمۃ اللہ علیہم دران نوشتہ است کہ از حضرت آدم علیہ السلام تا ہمیں زمان
ایں چنین ولایت در ہیچ یک سلسلہ ظاہر نشدہ چنانچہ از حضرت
سلطان المشائخ ظہور یافتہ رحمۃ اللہ علیہم۔ پس در صورت تجویز ترقی

Marfat.com

پیچیدہ مناقریں از متقدمین اگر فضل الٰہی و جذبات محبت بعض اولیاء را نیز بمقامات
عالی رسانند ہیچ مخذور شرعی نیست - کمالات الٰہی در اذواق و اشواق و مستغرق
و مستہلک وحدت در کثرت منحصر نباید دانست از کرامی صحابہ ہرگز این حالت
و واردات بہ ثبوت نہ پیوستہ است تاہم در مقامات قرب از ہمہ امت
سبقت دارند - پس احوال و واردات متعارفہ از مقتضیات علو مقامات الٰہی
نہ گردید آنجا بہ سبب انعکاس مقامات عالیہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
غیر از سکینہ و تمکین و احوال لطیف باطنی درک نمی گردد اگر مقامات سلوک
اینہا را با عمال حامل بعث و اگر نوافل و عبادات ست باعتدال می کردہ اند چنانچہ
بنائے طریقۂ نقشبندیہ در ہر امر متوسط اعمال و دوام عبودیت و دوام آگاہی را
کہ آن را بمرتبۂ احسان می گویند مگر در طریقۂ حضرت مجددیہ لطیفہ بیان یافتہ و
ہر لطیفہ را حضوری و توجہ و کیفیتی علیحدہ است بعد تہذیب این
لطائف عشرہ و تمامی توجہ در ہر یک سالکہ ہیئت وحدانی حاصل آید
این لطائف می افتد و عروجات و ترقیات دیگر پیش می آید ۔:-

Marfat.com

تا یار کرا خواہد و میلش بکہ باشد ۔

اے برادر بے نہایت درگہ ایست ٭ ہر چہ بروے می رسی بروئے مالیست

آنچہ پیش تو بیش از ین راہ نیست ٭ غایت فہم لست اللہ نیست

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم

تمام شد

بعون الملک الوہاب رسالۂ تصنیف جناب مستطاب بعلی القاب قدوۃ السالکین

زبدۃ العارفین مرشد کامل وراہنمای آگاہ دل واقف اسرار خفی وجلی حضرت

شاہ غلام علی ادام اللہ ظلہ برکاتہ علی رؤس جمیع المریدین المخلصین اجمعین

آمین یارب العالمین

Marfat.com

Marfat.com

رسالہ در بیانِ سخنانی کہ دربارۂ امام ربانی

تالیف

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

علامہ رب نواز اجمیری

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد وصلوٰۃ کے بعد فقیر عبداللہ معروف غلام علی عفی عنہ جو خاندان عالی شان احمدیہ کے کم ترین منسوبان میں سے ہے کہتا ہے کہ یہ ایک مختصر رسالہ ہے ان باتوں کے بیان میں جو امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ کے بارے میں شہرت یافتہ ہیں اور لوگوں نے ان کلمات کو انکار کا سرمایہ بنایا ہوا ہے اور ان کے وہ کلمات محض بہتان ہیں جو ہرگز پایہء ثبوت کو نہیں پہنچتے اور سوالوں کے جواب جو ان کے کلام پر بغیر سوچے سمجھے اور بلا تحقیق کرتے ہیں تھوڑے سے غور وفکر سے معقول ومشروع ہو جاتے ہیں اور بزرگوں کے بارے سوء ظن کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

یہ رسالہ پانچ فصلوں پر مشتمل ہیں:

فصل اول

آں جناب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اجمالی احوال کے بیان میں ہے۔

فصل دوم

بطریقِ اجمال ان کے کلام پر دفعِ اعتراضات کے بارے میں ہے۔

تیسری فصل

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ان بعض اعتراضات کے جوابات کے بیان میں ہے جو انہوں نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے معارف کے انکار میں لکھے ہیں۔

Marfat.com

فصل چہارم

ان حواشی کے بیان میں ہے جو فقیر کے استاد حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کم عمری میں حضرت شیخ مذکور رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ پر تحریر فرمائے ہیں۔

فصل پانچویں

ان شبہات کے دور کرنے کے بارے میں ہے جو عوام (علماء اور طلباء جو عوام کا درجہ رکھتے ہیں) کی زبانوں پر مذکور ہے۔

فصل اول

حضرت ممدوح آں جناب امام ربانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی رضی اللہ عنہ کے حالات کے بیان میں ہے۔

ممدوح محترم آں جناب کا نسب حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کی ولادت (پاک) سن ۹۷۱ھ ہجری میں ہوئی ظاہری علم کی اپنے والد ماجد مخدوم شیخ عبدالاحد خلیفہ حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ جو ظاہری اور باطنی علم میں پیشوائے زمانہ تھے اور دیگر علمائے وقت سے تحصیل کی اور طریقہ چشتیہ اور قادریہ اپنے والد گرامی سے حاصل کیا اور ہر دو عالی سلسلوں کے (اکابر) کی ارواح پاک سے فیض حاصل کئے اور طریقہ نقشبندیہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ سے اخذ کیا ان کی توجہات سے اڑھائی ماہ میں مرتبہ کمال و تکمیل تک رسائی حاصل کی ہے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کی علوِ استعداد اور ترقی درجات کی بہت تعریف فرماتے تھے۔

فرمایا کرتے تھے کہ شیخ احمد کامل مرادوں اور محبوبوں میں سے ہیں۔ متقدم اولیاء میں ان جیسے چند نفوس ہی دکھائی دیتے ہیں۔ وہ ایسے چراغ ہیں کہ دنیا ان سے منور ہوتی

Marfat.com

ہے۔حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہم نے واقعہ میں دیکھا کہ ہم نے ایک نورانی شمع جلائی ہوئی ہے جو آسمان تک پہنچی ہوئی ہے اور لمحہ بہ لمحہ اس کا نور زیادہ ہوتا جاتا ہے اور لوگ اس شمع سے چراغ روشن کرتے ہیں ۔یہ واقعہ حضرت مجدد کی ذات کی طرف اشارہ ہے۔خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہندوستان کی طرف عزمِ سفر کے ایام میں ،میں نے استخارے میں دیکھا کہ ایک خوش لقاء طوطی آیا اور ہمارے ہاتھ پر بیٹھ گیا طوطی حضرت مجدد کی استعدادِ معاد سے عبارت ہے۔

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سرہند میں پہنچنے کے وقت ہم نے سرہند سے غیبی آواز سنی کہ تو قطب کے جوار میں آیا ہے۔قطب سے مراد حضرت مجدد الف ثانی کی ذات ہے۔

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیخ احمد ایسے آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے اس کے سائے میں گم ہیں۔

یہ بھی فرماتے تھے کہ شیخ احمد کے ذریعے سے معلوم ہوا کہ توحید (وحدت الوجود) تنگ کوچہ ہے شاہراہ کوئی اور ہے۔

ایک مکتوب میں آپ نے لکھا ہے وَلِلْاَرْضِ مِنْ کَأْسِ الْکِرَامِ نَصِیْبٌ زمیں کے لئے کریم لوگوں کے جام میں سے حصہ ہوتا ہے

شیخ عبداللہ انصاری کا اپنے پیر کے بارے میں قول

حضرت عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اگرچہ میں حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوں اگر شیخ خرقانی بھی اس وقت موجود ہوتے تو اپنی پیری کے باوجود میری مریدی کرتے۔اور کبھی ان بے صفتوں کے احوال ایسے ہوتے ہیں کہ آثارِ صفات کے گرفتار لوازم پر جان فدا کرنے کی طلب گاری کیوں نہیں کرتے ،توقف اور غفلت

Marfat.com

استغناء سے نہیں بے نیازی سے ہوتی ہے۔اور یہ بات اشارے پر موقوف ہے انتھیٰ
آپ اپنے یاران طریقت کے احوال ان سے دریافت فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے۔

ان کے علوم ومکاشفات بہت صحیح اور درست ہیں اور حضرت خواجہ کے اصحاب، اولاد اور منتسبین آپ کے حکم شریف سے ان (حضرت مجدد) سے استفادہ کرتے تھے۔

ایک جماعت نے کچھ توقف کا اظہار کیا تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ رسول خدا ﷺ ان (حضرت مجدد) کی تعریف کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ جو شیخ احمد کا مقبول ہے ہمارا مقبول ہے اور جو شیخ احمد کا مردود ہے وہ ہمارا بھی مردود ہے چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں گئے اور استفادہ کیا۔

طریقۂ مجددی

اللہ تعالیٰ نے حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کی برکت سے ان (حضرت مجدد) کو جدید طریقہ عطا فرمایا اور دوسرے مقامات بھی عطا فرمائے اور ہر مقام کے علوم ومعارف اور اذواق ومواجید جدا جدا عنایت فرمائے۔لاکھوں علماء وعقلا ان کے طریقہ سے ان مقامات تک پہنچے ہیں۔ان علوم اور معارف کا اقرار کیا ہے اور ان مقامات میں کوئی شک وشبہ نہیں رہتا۔آپ کا طریقہ جو دوام حضور اور اتباع سنت ہے اس نے دنیا کے گوشے گوشے میں شہرت پائی اور ان کے افادات اور ان کے خلفاء کے افاضات سے بے شمار طالبان راہ طریقت نے تہذیب حاصل کی اور حاصل کر رہے ہیں۔

مکتوباتِ مجددیہ

ان کے مکتوبات ورسائل جو کتاب وسنت کے مطابق اسرار ومعارف، تحقیقات

Marfat.com

لائقہ اور تدقیقات رائقہ کہ ان جیسے علمائے صوفیہ میں سے کسی سے بھی منقول نہیں ہیں سے معمور ہیں

حضرت مجددؒ کے بارے میں کتابیں

آپ کے حالات طیبہ کے بارے میں خواجہ محمد ہاشم کشمی نے برکات احمدیہ نامی کتاب اور حضرت ملا بدرالدین نے حضرات القدس نامی کتاب تحریر کی ہیں۔ جن میں آپ کے مقامات عالیہ، درجات سامیہ، ریاضات، مجاہدات، ملفوظات، خوارقِ عادات اور تصرفات جو آپ سے صادر ہوئے، تفصیلاً بیان فرمائے ہیں۔

وفات

آپ کی وفات حسرت آیات ۱۰۳۴ھ میں ۲۸ صفر بوقت صبح ہوئی آپ کی تاریخ ولادت مجدد الفیض اور آپ کی عمر احمدی کے لفظ سے برآمد ہوتی ہے، آپ کی وفات کی

۹۷۲ھ — ۶۳

تاریخیں بہت زیادہ کہی گئی ہیں ان تمام میں سے چند تاریخیں سپرد قلم ہیں۔

وارث الرسول	نقیشبند تقوی بود	معرفت مُرد	رائے خواجہ علاءالدین بود
۱۰۳۴ھ	۱۰۳۴ھ	۱۰۳۴ھ	۱۰۳۴ھ
ظل محمد بود	منورِ آداب خواجہ بہاؤالدین بود		
۱۰۳۴ھ	۱۰۳۴ھ		
آن خواجہ محمد پارسا بود	بزرگی ہائے خواجہ عبیداللہ بود	ادراک خواجہ باقی باللہ بود	
۱۰۳۴ھ	۱۰۳۴ھ	۱۰۳۴ھ	

رحمۃ اللہ علیہ وعلیہم رحمۃً واسعۃً مبارکۃً طیبۃً زاکیۃً

حضرت آدم بنوری جو آپ کے جلیل القدر خلفاء میں سے ہیں ان کے لیک ہزار

Marfat.com

کامل خلفاء تھے اور سوافراد کامل مکمل تھے۔اس طرح ان کے خلفاء مثلاً حضرت میر محمد نعمان، خواجہ محمد ہاشم کشمی، ملا محمد طاہر لاہوری، ملا بدیع الدین سہارنپوری وغیرہم ہیں جو خلق خدا کا مرجع ہیں اور طالبان مولا کی ہدایت کا سبب ہیں۔یہ سب بارگاہ الٰہی کے عظیم مقبولوں میں شمار ہوتے ہیں اور انہوں نے شریعت وطریقت کے انوار کی ترویج و اشاعت کی۔(رحمۃ اللہ علیہم)

آپ کے وجود مسعود کی بشارت

حضرت شیخ احمد جام قدس سرہٗ سے منقول ہے، جوفرماتے تھے:

۱..... ''۴ سوسال کے بعد احمد نامی ایک شخص کا ظہور ہوگا کہ حق سبحانہ کی عنایت کے آثار اس کے بارے میں ظاہر ہونگے اور تمام مخلوق دیکھے گی۔یہ بشارت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وجود کے بارے میں ہے کہ حضرت احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۶۰۰ھ میں ہے اور حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت ۹۷۱ھ میں ہے۔

۲..... حضرت شیخ خلیل اللہ بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ

سلسلہ حضرات خواجہا رحمۃ اللہ علیہم میں ہندوستان سے ایک شخص پیدا ہوگا جو اپنے زمانے کا بے نظیر ہوگا افسوس کہ ہماری زندگی اس زمانے تک کفایت نہیں کرے گی ورنہ ہم اس کی زیارت سے سعادت اندوز ہوتے۔۔

۳.....حضرت شاہ کمال الدین کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ نے واقعہ میں بار بار دیکھنے کے بعد اپنے مبارک پیراہن کو بطور تبرک اپنے پوتے حضرت شاہ سکندر کے ہاتھوں حضرت مجدد الف ثانی کے لئے بھیجا کہتے ہیں کہ وہ پیراہن حضرت غوث الثقلین کا تھا جو وراثت اور وصیت کے مطابق حضرت شاہ کمال کی خدمت میں آپ (حضرت مجدد) کی طرف پہنچایا گیا۔

Marfat.com

مندرجہ بالا لکھی ہوئی تحریریں حضرات القدس تالیف شیخ بدرالدین سے نقل کی گئی ہیں اور حضرت مجدد کی مدح خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہما کے مکتوبات میں بھی موجود ہے واللہ اعلم حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب تحریر کرنے کے بعد لکھا ہے:

لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا مُؤْمِنٌ تَقِیٌّ وَلَا یُبْغِضُہٗ اِلَّا مُنَافِقٌ شَقِیٌّ رَحِمَ اللّٰہُ مَنْ اَنْصَفَ وَلَمْ یَتَعَسَّفْ

متقی مومن کو ہی ان سے محبت ہوگی اور بد بخت منافق کو ہی ان سے بغض ہوگا اللہ تعالیٰ رحم کرے اس شخص پر جس نے انصاف کیا اور جادہ مستقیم سے نہ ہٹا۔

فصل دوم

اجمالی طور پر ان کے کلام سے اعتراضات کے رفع کرنے کے بارے میں

ارباب علم پر ظاہر ہے کہ بعض قرآنی آیات کے ادراک میں محض عقل وفہم کے لئے رستہ نہیں ہے مثلاً

یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ [1] اور اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی [2]

حدیث کے بعض کلمات مثلاً رجل، ضحك، حقوی جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قدس پناہ کے بارے پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ انہیں علم الٰہی کی طرف تفویض کریں گے یا ان کی تاویل ضروری ہے اس طرح اولیاء کرام سے جو کلمات صادر ہوئے ہیں کہ عقل ان کے ادراک سے عاجز ہے چنانچہ ایک اہل اللہ نے فرمایا ہے

---

[1] الفتح ۴۸:۱۰ [2] طٰہٰ ۲۰:۵

Marfat.com

''قرب کے درجات میں، میں ایسے دریا سے گزرا ہوں کہ انبیاء کرام علیہم السلام اس طرف آنے سے درماندہ ہیں''۔ایک اور اہل اللہ نے کہا:

لِوَائِی اَرْفَعُ مِنْ لِوَاءِ مُحَمَّد

ترجمہ: میرا علم حضرت محمد ﷺ کے علم سے بلند ہے۔

لہٰذا اس قسم کے کلمات کی بھی تاویل کرنا چاہئے تا کہ بزرگوں کے متعلق جس حسن ظن کا حکم دیا گیا ہے حاصل ہو جائے۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے علوم و معارف کتاب و سنت کے موافق ہیں بعض جگہ عزیز غور و فکر کیے بغیر انگشت نمائی کرتے ہیں۔اگر آں جناب کے مکتوبات کا مطالعہ کیا جائے تو اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔انہوں نے خود اعتراضات رفع کرنے کیلئے جو کچھ مناسب فرمایا ہے شبہات کو دور کرنے کیلئے کافی ہے۔ورنہ ہر تاویل جو بزرگوں کے کلام میں غلبہ احوال یا ترغیب طالبان یا امر الٰہی یا تحدیث نعمت یا معنیٰ مقصود پر الفاظ کی عدم مساعدت میں ہوتے ہیں انصاف کے نزدیک حسد و کدورت سے دور ہوتے ہیں وہی آپ کے کلام میں بھی جاری ہیں۔

چنانچہ شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی تصنیف فتوح الغیب کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ معنیٰ مقصود کی ادائیگی کے لئے لفظ و عبارت اور اشتباہ و ابہام سے صحیح طریقے سے کشف حقیقت کے قصور کے باعث تحقیقِ کامل گردابِ اختلاف میں گر پڑتی ہے۔جو ظاہر بینوں اور عبارت پرستوں کے نزدیک زندقہ سے منسوب ہوتی ہے۔ونعوذ باللہ من ذالك

اس کے ساتھ ساتھ اُن کے فرزند ارشد حضرت شاہ محمد یحییٰ نے جو منکرین کے دفعِ انکار میں ایک مفید رسالہ لکھا ہے اور نبیرۂ امام ربانی حضرت شیخ محمد فرخ نے کشف الغطاء عن وجوہ الخطا کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے اور مولانا

Marfat.com

محمد بیگ رحمۃ اللہ علیہ نے عطیۃ الوھاب الفاصلہ بین الخطا والصواب کے نام سے اعتراضات کے رد میں ایک رسالہ مکہ شریف میں لکھ کر چاروں مذاہب کے مفتیوں کی مہریں لگوائیں دیگر مخلصین نے بھی خدا یافتہ رستہ سے رکاوٹیں ہٹانے کی کوشش کی تا کہ کوئی جائے اعتراض نہ رہے۔ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی جو ہندوستان کے جلیل القدر فضلاء اور آں جناب (مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے ارادتمندوں میں شمار ہوتے ہیں، انہوں نے اجمالی طور پر آپ پر وارد شدہ اعتراضات کے جوابات تحریر فرمائے ہیں کہ ان کی مراد سے بے علمی کی بنا پر بزرگوں کے ارشادات میں تنقید اور تردید کرنے کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا، عوام کی غیبت کرنا گناہ ہے چہ جائیکہ خواص کی غیبت کی جائے، مشیخیت پناہ عرفان دستگاہ شیخ احمد کے کلام کی تردید کرنا جہالت اور نا سمجھی ہے۔ انتھیٰ

حضرت شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ منکرین کے لئے دستاویز ہے جس میں علمائے ظاہر کے انداز میں اُن (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کے بعض معارف پر اعتراضات کیئے ہیں۔ اگر چہ شیخ (عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ) نے اوائل حال میں بلا تحقیق یہ اعتراضات کیے تھے لیکن بالآخر ان سے باز آ گئے تھے۔ انہوں نے واقعہ (خواب) میں رسالت پناہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں

''جو کوئی ہم سے اخلاص رکھتا ہے ان سے بھی اخلاص رکھے اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ فرمایا''

چنانچہ شیخ عبدالحق نے انکار کرنے سے استغفار کی اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خواجہ حسام الدین احمد کی خدمت میں یہ عبارت لکھ بھیجی

''ان دنوں فقیر کی صفائے باطن میاں شیخ احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق حد سے متجاوز ہے۔ اصلاً بشریت کا پردہ اور جبلت کا پردہ درمیان میں نہیں رہا نہیں جانتا کہ یہ کہاں سے ہے۔ طریقہ انصاف اور حکم عقل کی رعایت سے قطع نظر اس قسم کے

Marfat.com

عزیزوں اور بزرگوں سے بدگمانی نہیں چاہئے۔ اور باطن میں بطریق ذوق ووجدان کسی چیز کا غلبہ ہوگیا ہے کہ زبان اس کو بیان کرنے سے گونگی ہے (واردات قلبی اور حال کا غلبہ ہے) اللہ تعالیٰ دلوں کو پھیرنے والا اور احوال کو تبدیل کرنے والا ہے۔ ظاہر بینوں کی گواہی دور از کار ہے۔ میں نہیں جانتا کہ حال کیا ہے؟ اور اس کی مثال کیا ہے؟'' انتھیٰ

ایک طویل مکتوب میں اپنی اولاد کو اس قسم کا مضمون لکھا:

''میں نے جو کچھ اعتراضات کے مسودات شیخ احمد سلمہٗ اللہ تعالیٰ کے کلام پر لکھے ہیں ان سب کو پانی سے دھوئیں کوئی ایسا غبار جو ان کی نسبت سے دل تک پہنچا تھا صفا پر انجام پذیر ہوگیا''۔

اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اسی رسالہ میں بعضے کلمات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی جناب میں اس طرح تحریر فرمائے:

''فقیر کا ظن شیخ کی خدمت میں جمیل ہے وہ مقدار اور اندازہ کہ مجھے محبت واتحاد کا ہے کسی اور کو کم ہی ہوگا۔ آپ عزیز ہیں اور آپ کا طریقہ بھی عزیز ہے۔ حضرت خواجہ (باقی باللہ) آپ کی بہت زیادہ تعریف فرماتے تھے۔ اس مفہوم سے لوگ واقف ہیں اور فقیر سب سے زیادہ واقف ہے''

اور یہ تحریر از روئے استفسار اور کشف حال لکھی ہے کہ اپنے تألّم کو دور کروں اور اپنے دل کی تپش کو تسکین دے سکوں اور اس رسالہ میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ ایک دفعہ آپ کے بارے میں عالم غیب سے یہ آیت شریفہ سنی گئی

وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ [1] ۔۔۔ انتھیٰ

(یہ امر) پوشیدہ نہیں کہ یہ آیت فرعون اور اس کے پیروکاروں کے شبہ کے رد اور

---

[1] المؤمن ۴۰: ۲۸

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے وارد ہے۔

حضرت شیخ (عبدالحق محدث دہلوی) کے انکار وردّ سے رجوع کے بعد اعتراضات کے دور کرنے اور رسالہ مذکورہ کے بطلان کے لئے آیت شریفہ مذکورہ قوی دلیل ہے اور حضرت شیخ کا انکار سے یہ رجوع فقیر نے اپنے پیر اور اپنے استاد (حضرت مظہر) کی زبان سے سنا ہے کہ یہ سب ثابت قدم، ثقہ اور عدول ہیں۔

حضرت ایشاں (شیخ مجدد) کو بادشاہ کے ہاتھوں آزار پہنچنا بھی ان کے انبیاء کرام (علیہم السلام) کے ساتھ کمالِ اتباع کی دلیل ہے۔

مخالفین نے انبیاء کو کاذب جانتے ہوئے ان اکابر کو طرح طرح کی ایذائیں پہنچائیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانے میں ڈالا گیا اور سید المرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ کو محصب انزوا فرمایا۔ آخر کار انبیاء علیہم السلام کی روشنی اور صدق ظہور پذیر ہوئی اور خدا کے دین کو اعتبار ورفعت بخشی۔ اسی طرح حضرت مجدد کے طریقہ جدیدہ نے اشاعت پذیر ہو کر دین مصطفی ﷺ کو تقویت پہنچائی۔ ہزارہا علماء وعقلاء اس پسندیدہ طریقہ پر گامزن ہو کر خدا کے دوست (ولی اللہ) ہو گئے۔ کما لا یخفیٰ

فصل سوم

حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اعتراضات کے جواب میں

جان لیجئے کہ رسالہ اعتراضات کی بنیاد بے صرفہ گو لوگوں کی اطلاعات (اخبار) کی شنید پر ہے۔ کاش حضرت شیخ (عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ) مکتوبات شریفہ (حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کا مطالعہ فرما لیتے۔ سوچ بچار کر لیتے اور ان سنی ہوئی باتوں کی

Marfat.com

تحقیق فرمالیتے تاکہ ناسمجھ لوگ اکابرین پر زبانِ طعن نہ کھولتے۔ چنانچہ حضرت شیخ کے تمام اعتراضات کی تردید ضروری نہیں ہے مگر آپ کے بعض اقوال کے جوابات دیئے جاتے ہیں اور اعتراضات کے جوابات کا یہ بیان یاوہ گو (ہرزہ سرا) لوگوں کے سوءظن کے ازالہ کے لئے ہے جو لوگ حضرت شیخ کے کلام کے وسیلہ کے ذریعے بزرگوں پر عیب وطعن کرتے ہیں

وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ [1]

اور حدیث

مَنْ رَمٰى مُسْلِمًا بِشَيْءٍ يُرِيْدُ بِهٖ شَيْنَهٗ حَبَسَهُ اللّٰهُ عَلٰى جَسَرِ جَهَنَّمَ حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ [2]

لوگ چشم پوشی کو ان کا عیب گردانتے ہیں۔

حضرت شیخ کے کمال کی ردّوقد (تردید) وہم میں نہیں ہے کیونکہ حضرت شیخ جلیل القدر علماء اور ارباب ولایت میں سے ہیں۔

اگرچہ حضرت شیخ (عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کا قول بہت سی نظروں میں اعتبارِ تمام رکھتا ہے تاہم موافقِ شرع معقول بات کو فی الحقیقت ایسی وقعت حاصل ہے جو کلام کرنے کے درجے سے باہر ہے (اس پر کلام کیا جانا ممکن ہے)

آغاز جوابات

قولہ (آنجناب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ خواجہ (باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) جو آپ کے پیر اور مربی تھے۔ ان کی شان میں آداب مریدی اور نعمت شناسی کی رعایت نہ کرتے ہوئے کئی لغزشیں کی ہیں۔

---

[1] الھمزۃ ۱۰۴:۱ [2] مشکوٰۃ، رقم الحدیث: ۴۹۸۶

Marfat.com

جواب:

یہ تو حقیقت کے برعکس ہے کہ آنجناب (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کی جانب سے سوائے نیاز وادب اور شکر نعمت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں ظہور ہی نہیں ہوا ہے مگر یہ الفاظ کہ

"اگرچہ میرے پیر (حضرت خواجہ باقی باللہ) ہیں لیکن میری تربیت کا متکفل اللہ باقی ہے"

اس قسم کے کلمات تو قدیم بزرگان دین سے بھی سرزد ہوئے ہیں چنانچہ بعض اہل اللہ نے فرمایا ہے

مَا رَبَّانِی اِلَّا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ

ترجمہ: میری اللہ اور رسول کے سوا کسی نے تربیت نہیں کی۔

اور یہاں سے بھی تو پیران عظام سے انکار لازم آتا ہے اور اس کا جواب آیہ شریفہ ہے

قُلْ کُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ فَمَا لِھٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا یَکَادُوْنَ یَفْقَھُوْنَ حَدِیْثًا [1]

ظاہری اسباب فعلِ الٰہی کے آئینوں کے ظہور کے سوا کچھ نہیں اور مؤثر حقیقی تو وہی ذات سبحانہ ہے۔

اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ [2]

اس بارے میں یہ آیت نص قطعی ہے کہ ہدایت جناب الٰہی سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ اور راہ دکھانا اور راستے کی طرف رہنمائی کرنا یہ مرشدوں کا کام ہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی جناب میں اپنی عقیدت کے متعلق رسالہ

---

[1] النساء ۴:۷۸ [2] القصص ۲۸:۵۶

Marfat.com

''مبداء معاد'' میں یوں فرماتے ہیں:

''فقیر یقین سے جانتا تھا کہ اس قسم کی صحبت واجتماع اور اس جیسی تربیت وارشاد سرورِ عالم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے زمانہ کے بعد ہرگز وجود میں نہیں آئی اور بندہ اس نعمت کا شکر بجالاتا ہے کہ اگر خیر البشر ﷺ کی صحبت سے مشرف نہیں ہوا ہاں اس صحبت سے محروم نہیں رہا''۔

مکتوبات شریفہ جلد ثانی مکتوب بیالیس میں فرماتے ہیں:

''میرے پیر، نجباء اور میرے رہنما کہ جن کے توسل سے میں نے اس راہ میں آنکھ کھولی ہے اور ان کے توسط سے اس مقولہ کے بارے میں لب کشائی کی ہے۔ طریقت میں الف۔ باء کا سبق انہیں سے سیکھا ہے اور مولویت کا ملکہ ان کی توجہ سے حاصل کیا ہے اگر مجھے کوئی علم ہے تو انہی کے طفیل ہے اور معرفت بھی انہی کی نظرِ التفات کا اثر ہے اندراج النہایہ فی البدایہ کا طریقہ انہی بزرگوں سے سیکھا ہے۔ نسبتِ انجذاب قیومیت کی جہت سے انہی سے اخذ کی ہے میں نے ان کی ایک نظرِ کرم سے وہ کچھ دیکھا ہے کہ لوگ چالیس توجہات سے بھی نہیں دیکھیں گے۔ میں نے ان کے ایک کلام سے وہ کچھ پایا ہے کہ دوسرے سالوں میں بھی حاصل نہ کرسکیں۔

آنکہ بہ تبریزی یافت یک نظر شمس دین
طعنہ زنند بر دَہہ سخرہ کنند بر چلہ

ترجمہ: شمس الدین نے تبریز کی ایک نظر سے وہ جو کچھ پالیا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ دہے پر طعنہ زنی کرتے اور چلہ کا مذاق اڑاتے ہیں۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند
کہ بُرند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را

ترجمہ: نقشبندیہ عجیب قافلہ سالار ہیں کہ پنہاں طریقے سے قافلہ کو حرم تک لے جاتے

Marfat.com

ہیں۔

اعتراض

آپ نے غوث الثقلین قدس سرہٗ کے بارے میں مقام ادب سے دور یہ لکھا ہے کہ ان کا نزول ناقص ہے۔

جواب:

یہ بھی خلاف واقعہ ہے آپ (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ) نے کسی جگہ یہ بات نہیں فرمائی ہے بلکہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مکتوبات کی تیسری جلد کے آخری مکتوب میں تحریر کیا ہے کہ

راہ ولایت میں وصول و برکات جس کسی کو بھی ہوتا ہے اقطاب ہوں یا نجباء، آپ ہی کے توسط سے مفہوم ہوتا ہے اور پہلا معاملہ حضرت شیخ (عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ) کے وجود مسعود سے تعلق رکھتا ہے۔ وہی رشد و ہدایت کا واسطہ ہیں۔

اسی مکتوب میں اپنے آپ کو ان کا نائب مناب لکھا ہے کہ انہوں نے طریقہ عالیہ قادریہ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ رسالہ مکاشفات غیبیہ میں فرماتے ہیں کہ واصلانِ ذات جو افراد کے لقب سے جانے جاتے ہیں اقلِ قلیل ہیں اکابر صحابہ اور اہل بیت کے بارہ امام اسی مرتبے پر فائز المرام ہیں اور اکابر اولیاء میں غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی اسی دولت سے ممتاز ہیں اور اس مقام میں خاص شان رکھتے ہیں۔ جبکہ دیگر اولیاء کو اس خصوصیت سے بہت کم حصہ ملا ہے اور اس خصوصیت کیساتھ ان کا قرب اس باب میں سب سے زیادہ ہے۔

ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے وہ دیتا ہے اور اللہ صاحب فضل عظیم ہے۔

Marfat.com

رسالہ ''مبداء ومعاد'' میں فرماتے ہیں کہ اس درویش کو اس آخری عروج میں کہ جو عروج اصلی مقامات میں ہے غوث ثقلین محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی کی روحانیت کی مدد سے ہوا ہے اور ان کی قوتِ تصرف سے ان مقامات میں سے گزارا گیا ہے کہ انہوں نے اصل الاصل سے واصل کر دیا۔ انتھیٰ

حضرت مجدد کی نوشتہ ان تینوں عبارات سے حضرت غوث ثقلین کے علوِ کمالات اور اس قطبِ معظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسنِ عقیدت وادب ہی ملتا ہے۔

لیکن یہ تحریر کہ ان کا نزول مقام روح تک ہوا ہے کوئی دور از ادب نہیں ہے۔ حضرت غوث اعظم سے ظہورِ کثرتِ خوارق جس قدر ظاہر ہوا ہے۔ اولیاء کرام سے اس قدر کسی سے بھی ظاہر نہیں ہوا۔ انہوں نے وضاحت کی ہے ''حضرت غوث اعظم کا عروج اکثر اولیاء سے بلند واقع ہوا ہے اور نزول کی طرف مقام روح تک نیچے تشریف لائے ہیں جو عالم اسباب سے بلند تر ہے'' اس تحریر سے شیخ قدس سرہٗ کی جناب سے کوئی نقص عائد نہیں ہوتا ہے۔ کما لا یخفٰی

یونہی وہ رسول خدا ﷺ کے آداب اس انداز سے بجالائے ہیں کہ تمام اولیاء کے آداب بجالانے کی رعایت سے بلند ترین مرتبے پر پہنچ گئے ہیں۔

جلد ثانی، مکتوب: ۴۲ میں فرماتے ہیں ''میں کم ترین ان کے خرمن کا خوشہ چین ہوں اور ان ہی کی نعمتوں کے دستر خوان کے حقیر ترین ریزہ خواروں میں سے ہوں۔ یہ وہی مشائخ ہیں جنہوں نے مختلف انداز سے میری تربیت فرمائی ہے اور مختلف قسم کے کرم اور احسان سے نفع پہنچایا ہے ان بزرگوں نے حق تعالیٰ عزوجل کی محبت میں اپنے آپ کو اور اپنے علاوہ دوسروں کو ان کے سپرد کیا ہے اپنا اور اپنے سوا دوسروں کا نام و نشان نہیں چھوڑا باطل ان کے سائے سے گریزاں ہے یہاں سب حق ہے اور حق کے لئے علمائے ظاہرین ان کی حقیقت سے کیا حاصل کر سکیں گے اور ان کے کمالات سے کیا

Marfat.com

حاصل کریں گے۔انتھیٰ

شیخ محی الدین ابن عربی کے بارے میں انہوں نے لکھا ہے کہ ''شیخ محترم مقبولوں میں سے نظر آتے ہیں اور ان کا منکر خطرے میں ہے ہم پسماندگان نے ان بزرگوں کی برکات سے استفادہ کیا ہے اور ان کے علوم و معارف سے بہت فائدے اٹھائے ہیں۔ جزاہ اللہ سبحانہ عنا خیر الجزاء''

رسالہ ''مبدأ و معاد'' میں انہوں نے لکھا ہے کہ ''حضرت خواجہ قطب الدین قدس سرہٗ کی روحانیت سے مجھے اس کام میں کئی امدادیں حاصل ہوئی ہیں'' پس لوگوں کی کہی ہوئی ان باتوں کا رد ہو گیا کہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے اولیاء کی تنقیص کی ہے۔

اعتراض

قولہ۔ آپ نے اپنے بعض مکتوبات میں لکھا ہے ''میں خیال کرتا ہوں کہ میرے پیدا کرنے میں حکمت یہ ہے کہ کمالِ ابراہیمی و محمدی ایک جگہ جمع ہو جائیں'' سب باتوں سے اشد و اعظم ہے

جواب:

درحقیقت آپ کے کلام میں یہ عبارت یوں موجود ہے ''میں خیال کرتا ہوں کہ میری آفرینش سے مقصود یہ ہے کہ ولایت محمدی ولایت ابراہیمی علیہما التسلیمات والصلوات سے رنگین ہو جائے اور اس ولایت کا حسنِ ملاحت اس ولایت کی جمالِ صباحت کے ساتھ مل جائے''۔

جان لے کہ یہی عبارت ہے جو آپ پر بہت سارے الزامات کا سبب بن گئی اور لوگوں نے اپنے گمان کے مطابق باتیں گھڑ لی ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ (عبدالحق محدث) نے اسی رسالہ میں تحریر کیا ہے کہ آپ (حضرت مجدد) کہتے ہیں:

Marfat.com

''جس خلوت میں میں ہوں محمد ﷺ دروازے پر ہیں'' اورلوگوں نے مشہور کردیا ہے کہ انہوں نے (حضرتِ مجدد نے) رسالہ معراجیہ لکھا ہے اور جس میں اپنی معراج کوسرورِ کائنات ﷺ کی معراج سے بلند تر تحریر فرمایا ہے اورلوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ انہوں نے (حضرت مجدد) نے کہا ہے کہ میں نے اور رسول خدا نے میدانِ قرب میں گھوڑسواری کی ہے میرے گھوڑے نے سبقت حاصل کرلی۔(مَعَاذَاللہِ)

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا [1]

یہ تینوں مقدمات محض بہتان تراشی ہیں۔کسی جگہ اور کسی وقت یہ کلمات آپ نے نہیں کہے ہیں۔ تَابَ اللهُ عَلٰى مَنْ يَّفْتَرِىْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

جان لے کہ اس کلام کہ ولایت محمدی، ولایت ابراہیمی سے رنگین ہوجائے۔دو شبہات وارد ہوتے ہیں پہلا یہ کہ مقامِ خُلّت سرورِ انبیاء ﷺ کو حاصل نہ ہوگا اور یہ اس حدیث کے منافی ہے جو مسلم شریف میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے۔

قَدْ اتَّخَذَ اللهُ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلًا [2]

اورصاحب سے مرادذات پاک آنحضرت ﷺ ہے

شبہ دوم

اگراس بات کوتسلیم کرلیا جائے توافضل کامفضول سے امدادطلب کرنالازم آئے گااور یہ بعید دکھائی دیتاہے۔

---

[1] الکھف ۱۸:۵ [2] سنن النسائی، رقم الحدیث: ۸۱۰۴

Marfat.com

جواب شبہ اول

یہ کہ آپ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام خُلّت کا دائرہ جو تفصیل کا اجمال اور اس مقام کی اصل ہے وہ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں اقرب واسبق اور اہل کمال کے سرور ﷺ کو حاصل ہے اور اس مقام کی تفصیل جو اس مقام کے ظل کی مانند ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ثابت ہے۔ چنانچہ مقام خُلّت کی نفی اور اس کا عدم حصول لازم نہیں آیا اور مقام خُلّت سے برتر مقام جو محبّیت ذاتیہ کا محبوبیت ذاتیہ سے ممتزج (ملا ہوا) ہے اور جسے حقیقت محمدیہ ﷺ سے موسوم کہا گیا ہے اور اس مرتبہ سے بلند تر مقام جو محبوبیتِ صرفہ ذاتیہ اور حقیقت احمدی سے معبّر ہے وہ آں جناب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سرورِ انبیاء ﷺ کے لئے ثابت ہے۔ اور انبیاء و اولیاء کے تمام مقامات سرور عالم ﷺ کے مراتبِ کمال کا ظلال ہیں یہ بیان حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں تحریر فرمایا۔

جواب شبہ دوم

یہ کہ آپ نے خود تحریر فرمایا ہے کہ خادموں کی نسبت مخدوموں کے ساتھ ثابت ہے اور مخدوموں کی جناب میں کوئی نقصان عائد نہیں ہوتا اور خادم مخدوم کے خزانے سے خرچ کر کے منقّش لباس اور مزین بچھونے (قالین) تیار کر کے لاتا ہے اور اس جگہ خادم کی زیادتی کہاں ہے اور مخدوم کا نقصان کہاں ہے؟

بادشاہ اپنے لاؤلشکر اور خدام کی مدد سے کئی ملک فتح کرتے ہیں اس امداد سے بادشاہوں کی عظمت اور رفعت شان کے سوا اور کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا ہے۔

جان لے کہ فاضل کا مفضول سے استفادہ نص قرآنی سے ثابت ہے

Marfat.com

وَعَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی [1]

حضرت موسیٰ علیہ السلام جو خضر علیہ السلام سے افضل ہیں انہوں نے حضرت خضر کو کہا

عَلِّمْنِیْ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا [2]

افضل الانبیاء ﷺ کا جبرئیل علیہ السلام سے جو مفضول ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کا خضر علیہ السلام سے کمالات سیکھنے سے دونوں اولوالعزم پیغمبروں کی جناب میں کوئی نقصان لازم نہیں آتا۔

مخفی نہیں ہے کہ جو کچھ کمالات میں سے ممکن کے حوصلہ میں ہے ذات مبارک حبیب خدا ﷺ کو عنایت ہوا۔ ہاں علوِ فطرت کی بنا پر آیت شریفہ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا کے مطابق ارتقاء کی ہمت رکھتے تھے۔ کیونکہ کمالات الٰہیہ کی کوئی انتہا نہیں ہے جیسا کہ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا [3] وارد ہے اور احتمال ہے کہ بمقتضائے حدیث شریف

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَائِمَ الْفِكْرِ مُتَوَاصِلَ الْحُزْنِ [4] دائمی فکر و حزن بعض کمالات کے متعلق غلبۂ اشتیاق کی وجہ سے ہو۔ کیونکہ دوسری حدیث مَنْ سَاوٰی یَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ [5] یہ طلبِ مزید کی تاکید فرماتی ہے۔

بلکہ جس جگہ مطلوب حقیقی کے ساتھ وصل و انجذاب کی طلب ہے وہ ارباب معرفت کے پیشوا ﷺ کے شوق و طلب کا پرتو ہے۔ اور توجہ کے بعد ترقی مسلّم ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنی امتوں کے واسطہ اور عالم آخرت کی طرف سے بھی فیوض و فتوحات پہنچتی ہیں۔ جیسا کہ اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِهٖ اور مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا [6] سے واضح ہے۔

---

[1] النجم ۵۳:۵ [2] البخاری، رقم الحدیث: ۷۳ [3] طٰہٰ ۲۰:۱۱۰ [4] شعب الایمان، رقم الحدیث: ۱۴۳۰ [5] المقاصد الحسنۃ ۱:۶۳۱ [6] شعب الایمان، رقم الحدیث: ۷۰۰۶

Marfat.com

پس ممکن ہے کہ آیہ شریفہ اِتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا [1] اور درودِ ابراہیمی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ کی درخواست کے مقتضاء کے مطابق ان بعض کمالات کو تفصیلاً حاصل کرنے کے لئے مقام خُلّت نزول فرمائے۔ اگرچہ درودِ ابراہیمی کے حصول میں تمام امت کو دخل ہے۔

چنانچہ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

نَالَ مُحَمَّدُنِ الْخُلَّةَ وَالْوَسِيْلَةَ فَدَعَا اُمَّتُهٗ

ترجمہ: حضرت محمد ﷺ نے مقام خُلّت و وسیلہ کو پالیا پس ان کی امت نے دعا کی۔

اور اگر دخل نہیں ہے تو اس کی طلب کا حکم کیوں ہوا؟۔ لیکن ظاہر ہے کہ کسی کام کی برآری کے لئے افراد کو بیشتر دخل ہوتا ہے پس احتمال ہے کہ ان کمالات کا حصول ان کے وجود پر موقوف ہو چنانچہ علم تفسیر کی مختلف تاویلات، کثیر جزئیات، علم فقہ اور علم سلوک کے کثیر اسرار و نکات آخری صدیوں میں تفصیلات کے ساتھ پائے گئے اور ہر نہر ایک سمندر بن گئی اور ان تمام علوم کی اقسام و تفصیل و اظہار علماء دین کے وجود پر موقوف ہے جو رسالت مآب ﷺ کے مخلص نائب ہیں اور یہ کہ ہر توجیہہ جو فصوص الحکم کے شارحین اس عبارت

''خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاتم ولایت (اس سے مراد خود شیخ ابن عربی ہیں) سے علوم و اسرار کا استفادہ کیا ہے'' میں فرماتے ہیں حضرت مجدد کی عبارات میں بھی جاری ہے (رحمۃ اللہ علیہما)

اس قسم کے مقامات کے بارے میں سخن آرائی کرنا بے ادبی ہے اور ایمان چلا جاتا ہے۔

---

[1] النحل: ۱۲۳

Marfat.com

البتہ یاوہ گواور ہرزہ سرالوگ جب مرادِ کلام کونہیں سمجھ پاتے تو بزرگوں پر فسق و کفر کا فتویٰ لگادیتے ہیں اوران کے حقوق مخلصین پر ثابت ہیں۔انہوں نے ان کے ان کلمات پر جرات کی ہے۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ بِعَدَدِ حُسْنِهٖ وَ كَمَالِهٖ

اعتراض

قولہ ''آپ کہتے ہیں کہ میرے وجود کا خمیر رسول خدا ﷺ کی بقیہ طینت سے ہے''

جواب

اس سخن پر کوئی شرعی عذر مانع نہیں ہے کتنے ہی اصفیاء کو یہ سعادت حاصل ہوئی ہے چنانچہ حضرت شیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنے رسالہ (اسمائے) مبشران بالجنۃ میں بیان کیا ہے۔اور شان اہل بیت رضی اللہ عنہم رسول خدا ﷺ سے روایت کی ہے

اَنَّهُمْ خُلِقُوْا مِنْ طِيْنَتِيْ [1]

اور خطیب نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

اِنِّيْ وَاَبَابَكْرٍ خُلِقْنَا مِنْ تُرْبَةٍ وَّاحِدَةٍ [2]

مرزا محمد بیگ نے کہا کہ اس حدیث کے شواہد، ابن عمر، ابن عباس، ابی سعید اور ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہم سے ملتے ہیں اور بعض کو بعض قوت دیتے ہیں۔

صحیح بخاری کی شرح میں کتاب الجنائز میں ابن سیرین کا قول ہے کہ انہوں نے کہا قسم سے یاد کرتا ہوں کہ میں سچا ہوں اور مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول خدا ﷺ اور ابوبکر و عمر ایک طینت سے پیدا ہوئے ہیں۔

---

[1] جمع الجوامع، رقم الحدیث: ۵۱۴۲ [2] جامع الاحادیث، رقم الحدیث: ۲۰۷۷۲

Marfat.com

اور رسول خدا ﷺ نے عبداللہ ابن جعفر کو فرمایا ''تو میری طینت سے پیدا ہوا ہے'' اور شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فتوحات میں لکھا ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا وجود مبارک آنحضرت ﷺ کی بقیہ طینت سے ہے''۔

پس حدیث شریف کی رو سے بعض اکابر کی پیدائش طینت مصطفوی ﷺ سے ثابت ہے اور درختِ کھجور کا آدم علیہ السلام کی طینت سے پیدا ہونا حدیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد بھی اگر اس دولت سے ممتاز ہوں تو اللہ تعالیٰ کے فضلِ عمیم سے دور نہیں ہے [1]

اعتراض

قولہ آپ نے خود کو مجدد الف ثانی کہا ہے

جواب

اس میں کوئی قباحت نہیں ہے چنانچہ ابوداؤد میں بروایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِأَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا [2]

اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن ابی داؤد کے حاشیہ میں مجددانِ دین کو بیان فرمایا ہے اور اپنے آپ کو اس جماعت میں شمار فرمایا ہے اور شک نہیں ہے کہ امام غزالی اپنے وقت میں، غوث الاعظم اپنے دور میں دین خدا کے مجدد تھے اور ان اکابر کے علوم و فیوض و برکات اس دعویٰ پر دلیل ہیں۔ اگر حضرت مجدد گیارہویں

---

[1] اس کی مزید تفصیل ص: ۳۷۳ پر مضمون ''بقیہ طینت محمدی ﷺ کا مرقع'' میں ملاحظہ فرمائیں

[2] سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۴۲۹۱

Marfat.com

صدی[1] ہجری کے مجدد ہوں تو کوئی خدشہ نہیں ہے اور تجدید کے شواہد علوم دینیہ، احکام یقینہ اور اسرار کے جواہرات کی نشر و اشاعت ہیں جو تائیدِ الٰہی سے اور ان کے کثرتِ خوارق عادات و کرامات کا ظہور سے امتیاز یافتہ ہیں اور علماء، فضلا اور عامۃ الناس کا ان کی خدمت میں کثرتِ رجوع اور طریقہ کے مقامات کا بیان جو اس قدر تفصیل سے کسی اور سے مروی نہیں ہے درجاتِ ولایت، کمالاتِ نبوت، خلّت، محبت و محبوبیت کے مقامات اور وہ مقام جو سرورِ کائنات ﷺ کا خاصہ ہیں کے بیان سے ان کی کتابیں اور رسالہ جات بھرے پڑے ہیں پس ان کے علوم و فیوض بھی اس مدعا پر واضح دلیل ہیں

---

[1] بلکہ خود حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ثانیہ و عشرون مسمی بہ اتحاف الاحبۃ ببیان حدیث المحبۃ برحاشیہ اخبار الاخیار ص: ۱۷۲ میں گیارہویں صدی کے مجدد کے بارے کلام فرمایا ہے. جو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی اور پر منطبق نہیں ہوتا چنانچہ فرماتے ہیں

''اس زمانے میں جو گیارہویں صدی ہے مشرقِ ولایت و ہدایت کا ایک نیا نور چمک رہا ہے بے شک یہاں اسرار الٰہی میں سے کوئی راز پوشیدہ ہے کہ جس میں توقف و انکار کی مجال نہیں ہے اور دلائل حقانیت اور ظہورِ نورانیت آشکارا و عیاں ہیں۔ اس مظہرِ حق کے سایۂ تربیت اور گوشۂ تصرف و عنایت میں طالبوں کی ایک جماعت مشغول ہے۔ ذکرِ الٰہی اور عجیب انوار و اسرار کے ظہور میں ان کے استغراق و استہتار اور حقیقتِ حال کا کشف دائرۂ تعبیر و تقریر سے باہر ہے آج اس جیسا اہل ذکر کا حلقہ و اجتماع آسمان کے نیچے نہیں ہے اور اگر ہوا بھی تو اس سے کمتر ہی ہوگا۔ جو جماعت اس کام میں داخل اور خلوتِ اسرار کی محرم ہے اپنی معرفت اور بقدرِ استعداد ایسی چیز دریافت کر رہے ہیں لیکن باہر والے حیرت و تعجب میں مبتلا ہیں کہ یہ کیا ہے اور کہاں سے ہے تعجب و حیرانی کیا ہے ان پر درونِ (خانہ) سے (اسرار) کیوں نہیں آ رہے اور وہ کیوں (انوار و تجلیات) نہیں دیکھ رہے۔ مقصودِ (مطلق) کی طرف اس قوم کی عبارات و اشارات نشاندہی کر رہی ہیں اور ان کے مقربانِ درگاہ اور مرادانِ راہ ہونے کی خبریں سنائی دے رہی ہیں کہ انہوں نے سب کچھ آنکھوں سے دیکھا ہے اور اس سے بہت زیادہ دیکھا ہے جس کی بابت وہ (بیرونیان) سن رہے ہیں''۔ محبوب الٰہی عفی اللہ

Marfat.com

فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ [1]

اعتراض

قولہٗ آپ نے متابعتِ رسولِ خدا ﷺ کے پانچ مراتب تحریر کئے ہیں اور خود ان کے حصول کا دعویٰ کیا ہے اور یہ دعویٰ بہت بعید دکھائی دیتا ہے۔

جواب

بلکہ حضرت مجدد نے متابعت کے سات درجے ثابت کئے ہیں

پہلا درجہ: نفسِ مطمئنہ سے پہلے تصدیق قلبی کے بعد احکامات شرعیہ کی بجا آوری ہے

دوسرا درجہ: تہذیبِ اخلاق اور صفاتِ رذیلہ کا رفع کرنا اور امراضِ باطنیہ کا ازالہ کرنا ہے۔

تیسرا درجہ: احوال، اذواق اور مواجید کا اتباع ہے۔

چوتھا درجہ: قلب و نفس کا حصولِ اطمینان ہے کہ هَوىٰ لِمَا جَآءَ بِهِ المصطفیٰ ﷺ کا اتباع ہو جائے اور مقام رضا کے حصول میں چون و چرا (کیسے اور کہاں) جیسے خیالات تصور میں نہ آئیں۔

پانچواں درجہ: آں سرور ﷺ کے کمالات کی اتباع ہے کیونکہ ان کا حصول محض فضل و احسان خداوندی پر ہے اور علم و عمل کو ان میں کوئی دخل نہیں ہے

چھٹا درجہ: ان کمالات کی اتباع جو آں سرور ﷺ کی محبوبیت سے مخصوص ہیں۔

ساتواں درجہ: وہ متابعت ہے جو نزول و ہبوط اور خلق خدا کی دعوت (وارشاد) سے متعلق ہے۔

---

[1] آل عمران ۳:۶۰

Marfat.com

شروع درجواب

حضرت شیخ (عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ) متابعت کواعمال ظاہری پرمحمول جان کر اس دولت کے حصول کو بعید وعجیب خیال کرتے ہیں۔

حق بات یہ ہے کہ حبیب خدا ﷺ کے تمام ظاہری اعمال کو بجالانا بشری طاقت سے باہر اور نہایت مشکل ہے بلکہ کہا جاسکتا ہے کہ بشری طاقت انکو بجالانے کی اہلیت ہی نہیں رکھتی۔ البتہ وظائف واوراد کی ادائیگی کی شکل میں طاعات بہ قدر استطاعت ممکن ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف

خُذُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِیْقُوْنَ [1]

اورآیہ کریمہ

فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ [2] میں وارد ہے۔

اگر عطاء الٰہی اور جذبات محبت سے تبعیت ووراثت کے طور پر درجاتِ قرب حاصل ہوجائیں تو عقل سلیم اور شرع قویم سے دور نہیں ہے۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ اس باب میں صحیح حدیث ہے۔ اولیائے کاملین کو یہ درجات حاصل ہیں اور تجلیات صفاتیہ اور تجلیات ذاتیہ کی بدولت محبت الٰہی سے سرفراز ہیں

اگر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ان درجات تک رسائی حاصل کرلیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اپنے مستفیدین کو بھی پہنچادیں تو تعجب کیوں ہوگا؟

اَلْمُعَاصَرَۃُ اَصْلُ الْمُنَافِرَۃ ہاں! ہم عصر ہونا ہی نفرت کی اصل ہے۔

اعتراض

قولہ آپ کہتے ہیں کہ تمام کمالات محمدیہ ﷺ میری ذات کو حاصل ہیں۔

---

[1] صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۵۸۶۱ [2] التغابن ۶۴: ۱۶

Marfat.com

جواب

یہ خلاف واقع ہے آپ نے یہ دعویٰ نہیں کیا اور یہ بات کبھی نہیں کہی ہے مگر یہ کہ جو کمالات[1] مجھے عنایت فرمائے گئے ہیں وہ آنحضرت ﷺ کی متابعت اور طفیل ہیں اس طرح کے آپ کے بے شمار کلام ہیں۔

اعتراض

آپ کہتے ہیں ''میں اپنے مقام کو مقام انبیاء سے بلند دیکھتا ہوں''

جواب

یہ بھی خلافِ واقع ہے آپ مکتوبات، جلد ثالث، مکتوب ۲۲ میں فرماتے ہیں اس امت کا اخصِ خواص اگر بہت زیادہ ترقی کرے تو اس کا سر کسی پیغمبر کے پاؤں مبارک تک نہیں پہنچتا برابری اور زیادتی کی تو وہاں گنجائش ہی نہیں۔

اعتراض

قولہٗ آپ کہتے ہیں ''میں قرب ووصول میں ایسے مقام پر پہنچا ہوں کہ درمیان میں کوئی واسطہ نہیں اور کسی کو کوئی دخل نہیں ہے نہ رسول کو نہ اُن کے غیر کو۔ اگر واسطہ تھے بھی تو دوران سلوک تھے اب جب کہ سلوک تمام ہو گیا اور درگاہ کا قرب حاصل ہو گیا اور وصول حصول کے ساتھ پیوست ہو گیا۔ کوئی واسطہ نہیں ہے سب منقطع ہو گئے''

جواب

العیاذ باللہ یہ کیا خلاف نویسی ہے اور یہ کیا بلا تحقیق گوئی ہے آپ کے کسی بھی مکتوب میں اس طرح کی عبارت نہیں ہے۔ اے شیخ (عبدالحق محدث دہلوی) اللہ

---

[1] مگر یہ کہ یہ بھی تحدیث نعمت ہے اور اس طریقہ کی اشاعت وتبلیغ میں، جس میں آپ معروف ہیں (محبوب الٰہی)

Marfat.com

تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے۔

ان (حضرت مجدد) کے کلام سے اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے دو راستے ہیں

اول: ایک طریقۂ ولایت ہے جو کسب وسلوک، توبہ وانابت کے ذریعے مقام رضا تک جاتے ہیں اور تجلی صفاتی سے تجلی ذاتی برقی تک ترقی حاصل کرتے ہیں۔

دوم: کمالاتِ نبوت واجتباء کا طریقہ جو اصل تک پہنچانے والا ہے دائمی اور استمراری تجلیات ذاتیہ تک پہنچتا ہے اور دونوں طریقوں کا حصول حبیب خدا ﷺ کی متابعت و تبعیت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

ولایت کے طریقہ میں سالک کے شہود میں آنحضرت ﷺ کی ذات پاک حائل ہے اور کمالاتِ نبوت کے طریق میں سالک کے شہود میں آنحضرت ﷺ کی ذاتِ پاک حائل نہیں ہے۔ انتھی

رفع توسط ووسائط کی تحریر اس طریق کمالاتِ نبوت واصطفا کے حصول کا سبب ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل وعطا سے رسول خدا ﷺ کی متابعت کی بدولت اس سے امتیاز پاتے ہیں۔ مکتوبات جلد ثالث مکتوب ۱۲۱ میں فرماتے ہیں۔

''کوئی نادان اس عدم توسط سے جو جذبہ کے طریقہ وغیرہا میں کہا گیا ہے بعثتِ خیرالبشر ﷺ سے استغناء کی بناء پر اگرچہ بعض کی نسبت ہی ہو تو وہم نہ کرے اور آنحضرت ﷺ کی متابعت وتبعیت سے کسی عدم احتیاج کا گمان نہ کرے کیونکہ یہ کفر، الحاد اور زندقہ ہے اور آں حضرت ﷺ کی شریعت حقہ سے انکار ہے کہ [1] سب کے

---

[1] جان لے کہ قوسین کی عبارت دراصل اس طرح ہے ''اوپر گزر چکا ہے کہ سلوک کے توسط کے بغیر جذبہ جو شریعت مصطفی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی ادائیگی پر موقوف ہے، ابتر اور ناتمام ہے جو نعمت کے طور پر برآیا ہے اور حجت کو ناتمام جذبہ کے صاحب پر تمام کیا ہے۔ (فقیر محبوب الٰہی عفی عنہ)

Marfat.com

سب آپ کے پیچھے چلنے والے ہیں اور آپ کے توسط کے بغیر کمال اخذ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ کسی وقت بھی کمال اُن کے وجود کے توسط کے بغیر متصور نہیں ہوسکتا۔

دوسرے کمالات خود وجود کے تابع ہیں۔ اُن کے توسط کے بغیر وہ کیا صورت رکھیں گے ہاں محبوب رب العالمین ﷺ ایسے ہی ہونے چاہئیں۔

مختصر یہ کہ کشفِ صحیح اور الہام صریح سے بھی یہ بات یقین سے پیوستہ ہوگئی ہے کہ راہ کے دقائق، راہ میں سے کوئی دقیقہ اور معارف میں سے کوئی بھی معرفت، اس قوم کو حضور ﷺ کی وساطت اور متابعت کے بغیر میسر نہیں ہے اور منتہی کو مبتدی اور متوسط کی طرح اس راہ کے فیوض و برکات آپ ﷺ کی تبعیت اور وسیلہ کے بغیر حاصل نہیں ہیں

ع محال است سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز در پئے مصطفیٰ

اے سعدی یہ محال ہے کہ حضور ﷺ کی متابعت کے بغیر راہِ صفا (تصوف و تزکیہ) پر چلا جاسکے۔ انتھیٰ

پس معلوم ہوا کہ کمال متابعت سے ہی (اہل اللہ) ایسے قرب کے مرتبہ تک پہنچے کہ اس مقام پر ذاتِ پاک کے شہود میں آں سرور ﷺ حائل نہیں [1] ہے اور متابعت میں عدم توسط نقصان کا موجب نہیں ہے چنانچہ عدم توسط اس آیت شریفہ [2] سے سمجھا جا سکتا ہے

مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ [3] اور یہ آیت مخلصین اور محتاج و مساکین مہاجرین کی شان میں وارد ہوئی ہے۔

---

[1] شہود میں عدم توسط کمال متابعت میں نقصان کا موجب نہیں ہے۔ [2] اس جگہ آیات قرآنی احادیث شریفہ اور اقوال بزرگان کی تائیدات سے رفع توسط کا جواز بیان فرماتے ہیں

[3] الانعام ۶:۲۵

Marfat.com

(رضی اللہ عنہم) اور رسول خدا ﷺ اپنی علوِ شان کے باوصف جناب الٰہی سے ان لوگوں کے واسطے سے طلبِ نصرت فرماتے تھے چنانچہ حدیث میں محی السنۃ کی روایت سے آتا ہے۔

وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِيْكِ الْمُهَاجِرِيْنَ [1]

اور اس جماعتِ مہاجرین نے یہ مرتبہ حبیب خدا ﷺ کی متابعت کی بدولت حاصل کیا ہے اور حدیث میں ہے کہ جب بندہ نماز پڑھتا ہے تو بندہ اور خدا کے مابین حجاب اٹھ جاتا ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر لگائی گئی تہمت (افک) کی براءت پر جب آیت براءۃ نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا

نَحْمَدُ اللهَ وَلَا نَحْمَدُ اَحَدًا [2]

اقوالِ بزرگان سے تائید

ملا جامی فصوص الحکم کی شرح کے خطبہ میں لکھتے ہیں

''تو جان لے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی جناب سے حکمتِ فائضہ (بہنے والی حکمت) جو بندگانِ کاملین اور عبادِ مخلصین کے دلوں پر وارد ہوتی ہے ان میں سے کچھ ایسی ہیں جو ملائکہ مقربین کے ذریعے سے الفاظ وعباراتِ محفوظ کے ساتھ الہام ہوتی ہیں اور ان میں تغیر وتبدل نہیں ہوتا اور وہ قرآن مجید ہے اور کچھ حکمتیں وہ ہیں جو کاملین کے قلوب پر کسی واسطہ یا کسی واسطہ کے بغیر الہام ہوتی ہیں حدیث قدسی اسی قبیل سے ہے اور یہ

---

[1] اور حضور ﷺ مساکین ومحتاج مہاجرین کے وسیلہ سے فتح طلب فرماتے تھے۔ المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث: ۸۵۵ [2] یعنی میں اللہ تعالیٰ کی حمد کہوں گی کسی اور کی ستائش نہ کروں گی۔ الرد علی البکری لابن تیمیہ وفی روایۃ البخاری وَلَا اَحْمَدُ اِلَّا اللهَ، رقم الحدیث: ۲۶۶۱

Marfat.com

قسم انبیاء علیہم السلام سے مخصوص نہیں ہے بلکہ اولیاء اور صالح مومنین کے لئے عام ہے

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ بعض عارفین سے منبع الکمالات میں حکایت بیان کرتے ہیں:

بیشک ایک رجل رشید کہتا تھا کہ مقام علم میں میرا مقام مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ میرا علم بلاواسطہ اللہ تعالیٰ عزوجل کی جانب سے نہ ہو جب کہ حضرت خضر علیہ السلام نے علم اخذ کیا ہے اور اسی کتاب میں یہ بھی آیا ہے

کہ ان بندگان خاص میں کوئی کہتا تھا کہ جب عارف مقامِ عرفان میں کامل ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بلاواسطہ علم کا وارث بنا دیتا ہے۔

اور الشیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان احوال الفتوحات المکیہ میں کہا ہے:

قطب بارہ ہیں۔ البتہ بارہویں قطب وہ ہیں جو حضرت شعیب علیہ السلام کے قدم پر ہیں۔

یہاں تک بھی کہا ان علوم کی تمام اصناف اس کے پاس ہوتی ہیں علوم الٰہی جو اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کے علم کے بغیر اتسے حاصل نہیں ہوتے اور مرصاد العباد میں تحریر کرتے ہیں البتہ تجلی علمی بلاواسطہ حقائق علوم کے ظہور کا ثمر ہے۔

جان لیجئے کہ حضرت شیخ (عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ) کا سب سے بڑا اعتراض رفع توسط ہے اور اس باب میں انہوں نے بہت طویل کلام فرمایا ہے اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے تجلی ذاتی کے ضمن میں صفات کے رفع حجاب کا جو ذکر فرمایا ہے اور اخروی رؤیت میں رفعِ حجاب کا جس طرح بیان کیا ہے اور نماز کی حالت میں کہ جو مومن کی معراج ہے۔ رفع حجاب ہوتا ہے اور جذبہ ومعیت کے طریق میں کسی امر کے عدم حیلولت کا بیان فرمایا ہے ان سب پر بحث ومناظرہ اور اعتراضات وارد کئے ہیں۔

Marfat.com

اگر چہ کلام سابق سے رفع توسط ثابت ہو چکا ہے اور بزرگان نے بے واسطہ اخذ فیض تجویز فرمایا ہے کیونکہ وہ سرور انبیاء ﷺ کی کمال متابعت کی وجہ سے ہے حضرت شیخ کے ہر مقدمہ کلام کا جواب ضروری نہیں ہے اور طولِ کلام اور بسیار گوئی تضییع اوقات ہے۔

اعتراض

قولہٗ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مشائخ طریقہ آں سرور ﷺ کے توسط کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں لیکن وہ گروہ جو عدم توسط کے قائل ہیں ہم سری اور شرکت کا دعویٰ نہیں کرتے ہیں۔

جواب

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں مساوات و ہمسری کا مفہوم سمجھ لینا ہٹ دھرمی کے سبب ہے آپ مساوات و ہمسری کو کفر صریح فرماتے ہیں اور آپ نے مکتوبات جلد ثالث کے مکتوب ستاسی (۸۷) میں فرمایا ہے۔

''میں شریکِ دولت ہوں نہ ایسی شرکت کا مدعی کہ جس سے ہمسری کا دعویٰ جنم لے کیونکہ وہ کفر ہے بلکہ یہ شرکت خادم کی شرکت مخدوم کے ساتھ جیسی ہے دولت سے مراد وہ فیض ہے جو اصطفاء و اجتباء کے طریقے سے جاری ہوتا ہے۔

مخفی نہیں ہے کہ عام امت رسولِ خدا ﷺ کے دولت فیوض کی شریک ہے جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہے:

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا[1] ..... وَكَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ[2] .....لَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ[3]

---

[1] البقرہ ۲:۲۵۷ [2] الروم ۳۰:۴۷ [3] حٰمٓ السجدہ ۴۱:۸

Marfat.com

لہٰذا ولایت، قرب الٰہی، نصرت اور اجر غیر ممنون میں سب مؤمن اور انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے مراتب کے مطابق شریک ہیں اور شریکِ دولت کہنا شرع میں کوئی قباحت نہیں ہے اور نہ کوئی بے ادبی ہے۔

اعتراض

قولہٗ ''آپ اپنے آپ کو خدا کا مرید کہتے ہیں اور یہ ترکِ ادب ہے''

جواب

ارباب فکر پر ظاہر ہے کہ رفع توسط کے کلام کے قائلین سے مریدیٔ خدا اور پیغمبر ﷺ کی مریدی لازم آئی ہے۔[1]

اللہ تعالیٰ نے آیت شریفہ

يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَمَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ[2] میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کو اپنی ذات کا مرید فرمایا ہے اور ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنہوں نے رسول اکرم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی ان کو مرید کہا ہے اور اس آیت میں خود اپنی ذات سے منسوب فرمایا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَكَثَ اِنَّمَا يَنْكِثُ عَلٰى نَفْسِهٖ[3] جو کوئی ان دو ارادتوں میں فرق ڈالتا ہے اس نے

اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ[4]

تلاوت نہیں کی ہے؟ چنانچہ ارادت رسول، خدا کی ہمسری[5] کو مستلزم ہوگئی۔ جو کچھ

---

۱ اصل میں ایسے ہی ہے شاید ہمسری ہو ۱۲۔ محبوب الٰہی عفی عنہ ۲ الانعام ۶:۵۲

۳ الفتح ۴۸:۱۰ ۴ النسا ۴:۱۵۰

۵ ہمسری خادم کی مخدوم کے ساتھ شرکت کے معنوں میں ہے

Marfat.com

کلام الٰہی اور بزرگوں کے کلام سے مستفاد ہوجائے وہ اگر کسی اور کے کلام میں پایا جائے تو جائے اعتراض کیوں ہے اور یہ سب غوغا ہے خداہٹ دھرمی کے پردہ کے بغیر نظر انصاف عنایت ارزانی فرمائے۔

لوگ پانچ سوسال کے بعد اپنے آپ کو غوث الثقلین قدس سرہ کا مرید تسلیم کرتے ہیں اور مشائخ کی ہمسری جو اس مدت سے آنجناب غوث الثقلین تک کثیر وسائط سے ہے ان کی کچھ بھی پروانہیں کرتے کہ دراصل ارادت کا سلسلہ آخری مرشد حقیقی تک کا ہوتا ہے اور اپنے پیر کی مریدی پیران پیر دستگیر کی مریدی ہے

ع آخری رجل عظیم کو دیکھ کہ وہ مبارک بندہ ہے

اعتراض

قولہ ''آپ کہتے ہیں کہ میں فضل سے تربیت یافتہ ہوں اور کسی دیگر کے فعل کو میرے حق میں کوئی دخل نہیں ہے'' وہ دیگر کون ہے''؟

جواب

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ''ہم فضلی ہیں اور ہم مراد ہیں'' اگر وہ بھی فضل ومرادیت کے ہوتے ہوئے پیران کبار کی بیعت کے ذریعے تربیت حاصل کرتے ہیں تو یہ دوراز کار نہیں ہے۔ حاشا وکلا کہ لفظ ''دوسرے'' سے ذات پاک رسول خدا ﷺ مراد ہو چنانچہ مکتوبات جلد ثالث کے مکتوب ۱۲۰ میں نقل کیا گیا ہے۔

''جب کہ کسی وقت بھی ان کا (مجدد کا) وجود حضور ﷺ کے وجود کے توسط کے بغیر صورت پذیر نہیں ہوتا تو دوسرے کمالات خود وجود کے تابع ہیں آپ ﷺ کے وجود کے توسط کے بغیر اس کا (مجدد کا) وجود کیا صورت رکھتا ہے۔ انتھیٰ

بلکہ مراد یہ ہے کہ اپنے شیخ بزرگوار کی تربیت وبرکت سے اب ظاہری پیر کی

Marfat.com

ضرورت نہیں ہوئی۔

چنانچہ خواجہ آفاق قدس سرہ العزیز نے آنجناب کے حالات کو بغور سننے کے بعد فرمایا کہ

''سعی وکوشش انتہا اس جگہ تک ہے اس سے پہلے جو کچھ جس کسی شخص کی استعداد میں رکھا گیا ہے ظاہر ہو جاتا ہے''۔

شواہدِ دعویٰ

نمبر ا۔ حضرت غوث الثقلین فتوح الغیب میں فرماتے ہیں

جب مرید اپنے شیخ کے حال کو پہنچ جاتا ہے تو شیخ سے جدا و منفرد ہو جاتا ہے اور اس سے منقطع ہو جاتا ہے پس حق سبحانہ اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔

لہٰذا آنحضرت غوث الاعظم نے اپنے احوال کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے

لَیْسَ عَلَیَّ مِنَّۃٌ اِلَّا لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ

کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے سوا کسی کا کوئی احسان نہیں ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ پہلے پہل میں نے شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کیا ہے اور اب دو سمندروں بحر فتوت اور بحر نبوت سے استفادہ کرتا ہوں۔

۲۔ شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں پہلے پہل ان چھے (۶) سمندروں سے فائدہ حاصل کرتا تھا اور اب دس سمندروں سے استفادہ کرتا ہوں۔ پانچ سمندر آسمانی ہیں اور پانچ سمندر زمینی ہیں۔

۳۔ ابوعبداللہ تروغبدی نے (جو کہ طبقات مشائخ میں سے ہیں) نفحات الانس میں ایک روایت بیان کی ہے۔

طُوْبٰی لِمَنْ لَمْ یَکُنْ وَسِیْلَۃٌ غَیْرُ اللّٰہِ

آفرین ومبارک ہو اس خوش نصیب کو جس کا اللہ کے سوا کوئی وسیلہ نہ ہو اور ملا

Marfat.com

عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تشریح میں لکھا ہے کہ یہ معاملہ آخر کار صورت پذیر ہوتا ہے۔ مرادرومی اور شیخ عراقی نے شیخ تاج الدین عطاء اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے

قَدْ بِجَذْبِ اللهِ لِنَفْسِهِ الْعَبْدُ فَلَا يَجْعَلُ عَلَيْهِ مِنَّةَ الْاُسْتَاذ

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ بندے کو اپنی طرف جذب کر لیتا ہے تو اس پر استاد کا کوئی اثر نہیں رہتا۔

پس بزرگوں کے کلام سے ثابت ہوا کہ منتہی سالک کو آخر میں ظاہری پیر کی حاجت نہیں رہتی۔ جس طرح شاگرد کو کسی علم میں حصولِ ملکہ کے بعد استاد کی حاجت نہیں رہتی۔ بس یہی مراد حضرت مجدد قدس سرہٗ کے کلام کی ہے۔

اعتراض

قولہ ''آپ نے کہا کہ درویشی شکستگی اور خواری ہے''

جواب

ظاہر ہے کہ فناء اور بقا کے مرتبہ کے حصول کے بعد بزرگوں کے احوال مختلف ہو جاتے ہیں۔ نسبت فنائیہ کے ظہور کے وقت نیستی ظاہر ہوتی ہے، چنانچہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مکتوب میں ارشاد فرمایا ہے کہ میں اپنے دائیں طرف کے اعمال نامہ لکھنے والے کو بیکار پاتا ہوں اور اِيَّاكَ نَعْبُدُ کی قراءۃ میں شرمسار ہو جاتا ہوں اور نسبتِ بقائیہ کے ظہور کے وقت جو کچھ انہوں نے لکھا ہے وہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض کی جگہ بن گئی۔

مخفی نہیں ہے کہ آیت شریفہ قُلْ بِفَضْلِ اللهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا کے مطابق فرحت وانبساط نعمت الٰہی کو یاد کرنے والے کے لئے فخر ومباہات کو مستلزم ہوتی

Marfat.com

ہے۔ جو تحدیثِ نعمتِ الٰہی سے خالی نہیں ہے اور فخر و انبساط اکابرین دین سے مروی ہے۔

۱..... دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند الفردوس میں اور حلیۃ الاولیاء میں ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس ذات نے مجھے ایسا بنا دیا کہ مجھ پر کوئی بھی فوقیت نہیں رکھتا۔ آپ سے اس بارے میں کہا گیا تو فرمایا کہ میں نے اظہار شکر کے لئے ایسا کیا ہے۔

۲..... اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کیا فرمایا..... میں قرآنِ ناطق ہوں

۳.....اور شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اکابرین کی موجودگی میں کہوں ''میرا یہ قدم تمام اولیاء کی جبین پر ہے''۔

۴..... ابن فارض رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مدح میں کہا

میں نے ایسے بحر میں غوطہ زنی کی کہ جس کے ساحل پر مخلوق میری خدمت کے لئے تشنہ کام کھڑی تھی۔ میری ہی روح ہے اور کوئی ارواح نہیں ہیں، کائنات میں جب کبھی تو حسن دیکھے تو وہ میرے خمیر کی فضیلت کے باعث ہی ہے۔

۵.....شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

میں نے ایسے سمندر میں غوطہ زنی کی کہ انبیا کرام علیہم الصلوات جس کے ساحل پر کھڑے ہیں۔

۶.....سید ابراہیم دسوقی (جو اعاظم اولیاء میں سے ہیں) نے کہا

میں اپنی مناجات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور کمالات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مانند ہوں اور بیشک اللہ عزوجل نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے نور سے پیدا

Marfat.com

فرمایا اور میں رسول کے پیچھے ہوں اور اولیاء میرے پیچھے ہیں۔

یہ مطالب کشف الغطاء سے منقول ہیں جو حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ اسی طرح کے فخریہ کلمات اولیاء سے بہت زیادہ وارد ہیں۔ اولیاء کے کلام کی جو توجیہہ کی جائے گی وہی توجیہہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی کی جائے گی۔ یہ تھے جوابات حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اقوال کے جو حیطہ تحریر میں لائے گئے ہیں۔

فصل چہارم

حواشی کے بیان میں

جان لو کہ میرے استاد محترم شاہ عبدالعزیز سلمہٗ اللہ تعالیٰ جو اس دور میں علوم دینیہ اور علوم صوفیہ میں ممتاز ہیں، اوائل عمری میں آپ نے حضرت شیخ معترض (شاہ عبدالحق محدث) کے رسالہ پر حواشی تعلیقات سپرد قلم کی ہیں۔ انہیں تبرکاً لکھا جا رہا ہے

قولہٗ ای شیخ (عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ)

دوسری شرکت کون سی ہے جس سے ہمسری کے دعویٰ کا عندیہ نہیں ملتا۔

حاشیہ..... الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

شرکت و ہمسری کا مطلب ایک ہی ہے۔ غیر مسلّم ہے کیونکہ گھر اور سکونت میں تابع و متبوع شریک ہیں اور ہمسری نہیں ہے اور خود شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ تصریح فرماتے ہیں کہ وہ شرکت ایسی ہے جیسے خادم مخدوم کے ساتھ ہے۔ اس کے بعد تو پھر استفسار کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی۔

قولہ،..... شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

لیکن جو کچھ مخدوم کے پاس تھا اس نے خادم کو دے دیا۔

Marfat.com

حاشیہ.....الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ .....عموم اور کلیت سے کہاں[1] مستفاد ہوتا ہے؟

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا مدعا یہ ہے کہ طریقِ جذب وجہ خاص سے مجھے عنایت ہوا ہے۔

قولہ.....شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

مخدوم خادموں کو اپنی عنایت کا کون سا حصہ عطا کرتا ہے؟

حاشیہ.....الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

لیکن خادم بھی تو مختلف درجہ کے ہوتے ہیں۔

قولہ.....شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

ضروری تو نہیں کہ مخدوم کے پاس جو کچھ تھا اس نے خادم کو عطا کر دیا۔

حاشیہ.....الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

کون ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے؟

قولہ.....الشیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مساوات باطل ہے

حاشیہ.....الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

لیکن شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے کسی کلام میں مساوات انبیاء کا دعویٰ واقع نہیں ہے بلکہ مساوات وہمسری کی آپ نے صریحاً نفی فرمائی ہے اور اگر لفظ ''شرکت'' سے ماخوذ ہوتا ہے تو وہ بدیہی ہے، ممنوع ہے۔ شرکت دراصل بذاتہٖ مساوات کے بغیر بھی ہوتی ہے۔

قولہ.....شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

خادمی اور مخدومی اور اصل وفرع کے لحاظ سے تفضیل وتفرقہ باطل ہوتا ہے۔

---

[1] حضرت مجدد کی کون سی عبارت سے ماخوذ ہے (محبوب الٰہی)

Marfat.com

حاشیہ.....الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

اگر یہ تفرقہ باطل ہے تو لازم آتا ہے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا فیض بانجھ ہو جائے کسی اور کو نہ پہنچے۔ اور یہ سب اہل اللہ کے نزدیک باطل ہے۔

قولہ.....شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

مہدویہ کا محلِ ضلالت یہی ہے کہ وہ کہتے ہیں ہر وہ کمال جو محمد رسول اللہ ﷺ رکھتے تھے مجھ تک پہنچ گیا۔

حاشیہ.....الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

یہ ضلالت (گمراہی) کا منشاء عام ہے شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں ہرگز عموم نہیں ہے۔

قولہ.....شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

مخدوم کے نزدیک بندگی کے سواء دم نہیں مارنا چاہئے اور مساوات کا دعویٰ نہیں کرنا چاہئے۔

حاشیہ.....الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

الحمدللہ شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ اس نعمت کی ادائیگی کے حق میں جسے متابعت کہتے ہیں اپنے تمام معاصرین میں سب سے زیادہ عمل پیرا ہیں اور مساوات کا دعویٰ تو اصلاً آپ کی ذات سے وجود میں ہی نہیں آیا۔

قولہ.....شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

بنی آدم کی مانند کون ہے جو امیر یا مخدوم کے لئے دم مارے۔

حاشیہ.....الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

یہ بھی آپ کا اپنا وہم ہے اس صفت سے متصف کوئی خادم موجود نہیں ہے

قولہ.....شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

اب جب کہ قرب حاصل ہو گیا پھر بھی واسطہ ہے؟

حاشیہ.....الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

لیکن کلام تو فیض کے بارے میں ہو رہا ہے کہ اس مقام پر کوئی شخص واسطہ نہیں ہے۔

قولہ.....شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

اس کلام میں خود ہی تامل کریں ''یہاں تک کہ کمال ابراہیمی و کمال محمدی یکجا ہو جائے''۔

حاشیہ.....الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کمالِ ابراہیمی اور کمالِ محمدی کمال احمدی سے دو شعبے ہیں اور ولایت احمدی ولایت محمدی سے فائق ہے۔ پس اگر تفضیل لازم آتی ہے تو پیغمبر کے بعض مراتب کو اس کے بعض مراتب پر تفضیل لازم آتی ہے اور یہ معنی کوئی کدورت نہیں رکھتا کیونکہ آنحضرت ﷺ کی رسالت آنحضرت ﷺ کی نبوت پر فوقیت رکھتی ہے، اعتراض کے جواب کو اسی پر قیاس کر لیں۔

قولہ.....شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

طفیلی خود اس مہمان کو کہتے ہیں جو بن بلائے آئے۔

حاشیہ.....الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

چنانچہ طفیلی اس شخص کو کہتے ہیں اور اس شخص کو بھی کہتے ہیں کہ اسے کسی کے ہمراہ تبعیت کے طور پر بلایا جائے۔ طفیلی کا معنی میں بن بلایا ہونا ضروری نہیں ہے

قولہ.....شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

اگر کہیں کہ ایک وجہ سے میں تابع ہوں وجہے سے یہ سخن ہرگز حاصل نہیں ہوتا

حاشیہ.....الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کیونکہ جس شخص کو کسی کے طفیل بلائیں اندر آنے دیتے ہیں اندر بلا لینا اصالت رکھتا ہے اور اندر داخل ہو جانا تبعیت کے طور پر ہے۔

قولہ.....شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

تمام وسائل و وسائط (واسطے/ذرائع) ساقط ہو گئے اور درمیان سے اُٹھ گئے

حاشیہ.....الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

یہ معنی ہرگز شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی مراد نہیں ہے اور یہ کہنا شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر زیادتی ہے چنانچہ اس کی تفصیل بارہا گذر چکی ہے۔

قولہ.....شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

چنانچہ میں بھی رسول خدا ﷺ کا مرید ہوں باعتبار سابق یعنی ابتدائے سلوک میں اور بحکمِ حال میں ان کا ہمسر ہوں یعنی آخر میں توسط نہ رہا۔

حاشیہ.....الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

یہ معنی شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی مراد نہیں ہے اور نہ ان کے کلام سے یہ ماخوذ ہو سکتی ہے۔

قولہ.....شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

آپ کہتے ہیں کہ سب رسول خدا ﷺ کے مرید ہیں اور رسول، خدا کا مرید ہے۔

حاشیہ.....الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

اس مفہوم کو خود شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے واضح فرما دیا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا بھی مرید ہوں اور اللہ کا بھی مرید ہوں۔

قولہ.....شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

رسول، خدا کا مرید ہے۔

حاشیہ.....الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

نص قرآنی میں جماعت (صحابہ کرام) کو اللہ تعالیٰ کا مرید فرمایا گیا ہے

Marfat.com

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ [1]

قولہ..... شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

کسی شخص کو آنحضرت ﷺ کی وساطت کے بغیر راہ نہیں ہے۔

حاشیہ..... الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

یہ معنی ومطلب تو شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسلّم ہے کلام (اعتراض) تو اس میں ہے کہ آیا راہ سلوک طے کرنے کے بعد حضور ﷺ کی وساطت کے بغیر جنابِ الٰہی سے وصولِ فیض کسی کو حاصل ہوسکتا ہے؟

قولہ..... شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

وقت سلوک میں بعداز وصول تک۔ آپ کی وساطت کے بغیر کوئی راہ نہیں ہے۔

حاشیہ..... الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

بعداز وصول کہ قطعِ راہ سے عبارت ہے اور حرکت (علمی) کی انتہا ہے جب راہ باقی نہ رہی تو وصلِ مطلوب کی طرف راہ نمائی جو شان پیغمبری ﷺ ہے کونسی قسم متصور ہوگی؟

قولہ..... شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

بعض عارفین نے کہا کہ ''طریقت کی حقیقت دائمی مفلس ہونا ہے''

حاشیہ..... الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

یہ بعض عارفین کا حال ہے اور بعض دوسرے عارفین نے اس کے خلاف فرمایا ہے غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اَنَا بُلْبُلُ الْاَفْرَاخ

قولہ..... شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے میرا ہاتھ یداللہ کا نائب ہے

---

[1] الانعام ۶:۵۲

Marfat.com

حاشیہ.....الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

اس میں کیا قباحت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ (الآیۃ)

قولہ.....شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے اپنے کو مجدد الف ثانی کہا۔

حاشیہ.....الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

اس میں کیا قباحت ہے کہ یہ تو صحیح حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِأَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا [1]

قولہ.....شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مجدد سے نقل ہے کہ میرے وجود کی ترکیب آنحضرت ﷺ کی بقیہ طینت سے ہے۔

حاشیہ.....الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے الفتوحات المکیہ میں تحریر کیا ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا وجود مبارک آنحضرت ﷺ کی بقیہ طینت سے ہے تو پھر اعتراض کی تخصیص کیا رہی؟

حواشی پایۂ تکمیل تک پہنچے۔ یہ انوکھے جوابات جوان اوراق میں مذکور ہوئے۔ ظاہر ہوتا ہے کہ اعتراضات کی تردید انصاف کی ادنیٰ سی نظر سے ہی ہوجاتی ہے اور اکابر دین سے حسن ظن حاصل ہوجاتا ہے۔

---

[1] سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۴۲۹۱

Marfat.com

فصل پنجم

ان شبہات کے رفع کرنے کے بیان میں جو عوام[1] کی زبانوں پر مذکور ہیں۔

۱.....وہ جو کہتے ہیں کہ آنجناب مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے حقیقت کعبہ کو حقیقت محمدی ﷺ سے افضل لکھا ہے۔ یہ خلاف واقع ہے۔

جواب: آپ نے حقیقتِ کعبہ کو حقیقتِ محمدی سے فوق لکھا ہے اور اس فوقیت سے حقیقت محمدی پر فضیلت لازم نہیں آتی۔ چنانچہ کواکبِ (ثوابت) کو آفتاب عالمتاب پر کچھ بھی فضیلت نہیں ہے اور اگر حقیقتِ کعبہ کی فضیلت حقیقتِ محمدی پر لازم آتی بھی ہے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے کیونکہ حقیقت کعبہ الوہیت ہے اور حقیقت محمدی تعین عبودیت (بندگی) ہے۔ خدا بندے سے بالاتفاق افضل ہے۔

۲.....لوگ کہتے ہیں کہ آپ (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ) پیغمبر ﷺ کے جسد مبارک کے فناء کے قائل ہیں۔

جواب:

یہ محض افترا (بہتان) ہے آپ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے انتقال کے بعد اس عالم کی صفات جو آنحضرت ﷺ کی بشریتِ مبارکہ میں زیادہ تھیں، کو فنا حاصل ہوگئی۔ جہتِ روحانیت اور اخلاقِ الٰہی کے ساتھ بقا غالب آ گئی۔ چنانچہ مکتوبات جلد ثالث کے ایک مکتوب میں یہ مطالب تفصیل سے مذکور ہیں۔

۳.....اور لوگ یہ جو کہتے ہیں کہ آپ (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) اپنے آپ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل مانتے ہیں

---

[1] یعنی علماء، طلباء جو درجہ عوام میں ہیں

Marfat.com

جواب:

یہ کذب بیانی، محض بہتان والزام تراشی ہے آنجناب حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ تو ادنیٰ صحابی رسول کو خیر البشر ﷺ کی صحبت کی بناء پر جملہ اولیاء سے افضل جانتے ہیں البتہ از روئے کشف جو علم ظنی کے حصول کا موجب ہے جو کچھ ظاہر ہوا وہ تنقید و تصحیح کی غرض سے اپنے پیر کی خدمت میں تحریر کیا کہ

''میں نے مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے برابر چبوترہ جتنا اونچے مقام پر خود کو پایا کہ اس کے پرتو انوار سے منقش ورنگین ہوں ۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ مقامِ محبوبیت ہے از روئے شرع اس کشف پر کوئی اشکال لازم نہیں آتا[1]

۴.....اور لوگ یہ جو کہتے ہیں کہ آپ کے مخلصین آپ کو پیغمبرِ خدا سے افضل یا پیغمبرِ وقت سے افضل جانتے ہیں۔

جواب:

یہ محض افترا ہے کسی کافر کے سوا کوئی دیگر شخص یہ اعتقاد نہیں کرتا اور آپ کے اصحاب مسلمان ہیں اور ختم نبوت محمدیہ ﷺ کا اعتقاد رکھتے ہیں ۔آپ کے معتقد اہلسنت وجماعت کے عقائد پر یقین رکھتے ہیں اور ان کے اعمال فقہ وحدیث کے موافق ہیں اور ان کو دوام حضور اور ذات الٰہی سبحانہ سے آگاہی حاصل ہے۔

رو قیامت شو قیامت را بہ بیں دیدن ہر چیز را شرط است این

چل، خود قیامت ہو جا اور قیامت کو دیکھ کہ ہر چیز کو (حقیقتاً) دیکھنے کی یہی شرط ہے۔

آپ کے مخلصین آپ (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کو خدا کا دوست اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کا پیروکار جانتے مانتے ہیں اور مقاماتِ جدیدہ کے جملہ علوم وکیفیات میں

---

[1] اس مسئلہ کی مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ البینات شرح مکتوبات جلد چہارم مکتوب نمبر: ۱۹۲

Marfat.com

انہیں امتیازی طور پر صادق ومصدق قرار دیتے ہیں۔

۵..... یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ توحید وجودی کا انکار کرتے ہیں۔

جواب:

ان کا انکار علماء ظاہر کی طرح نہیں ہے بلکہ آپ (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ اس معرفت کی واردات طریقت میں محبت وسکر کے غلبہ کے باعث پیدا ہوتی ہے اور اس قسم کے حالات وسطِ سلوک میں پیش آتے ہیں۔ اس کے بعد دوسرے علوم ومعارف وارد ہوتے ہیں جو بغیر تاویل کے کتاب وسنت کے مطابق ہوتے ہیں اور ان بزرگوں کے متعلق کہ جن سے یہ معارف سرزد ہوئے ہیں یقین ہے اس مقام سے انہوں نے ترقی فرمائی ہوگی۔ چنانچہ اس فقیر (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے والد محترم کی خدمت سے یہ معرفت علماً حاصل کی تھی اور حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی توجہات سے کشفاً اور ذوقاً اس معرفت کے دروازے کھولے گئے۔

بعد ازاں محض فضل الٰہی سے دیگر علوم میں امتیاز پایا جو انبیاء علیہم السلام کے ذوق کے مطابق ہے اور حضرت شیخ عبدالحق (محدث دہلوی) نے خواجہ (باقی باللہ) قدس سرہٗ سے نقل فرمایا ہے کہ آنجناب فرماتے تھے کہ آخر کار معلوم ہوا کہ

توحید ایک تنگ کوچہ ہے شاہراہ کوئی اور ہے۔ انتھیٰ

ارباب انصاف پر پوشیدہ نہیں ہے کہ وہ توحید جو رسائل اور کتب بینی کی مشق سے حاصل ہوتی ہے یا مراقبہ ''ہمہ اوست'' یا لا الہ الا انا وانا اللہ کے ذکر کے دوران توحید کے معنی کو متخیلہ وغیرہ میں جگہ دیتے ہیں اور اپنے آپ کو موحد جانتے ہیں وہ از روئے اعتبار ساقط ہیں۔ عقل سے دور ہیں اور شرع کی مخالفت میں نزدیک ہیں۔ تاب اللہ علیہم

اللہ تعالیٰ بالخصوص انہیں جذباتِ محبت، اتباعِ سنت اور نفلی عبادات کی بدولت

Marfat.com

توحید عطا فرمائے اور انہیں کثرت میں شہودِ وحدت کے حوض کوثر سے کافی ووافی شراب طہور عطا فرمائے۔

۶.....لوگ یہ کہتے ہیں آپ (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے طریقہ کے مقامات عالیہ بیان کرتے ہوئے اولیاء کرام کے سیر وسلوک کو اسماء وصفات کا ظلال بیان فرمایا ہے اور یہ ان اکابرین کی جناب میں نقصان ہے۔

جواب:

ظاہر ہے کہ انبیاء عظام وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرب کے مقامات عالیہ تک پہنچ چکے ہیں اور وہ مراتب اصول ہیں کہ کوئی بھی ولی نبی کے مرتبہ تک نہیں پہنچتا۔ لہٰذا ان کا قرب اصل ہوگا اور اولیاء کی ولایات کے درجات ظل کی مانند ہوں گے۔ چنانچہ اولیاء کرام کی بارگاہوں میں کوئی منقصت عائد نہیں ہوگا۔

جان لے کہ کمالات ومقامات الٰہیہ لامحدود ہیں جسے علم صوفیہ اور معرفت حق سبحانہٗ میں ترقی نہیں ہے اس کی زندگی رائیگاں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تجلیات افعالیہ حاصل ہونا تجلیات صفات کی دید کی معرفت پیدا کرنا، وہاں سے تجلیات ذاتیہ کے شہود سے مشرف ہونا، دوسرے مراتب میں ترقی ظاہر کرنا اور معرفت کے اجمالی مراتب سے تفصیل میں جانا عرفائے کاملین ہی کا کام ہے۔

بر نقابِ روئے جاناں را نقابے دیگر است
ہر حجابے را کہ طے کردی حجابے دیگر است

ترجمہ: جاناں کے رخ انور کے نقاب پر ایک اور نقاب بھی ہے۔ تو نے جس حجاب کو طے کرلیا ہے اس سے آگے ایک اور حجاب بھی ہے۔

رفیع الدرجات کے درجات اور بھی مرفوع (بلند ترین) ہیں۔

چنانچہ علم ومعرفت وشہود کے دوران حاصل شدہ درجات سافلہ مقاماتِ عالیہ پر

Marfat.com

شہود ذات کی نظر میں قابل ترک ہوتے ہیں اور وجود اور ہستی کے لفظ کا ذات پاک سبحانہ پر اطلاق متاخرین کی ایجادات میں سے ہے، حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اس سے اجتناب کرتے ہیں۔

سابقین علیہم الرحمۃ کی متابعت کے لئے فضیلت کا معیار حبیب خدا ﷺ کی اتباع ہے جس کسی کو متابعت میں پیش قدمی زیادہ ہے، درگاہِ حق میں اسے قرب زیادہ حاصل ہے۔

وہ طریقہ جو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو الہام ہوا اور تعلیم الٰہی سے مقامات، علوم اور حالات ودیعت ہوئے ان میں سے ہر مقام کو جدا جدا بیان کر دیا ہے۔

ہزار ہا علماء عقلاء اور صلحاء، اس طریقہ (مجددیہ) سے واصل باللہ اور دائمی محبت ومعرفت سے شاد کام ہو گئے۔

بعضوں نے ہر علوم ومعارف کا مقام کشفاً اور ذوقاً پالیا اور بعضوں نے اپنے وجدان سے ہر مقام کی کیفیات وواردات کو جدا جدا معلوم کرلیا۔ چنانچہ آپ کے طریقہ کے علوم ومعارف اور احوال وواردات وکیفیات درجہ تواتر تک پہنچ گئے ہیں۔ اور علماء عقلاء کا جو ہزار ہا سے بھی زیادہ ہیں۔ ان کے اقرار سے یوں واضح ہو گیا کہ شبہ کی کوئی جگہ نہیں ہے مگر جو شخص مقاماتِ طریقہ کی نہایات کو نہیں پہنچا ہے اور اُن مقامات کو نہیں جانتا کہ وہ کیا ہیں تو وہ اپنی جہالت سے معذور ہے اللہ تعالیٰ اس سے درگذر فرمائے۔

خرق عادات وتصرفات، مجاہدات شاقہ اور مقامات، سلوک کی تفصیل کے لئے لازم ہے اور اس امر میں محق ومبطل شریک ہیں۔

یہ طریقہ (مجددیہ) فرائض اور سنت مؤکدہ پر مواظبت (ہمیشگی) پر منحصر ہے۔ اور قلبی توجہ، مبدأ فیاض مقامات سلوک کا اجمال اور ان عزیزگان کے تصرفات، بذریعہ القائے سکینہ اور قلوب میں ذکر اور ایک حال سے دوسرے حال کی جانب ترقی، جذب

Marfat.com

وقرب کے مدارج میں ارتقاء اور توجہات کے ذریعے حلِ مشکلات چاردانگ عالم میں مشہور ہیں۔

ارباب بصیرت ومعرفت پر مخفی نہیں ہے کہ بہ مقتضاء آیۂ شریفہ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا کمالاتِ الٰہیہ کی انتہا نہیں ہے اور ارباب قرب کی ایک دوسرے پر فضیلت نص قرآنی سے ثابت شدہ ہے

فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ (ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی)

اللہ تعالیٰ نے فضل عمیم اور حکمتِ بالغہ کے متاخرین کو ایسے کمالات عطا فرمائے کہ اس قسم کے تمام کمالات متقدمین سے مروی نہیں ہیں۔ چنانچہ نبی آخرالزمان ﷺ کو تمام انبیاء پر اور آپ کے اصحاب کو تمام پیغمبروں کے صحابہ پر فضل ورجحان عنایت ہوئے۔ اور اسی ضمن میں ہے کہ بعض کو بعض پر فضیلت مسلّم ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

مَثَلُ اُمَّتِیْ مِثْلُ الْمَطَرِ لَا یُدْرٰی اَوَّلُهٗ خَیْرٌ اَمْ آخِرُهٗ وَرُبَّ سَامِعٍ اَوْعٰی مِنْ مُبَلِّغٍ

میری امت کی مثال برستی بارش کی طرح ہے یہ قیاس نہیں کیا جاسکتا کہ اس بارش کا اول بہتر ہے یا آخر بہتر ہے اور اکثر سننے والے تبلیغ کرنے والوں سے زیادہ دعوت دینے والے ہوتے ہیں

بلکہ عبداللہ بن عبدالبر مالکی وغیرہم بعض متاخرین کی اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین پر فضیلت کے قائل ہیں۔

اور یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ حضرت غوث الاعظم، حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند اور علاء الدولہ سمنانی قدس اللہ اسرارہم متقدمین مشائخ سے ترقیات کثیرہ تک پہنچے ہوئے ہیں اور کہا گیا ہے سلطان نظام الدین اولیاء کی مشائخ پر فضیلت ثابت ہے۔

Marfat.com

شیخ محمد اکرم [1] نے کتاب [2] احوال حضرات چشتیہ رحمۃ اللہ علیہم میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تا ایں دم اس قسم کی ولایت و آثار کسی ایک ولی سے بھی ظاہر نہیں ہوئے جس طرح حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ سے ظہور پذیر ہوئے ہیں۔

چنانچہ جواز کی صورت میں بعض متأخرین کا فضل الٰہی اور جذباتِ محبت کی بدولت متقدمین سے بھی مقاماتِ عالیہ تک ترقی کر جانے میں کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے۔ کمالات الٰہی کو اذواق، اشواق، استغراق، شہودِ وحدت در کثرت (وحدت الوجود) میں مقید نہیں کرنا چاہئے۔

کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ سے ہرگز یہ احوال و واردات پایہ ثبوت تک نہیں پہنچے ہیں تاہم قرب کے مقامات میں وہ تمام امت سے سبقت رکھتے ہیں۔

لہٰذا احوال و واردات متعارفہ مقامات الٰہی کے بلند درجات سے متضاد نہ ہوئے اس مقام پر جناب رسول اللہ ﷺ کے مقامات عالیہ کے انعکاس کے سبب سکینہ (فیض) اور یقین کی ٹھنڈک اور باطنی احوالِ لطیفہ کا ادراک نہیں ہوتا ہے اور اگر یہ سب مقاماتِ سلوک اجمالاً حاصل ہوں اور اگر نوافل و عبادات اعتدال کے ساتھ کی گئی ہوں۔ یونہی طریقہ نقشبندیہ کی بنا ہر معاملے میں متوسط اعمال میں دوامِ عبودیت اور دوام آگاہی ہے جسے مرتبہء احسان کہتے ہیں۔

مگر طریقہ مجددیہ میں لطائف کا بیان پایا جاتا ہے اور ہر لطیفہ کیلئے حضور، توجہ، کیفیت اور علم جدا جدا ہے۔ ان لطائف عشرہ کی تہذیب کے بعد اور ہر لطیفہ میں توجہ مرکوز نہ ہونے کے باعث حاصل شدہ ہیئت وحدانی کا معاملہ ان لطائف کی تہذیب سے پڑتا ہے اور دوسرے عروجات اور ترقیاں بیش آتی ہیں۔

---

[1] شیخ محمد اکرم براسوی [2] اقتباس الانوار

Marfat.com

ع تا یار کہ را خواہد و میلش بکہ باشد

یہاں تک محبوب کس کا خواہش مند ہے اور اُس کی توجہ اور رجحان کس طرف ہے۔

اے برادر بے نہایت در گہے ست

ہر چہ بروے می رسی بروئے مایست

اے بھائی! وہ درگاہ ایسی ہے کہ اس کی انتہا نہیں ہے تو کسی بھی دروازے تک بھی پہنچ جاتا ہے تو اس سے بلند تر کوئی اور دروازہ بھی ہے۔

آنچہ پیش از تو بیش ازیں راہ نیست

غایت فہم تست اللہ نیست

جو کچھ تجھے درپیش ہے تو سمجھتا ہے اس سے بڑھ کر کوئی راہ نہیں ہے تیری فہم ودانش کی انتہا ہے اللہ کی نہیں ہے۔ وصلّی اللہ علی خیر خلقه محمّد واله واتباعه واشیاعه اجمعین وبارك وسلم

الملک الوہاب کی مدد سے رسالہ تصنیف جناب مستطاب معلّی القاب، قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، مرشد کامل، ہادی آگاہِ دل، واقفِ اسرارِ خفی وجلی، حضرت شاہ غلام علی دام اللہ ظل برکاتہ علیٰ رؤس جمیع المریدین المخلصین المحبین آمین یارب العالمین

Marfat.com

Marfat.com

رسالہ در جواب اعتراضات شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

بر کلام حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

تالیف

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ماخوذ

مکاتیب شریفہء شاہ غلام علی

جامع

شاہ رؤف احمد رافت مجددی

مطبوعہ لاہور، ۱۳۷۱ھ

Marfat.com

مکتوب ہشتادوہشتم (رسالہ ششم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بدانکہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ جواب اعتراضات کہ نافہماں بر کلام ایشان می نمایند در مکتوباتِ خود خود تحریر کردہ اند حاجتے ندارد کہ دیگرے جواب آن بنویسد و ہمہ مخلصان و فرزندانِ ایشان نیز متصدی دفع آن شدہ اند حضرت شاہ یحییٰ پسر ایشان و حضرت محمد فرخ و حضرت عبدالاحد نبیرہ ہائے ایشان و مرزا محمد بیگ بدخشی درمکہ شریف و حضرت شاہ ولی اللہ محدث و قاضی ثناء اللہ و دیگر عزیزان از مخلصان ایشان بردِّ آن پرداختہ اند کے کہ تاویل عبارت بطور صوفیہ عالیہ میداند نزد او ہیچ اعتراض نیست و حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کہ بتحریر اعتراضات زبان بے صرفہ گویان را در طعن دلیر ساختہ سخن بطور علمائے ظاہر فرمودہ اند و کلام حضرت مجدد بطور علمائے باطن است آن از عالمے دیگر و این از مقامے دیگر است اعتراض کجا است بدانکہ جناب شیخ حضرت عبدالحق بعد استفادہ از اکابر قادریہ و چشتیہ وغیرہم از حضرت خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ استفاضہ نمودہ اند بیمنِ صحبت حضرت خواجہ حضور نسبت نقشبندیہ حاصل نمودند و ایں مطلب در رسالہ بیان سلاسل مشائخ خود نوشتہ اند

Marfat.com

و در رسالہ توصیل المرید الی المراد نوشتہ اند کہ نزد اہل انصاف طریقہ نقشبندیہ اقرب طرق است و برائے حصول فنا و بقا بہتر ازین طریقہ نیست و در رسالہ انکار حضرت مجدد نوشتہ اند محبتے کہ مرا با شما است کسے را با شما نخواہد بود شما عزیزید وطریقہ شما عزیز حضرت خواجہ اثبات شما بسیار میکردند و نیز نوشتہ اند کہ یکبار درباره شما بجناب آلہی سبحانہ متوجہ بودم کہ این مقامات کہ ایشان میگویند حق است یا اصلے ندارد آیتہ شریف کہ در رفع اشتباہ حقیقت موسیٰ علیہ السلام نازل شدہ (دربارۂ شما در باطن فقیر وارد شدہ) درحق حضرت مجدد بر دل حضرت عبدالحق نازل شد پس تامل ضرور است آیۃ شریف انیست کذبہ وان یك صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم الخ موسیٰ علیہ السلام برحق بودند فرعون بانکار ببعض جزا رسید غرق شدن و تباہی ملك و باستیفاء جزاء در قیامت معذب شود چنانچہ آیتہ شریفہ برآن دلالت مینماید آیت فاخذہ اللہ الخ قلت ازین آیتہ شریفہ مفہوم میشود کہ اتباع حضرت مجدد مانند موسیاں برحق اند و میتواں گفت کہ نافہماں مراد کلام ایشان نمی فہمند مانند آل فرعون بر ناحق معاذاللہ کہ در رفع اشتباہ حقیقت موسیٰ علیہ السلام نازل شدہ درحق حضرت مجدد بر دل حضرت شیخ عبدالحق نازل شد پس تامل ضرور است دربارۂ شما در باطن فقیر وارد شدہ درمکتوبے مرسل بحضرت میرزا حسام الدین خلیفہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہما نوشتہ اند کہ غبارے کہ فقیر را بخدمت حضرت شیخ احمد بود رفع شد و غشاوہ بشریت نماند بذوق و وجدان در دل چیزے افتادہ کہ با

Marfat.com

چنین عزیزان بدنباید بود سبحان اللہ مقلب القلوب است ظاہر بینان استبعاد خواہند نمود حاصل آنکہ اگر حضرت شیخ عبدالحق مطالعہ مکتوبات حضرت مجدد می نمودند و بعد حضرت خواجہ ملاقات ایشان میکردند ہرگز انکار نمیکردند آنچہ از زبان یاوہ گویان شنیدہ اند بردّ آن پرداختہ اندگوشبوتے نداشتہ باشد قول شریف ایشان غشاوہ بشریت درمیان نماندہ اشارت می نماید کہ تحریر اعتراضات از بشریت و نفسانیت بود نہ از راہ حقیقت سبحان اللہ ایں است احوال علماء و اولیاء رحمۃ اللہ علیہم واے برحال جہال حساد و معاندنافہم معاذاللہ حسن عقیدہ موافق اہل سنت وجماعت وعمل برفقہ وتخلق باخلاق صوفیہ واشاعت کثرت انوار نسبت باطن وکمال استقامت کہ حضرت مجددبآن موصوف بودند دلیلے است واضح برحقانیت طریقہ ایشان کہ بیمن تربیت حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ بطریقہ ومقامات وحالات وعلوم و معارف آن امتیاز یافتہ اند وآنحضرت تحریر آن فرمودہ وعلماء وعقلاء بہ صحت آن شہادت دادہ بعضے علوم ایشان بظاہر درفہم نیاید بتاویل درست می شود تاویل معمول است درطریق مستقیم صوفیہ بعضے اقوال حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ باجوبہ آن نوشتہ می شود قولہ شما ترک ادب بجناب پیرخود کردید (جواب) ایں ثابت نمی شود حضرت مجدد می فرمایند در بعضے از مکتوبات خود آنچہ مرا از علم ومعرفت حاصل شدہ ہمہ بہ برکت تربیت حضرت خواجہ است قدس سرہٗ درعلم باطن از الف با تا بملکہ مولویت بمحض توجہات علیہ ایشان رسیدہ ام

Marfat.com

بیک توجہ عنایت ایشان آن یافتہ ام کہ اہل مجاہدہ را در سنین حاصل نیست

ہر کہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دین

طعنہ زند بر دہہ و خندہ کند بر چلہ

وبخدمت ہردو پیرزادہ خود حضرت خواجہ کلان و خواجہ خرد رحمۃ اللہ علیہما کہ اینہا ارادت و بیعت و اخذ فیوض نسبت حضور از حضرت مجدد دارند در مکتوبے میفرمایند ''در ادای احسان ہائے والد ماجد امجد شما را اگر سر خود را بر آستان شما بخاک برابر کنم ہیچ نکردہ باشم آنچہ از کمالات ومقامات قرب وعلوم ومعارف ایں حقیر ناچیز را حاصل شدہ ہمہ بواسطہ خواجہ خواجگان شیخ المشایخ امامنا ومرشدنا و ہادینا حضرت خواجہ محمد باقی است رضی اللہ تعالیٰ عنہم'' قولہ شما نزول حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناقص نوشتہ اید جواب ایشان وجہ ظہور کثرت خوارق عادات ازجناب غوث الثقلین نوشتہ اند کہ عروج ایشان از اکثر اولیاء بلند تر واقع شدہ وجہت کثرت ظہور خوارق گردیدہ وہیچ جانسبت نقصان نزول باآنحضرت نکردہ اند معاذاللہ آنچہ مقتریان میخواہند میگویند معلوم نیست کہ حضرت شیخ عبدالحق نقصان نزول از کجا نوشتہ اند چندانکہ در کلام ایشان تجسس کردہ شد در ہیچ جانسبت نقصان باآنجناب نکردہ اند درصورت نقصان نزول افاضہ کم میشود وافادات جناب مبارک حضرت غوث الثقلین بمرتبۂ نیست کہ دراحصائے ماوشما آید حضرت مجدد نوشتہ اند کہ حضرت غوث الثقلین واسطہ فیض ولایت اند و در اعداد اصحاب کبار و اہلبیت عظام داخل اند رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہم و خود را نائب و آنجناب را منیب نوشتہ اندکہ خلیفہ قائم مقام پیر میشود **قولہ** شما خود را ہمپرۂ پیغمبر خدا میگویند جواب۔ بداں کہ درآیت شریف یریدون وجھہ جماعت اصحاب را مرید حق سبحانہ تعالیٰ میفرماید وآیت شریف یداللہ فوق ایدیھم نیز اصحاب کرام را مرید حق سبحانہ تعالیٰ می نماید پس آنچہ از آیات ثابت شود جائے اعتراض چرا گردد وآنچہ میگویند کہ ایشان میفرمایند درین فیض وہبی واسطہ نیست الحق در فیض کسبی واسطہ را دخل است نہ در فیض وہبی اگر منصب دارے کہ بواسطہ وزیر معروضات خود بپادشاہ میرسانید پس بسبب کمال تفضل بادشاہی تا آنکہ بے واسطہ بحضور معروض نماید این ہمہ از کمال تقرب و جاہ وزیراست درحضرت بادشاہ کہ بندہ او باین مرتبہ رسیدہ است ولا محذور برفع توسط حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و خود حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ و دیگر علمائے صوفیہ قایل اند ازین بیان حضرت شیخ ہمسری و مساوات فہمیدہ معترض شدہ اند ایشان خود نوشتہ اند ہمسری کفراست پس تہمتِ ہمسری با خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم برایشان بستن دور از انصاف است وقول حضرت عائشہ صدیقہ وقت نزول آیۃ برأت ایشان از افک درجواب مادر خود گفتہ بحمد اللہ عزہ تعالیٰ و آیۃ شریف مامن حسابك علیھم من شیٔ رفع توسط می نماید **قلت** بدانکہ توسط پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در اتباع عقاید و اعمال و اخلاق حسنہ و معاملات نیک ہمیشہ ثابت است ثبوت رفع توسط در کلام بزرگان از غلبہ

Marfat.com

احوال است که حیلولت ذات پاک واسطه کائنات علیه افضل الصلوات در آخر مشهود نمی شود نه که در واقع نیست چنانچه عینک موجب صفائی نگاه و روشنی حروف است لیکن در وقت توجه بحروف ملحوظ نیست معاذ اللہ علم و عمل و اخلاص و محبت و قرب همه بواسطه آنجناب صلی الله علیه و آله وسلم جواب ایشان خود در مکتوب نفی مساوات می نمایند می فرمایند شریک دولتم نه شرکتی که ازان همسری خیزد که آن کفراست بلکه شرکت خادم با مخدوم بدانکه در دولت توحید و ایمان و انوار ولایت که پیغمبر ماصلی الله علیه و آله وسلم خازن و قاسم آن است هر که شریک نیست مسلمان نیست پس شریک شدن بآن مرضی حق سبحانه است اما در نبوت که ختم است برخاتم الرسل صلی الله علیه و آله وسلم هیچ مسلمان درآں شرکت نمی گوید و نمی اندیشد و آنچه میگویند که ایشان نوشته اند بعضے از درجات خلت پیغمبر خدا را بواسطه فردی از افراد امت حاصل شده وازان ذات خود مراد داشته ایشان هیچ جا ازان فرد خود را مراد ننوشته اند بدانکه امر بطلب صلوة ابراهیمی با زیادتی آن همه امت را وارد است حصول آن از بعضے کم و از بعضے زیاده چنانچه ثواب حسنات امته موافق این حدیث ''الدال علی الخیر کفاعله'' از همه امت حاصل شده از بعضے کم و از بعضے زیاده پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله وسلم فرمودند که مفاتیح و خزائن زمین مرا عنایت کردند وآن خزائن زمین وتسلط برملک بعد پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله وسلم بواسطه خلفاء راشدین رضی الله تعالیٰ عنهم و

Marfat.com

سلاطین نامدار رحمۃ اللہ سبحانہ علیہم حاصل شدہ و می شود تسلط بر ممالک و محاربات برائے دفع کفار کہ موجب ظہور اسلام و ایمان است واسطہ حصول ثواب است برائے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ امر کردہ اند باین امر در رواج دین آمر و مامور ہر دو در ثواب شریک اند و این۔ ثواب واسطہ خلفاء و سلاطین بآنجناب حاصل شد و ترقی درجات بعد انتقال ازین عالم ثابت است پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم را خدا خلیل خود اختیار فرمودہ پس امر بصلوٰۃ ابراہیمی و اتباع ملت ابراہیم علیہ السلام برائے زیادتی آن مرتبہ می تواند شد و ثواب بواسطہ امت بموافق حدیث الدال علی الخیر کفاعلہ حاصل است پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تاقیامت دقائق فقہ و دقائق اسرار تصوف بواسطہ مجتہدان و صوفیہ ظہور یافتہ بے تاملے مبادا بلفظ حصول گوید معاذاللہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

صلی اللہ علیک و بارک وسلم آنچہ میگویند ایشان خود را مجدد نوشتہ اند درین چہ قباحت است درحدیث شریف آمدہ کہ بعدہر مأیۃ مجددے پیدا می شود کہ امر امت را تازہ می نماید مجدد در سلاطین چنانچہ عمر بن عبدالعزیز و مجدد در امور دین درعلماء چنانچہ امام شافعی و مجدد در صوفیہ معروف کرخی و در اسرار علم امام غزالی و مجدد در افاضہ فیوض باکثرت خوارق حضرت غوث الاعظم این مجددان امر امتہ را تقویت فرمودہ اند و شیخ جلال الدین سیوطی درحدیث مجدد

Marfat.com

است وعلم حدیث را رواج بخشیده وحضرت مجدد الف ثانی در بیان مقامات طریقت وحقیقت ممتاز اند رسوخ رواج دادن در علم دین باکثرت افشائے انوار فیوض دلیل است بر مجدد بودن آن اکابر ہم چنیں کثرت فیوض وافادات کہ صحبت مبارک ایشان واسرار توحید و شہود وحدت در کثرت و نسبت حضور و یادداشت ومراتب کمالات نبوت وحقائق الہیہ وحقائق انبیاء علیہم السلام کہ بے مجاہدات و ریاضات درصحبت ایشان در اندک زمان دست میداد سالکان را بردرجات ولایات ترقی حاصل میشد از دلائل مجدد بودن ایشان است رضی اللہ تعالیٰ عنہم آنچہ میگویند ایشان خود را از امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم افضل نوشتہ اند معاذاللہ این افترائے مفتریان است ایشان ادنیٰ صحابی را از اولیا بہتر میدانند میفرمایند بشرف صحبت مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ صحابہ را رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاصل بود اویس قرنی وعمر بن عبدالعزیز بہ ہیچ صحابی نمیرسند بجناب حضرت خواجہ نوشتہ اندکہ مقامی بس شگرف مرتفع منقش و ملون بنظر آمد ومحاذی آن مقامی دیگر کہ بانعکاس نقوش والوان آن رنگین است ظاہر شد آن مقام مرتفع از حضرت خلیفہ اول است رضی اللہ تعالیٰ عنہ وثانی از من ظاہر است ہرکمالیکہ درپیر می باشد باطن مرید بانعکاس آن ملون میشود مرید مقتبس است از انوار پیر مگر این مقام اندکے رفعتی دارد چنانچہ صفہ را ارتفاع باشد پس ہیچ فضل ثابت نشد دیگر حضرت خواجہ درین دید ایشان قدحی نکردند آنچہ میگویند کہ ایشان

Marfat.com

رسالہ در معراج خود نوشتہ اند و سبقت اسپ خود از اسپ پیغمبر خدا ثابت نمودہ این ہمہ از مفتریات دروغ گویان است ہیچ جا ایں چنین نفرمودہ اند ایشان از اولیائے خدا اند و افترا و کذب صفت اولیاء نیست آنچہ میگویند کہ ایشان درطریقہ خود مقامات عالیہ بسیار بیان نمودہ اند و آن مستلزم قصور بزرگان است حضرت غوث الثقلین درغنیۃ الطالبین کہ تصنیف ایشان است در فضل ادب مرید با شیخ زیادتی مرید بر شیخ نوشتہ اند حاصل آنکہ گاہ باشد کہ مرید را بعد رسیدن بعلوم و مقامات شیخ حضرت حق سبحانہ متولی تربیت میگردد و بکمالات و حالات دیگر میرسد قولہ فی الغنیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فیتولی الحق عزوجل تربیتہ وتہذیبہ ویوفقہ علی معنی خفیت علی الشیخ فیستغنی بربہ عن الغیر انتہیٰ پس باین تقریر حضرت غوث الثقلین زیادتی مرید بر شیخ ثابت شدہ ایشان خود را می نویسند ایں کمینہ رذیل زلہ خوار خوان نعم این اکابر است بانواع نعم این حقیر را تربیت فرمودہ اند نوشتہ اند کہ این فقیر را کہ حضرت خواجہ قطب الدین مددگار ترقی شدہ اند حضرت غوث الثقلین بتوجہات شریفہ امدادہا فرمودند بدانکہ درین کلام شریف رفع توسط ثابت میشود ظاہر است کہ ازملت محمدی کہ جامع کمالات عالیہ است بملل انبیاء علیہم السلام ہیچ منقصتی راہ نیافتہ حق تعالیٰ موافق حکمت بالغہ خود ہر کہ خواست بکمالے ممتاز فرمود و ہر کمال الٰہی واجب التعظیم است حضرت مجدد در طریقہ جدیدہ خود کہ متضمن دہ لطیفہ است در ہر لطیفہ کیفیات و علوم و انوار جدا

Marfat.com

جدا بیان فرموده سوائے آن ہم تحریر کرده اند و عالمے را از علماء وعقلاء بهره یاب ساخته اند وآن اصطلاحات و مقامات بشهادت جماعت کثیره ثابت شده که احتمال وہم و خطا نماند جزاہم الله تعالیٰ خیرالجزاء مقامات قرب را در ذوق و شوق واستغراق وبیخودی منحصر داشتن خلاف آیته شریفه است ولا یحیطون به علما فضل ثابت است مگر تمام مقامات طریقه ایشان همه متوسلان را حاصل نمی شود لهذا در احوال متوسلان طریقه ایشان اختلاف بسیار است و از مراتب مزید قرب کے کسی را اطلاع نیست مگر پیشینیاں رابر متاخران فضل ثابت است بسبب تربیت و تلقین باین همه گفته اند که حضرت غوث الثقلین و حضرت شیخ شهاب الدین و حضرت علاؤالدوله سمنانے و حضرت سلطان نظام الدین و حضرت شاه نقشبند رحمة الله علیهم در کمالات سبقت داشتند ازپیشینیاں اگرکسی درمتاخرین بوفور فیوض و حالات ممتاز باشد در شرع شریف منعی ندارد وآنچه میگویند که ایشان اولیاء را در ظلال تجلیات الهیه گفته اند برتو ظاہر است که اصحاب کبار رضی الله تعالیٰ عنهم باقصیٰ درجات قرب رسیده اند وآن درجات اصول تجلیات است وہیچ ولی بمرتبهٔ صحابی نمیرسد پس سیراصحاب کرام دراصول مقامات باشد وسیر اولیاء عظام در ظلال آن و سیر تجلیات ظلال اسما وصفات را در اصطلاح خود ولایت صغریٰ مقررکردن و سیراصول تجلیات را در ولایت کبریٰ نام نمودن درشرع وعقل منع نیست محبت هم مانع تتواند شد بدانکه موافقت این آیه شریفه ربّ زدنی علما امر

Marfat.com

بحصول ترقی است درمراتب علم وعلمے کہ نقد وقت باشد ازان اعراض ضرور تا علم و مشاہدہ ومعرفت در درجات عالیہ قرب او سبحانہ دست دہد آنچہ میگویند ایشان کلمات فخر و مباہات خود بیان کردہ اند کلمات مباہات از بزرگان بسیار مرویست در وقت ظہور نسبت بقائیہ و عروجات افتخار و مباہات ظاہر میشود در وقت ظہور نسبت فنائیہ غلبہ دید قصورپیدا می شود حضرت مجدد میفرمایند کاتب یمین خود را بیکار می یابم و خود را از کافر فرنگ بدتر فکیف ازکبرای دین

من آں خاکم کہ ابر نوبہاری کند از لطف بر من قطرہ باری

وآنکہ میگویند کہ ایشاں انکار توحید وجودی می نمایند ایشان ہرگز انکار توحید وجودی نکردہ اند می گویند کہ این معرفت در راہ می آید و معارف دیگر بعدزان دست می دہد ایشان ازحال خود چنیں نوشتہ اند کہ از صحبت والد ماجد خود کہ از خلفاء حضرت شیخ عبدالقدوس بودند رحمۃ اللہ علیہم رسایل توحید خواندہ علم این معرفت حاصل نمودہ بودم پس بہ یمن تربیت حضرت خواجہ قدس سرہ علم آن معرفت معائنہ شد و از دانستن بشہود عیان مبدل شد مدتے مغلوب الاحوال این معرفت بودم اللہ تعالیٰ بفضل خود معرفتے دیگر عطا فرمود کہ آن موافق کتاب و سنت است بے تاویل پس این معرفت در راہ پیش می آید واز غلبہ محبت عذرے دارد و حضرت شیخ ابن عربی را رحمۃ اللہ علیہ سند وتمسک متقدمان و متاخران نوشتہ اند میفرمایند کہ مارا نیز از کلام ایشان فوایدرسیدہ است و خطی حاصل شدہ جزاہ اللہ بدانکہ درکلام الہی سبحانہ وکلام پیغمبر خدا صلی اللہ

Marfat.com

علیه وآله وسلم سخنها ست که بے تاویل فہم دران قاصر است وہم چنین در کلام اولیا سخنها است که آنجا تاویل باید نمود تا گمان نیک که مامور به است از دست نرود ہر تاویلے که در کلام اولیاء کرام نمایند از غلبه سکر یا تحدیث نعمت یا ترغیب طالبان یاعدم مساعدت الفاظ بمعنی و آن در کلام حضرت مجدد نیز جاریست صلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه محمد و آله و اصحابه و بارك وسلم حضرت شیخ عبدالحق رحمة الله در شرح فارسی رساله فتوح الغیب تصنیف حضرت غوث الثقلین رضی الله تعالیٰ عنهم نوشته اند گاه اسرار دقیقه و علوم غامضه بر قلوب عرفاء وارد میشود عبارت بآن کفایت نمی کند پس تسلیم و تفویض آن بعلم حضرت علیم مطلق سبحانه باید نمود وزبان انکار نه باید کشود بدانکه حاصل اخذ طریقه صوفیه کمثل عقیده صحیح اہل سنت وجماعت موافق تحریر نقول وتخلق باخلاق بطور صوفیه علیه وعمل موافق فقه واجتناب بدعتها وحصول احوال سنیه است که ہردلهائے اہل محبت وارد میشود الحمدلله که بعنایت آلهی درین طریقه این مراتب دست میدہد الله تعالیٰ این کمینه را نیز ازین طریقه شریفه فیوض نسبتها کرامت فرماید بلکه جمیع طالبان حق راتا دریا بند که کمالات باطن را نهایتے نیست والحمدلله اولاً و آخراً والصلوٰة والسلام علی محمد وآله واصحابه اجمعین تکفیر کسے بے دانستن مراد کلام او سخت منع است گفته اند اگر در شخصے ہفتاد وجه کفر باشد ویك وجه اسلام اورا کافر نباید گفت تکفیر کسے که بکفر سزاوار نیست بقائل عاید میگردد این چنین است در حدیث شریف

Marfat.com

علی صاحبه افضل الصلوات و التحیات وآله واصحابه اجمعین معترضان حضرت علیهم الرحمة اعتراض دارند که شما درجات متابعت بسیار میگوئند و نظر باعمال آنحضرت از مجاہدات و غزوات درشما ہیچ نیست جواب درفرائض و واجبات وسنن موکده اتباع لازم است و ازین مجاہدات و ریاضات بمقدور کسے مقصر نیست بلکه گویم این غلبات جوع و طول قیام و قنوت در تہجد که قدم مبارک ورم می نمود وسبقت درمحاربات خاصه آنحضرت است فرمودهٔ امیرالمومنین علی رضی الله تعالیٰ عنهم ما درشدت حرب پناه بانحضرت میگرفتیم پس درجہاد اصغر و در جہاد اکبر استطاعت شرط است معترضان ومقتدایان شما نیز مقصر اند مگر بمقدور یسّروا ولا تعسّروا و خذوا من الاعمال ما تطیقون یرید الله بکم الیسر ا الله تعالیٰ محن ومشاق را آسان نموده است فالحمدلله دیگر آنکه ایشان نفرموده اند که درجمیع اعمال آنحضرت متابعت کرده میشود درعقاید واعمال فقه واذکار قلبیه واحوال باطن ودر ہبوط و عروج نسبت باطن متابعت داریم برتو پوشیده نیست که بدون این درجات متابعت کسے ولی نمیشود و این شور وغوغائے ازنافہمیٔ کلام ایشان است مگر این لفظ که ازکمال متابعت اتحادے به متبوع پیدا می شود عزیزان فنا فی الشیخ فنا فی الرسول فنا فی الله اصطلاح مقرر دارند از فنا فی الرسول انصباغ برنگ کمالات آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم مراد داشته اند وہمین مراد کلام ایشان است بے محابا وبے لحاظ خودرا وممکنات راخدا میگویند تاب

Marfat.com

الله علیکم وضع شرع شریف و نزول قرآن مجید بر غیریت است کلام اہل سکر حجت نیست ایشان از ظہور پرتو کمالات آنحضرت درتابع اتحاد بآنجناب فرموده اند و مشہور است که محمد را بنمود که مرا چنیں باید بود ایشان به بنده خاص اتحاد ثابت می نمایند و شما اتحاد بخدا سبحانه تعالیٰ الله عن ذالك جناب معترض چشمے پوشیده بے تأمل اعتراضات می نماید تا مردم را از طریقه ایشان که صراط مستقیم است باز دارد و برین مشك خاشاك نتواں افشاند که بوئے خوش مشك پنہان نماند معترض رحمة الله علیه افاده می کند که درویشان اول عہد بر فضل فقر از غنا می گرفتند و ایشان میل بغنا و اسباب دنیا دارند ایں غلط است ثابت نیست میفرمایند آستان نشینی فقرا به از صدر آرائی اغنیا است می فرمایند درویشان اینجا اگرچه وجه معلوم ندارند برزق مضمون فراغتها دارند گوئیم که برائے حاجات ضروری خود و تفقد حال فقرا طلب غنا محمود است حضرت سلیمان علیه السلام و امیر المومنین عثمان و عبدالرحمان بن عوف و صحابه بعد آنحضرت اسباب دنیاوی بسیار داشتند و درمراتب قرب آنجماعة هیچ منقصتے راه نیافت این است عقیدهٔ اہل سنت و جماعة اختلاف است در فضل فقر مع الصبر و فضل غنا مع الشکر آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم که طاقت بار فاقه داشتند فقر اختیار کرده اند میفرمایند ابیت عند ربی فیطعمنی ویسقینی صلی الله علیه وآله وسلم پس اگر ضعف درعبادت از فقر باشد غنا که موجب قوت در طاعة گردد افضل باشد از فقر که براغنیاء شاکرین زباں دراز فرموده غافل شدن

Marfat.com

است ازین حدیث ذلك فضل الله یوتیه من یشاء که دربارهٔ دولت مندان شاکر فرموده پیغمبر خدا صلی الله علیه وآله وسلم کمترین درویشان بلکه خاکپائے ایشان عبدالله معروف بغلام علی عفی عنه مصافحه بیعت در طریقه شریفه قادریه نموده و بحضرات چشتیه نیاز و اخلاص دارد اما اذکار و اشغال و مراقبات وکسب نسبت باطن از خاندان عالیشان بزرگان نقشبندیه مجددیه رحمة الله علیهم نموده است پس حق بزرگان مجددی برین فقیر ثابت است لهذا این رساله مختصر را برائے مخلصان این طریقه تحریر نموده در دفع اعتراضات کافی است و حاجت رسایل مبسوط نیست الله تعالیٰ بیمن توسل بذیل عنایت حضرات این خاندان علیهم الرضوان این عمل این عاجز را قبول نموده سزاوار رضا وعطائے این اکابر فرماید و دوام رضائے خود و شوق لقاء روح افزاء و اتباع حضرت مصطفیٰ وحسن خاتمه کرامت نماید آمین وصلی الله تعالیٰ علیه وآله واصحابه اجمعین وبارك وسلم

Marfat.com

رسالہ در جواب اعتراضات شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

بر کلام حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

تالیف

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

علامہ رب نواز اجمیری

Marfat.com

مکتوب ہشتاد ہشتم (رسالہ ششم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جان لیجئے کہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے ان اعتراضات کے جوابات جو نافہموں نے ان کے کلام پر کئے ہیں، اپنے مکتوبات میں خود تحریر فرمائے ہیں ضرورت تو نہیں کہ کوئی دوسرا ان کے جوابات لکھے۔ آپ کے تمام مخلصین اور فرزندان نے ان اعتراض کے رفع کرنے میں سعی عظیم کی ہے۔ آپ کے فرزند ارجمند حضرت شاہ یحییٰ، حضرت محمد فرخ و حضرت عبدالاحد آپ کے نبیرگان، مرزا محمد بیگ بدخشی نے مکہ شریف میں، حضرت شاہ ولی اللہ محدث، قاضی ثناء اللہ (پانی پتی) اور آپ کے دیگر عزیز مخلصین نے ان اعتراضات پر رد کیلئے خامہ فرسائی فرمائی ہے۔ جو شخص صوفیہ عالیہ کی عبارت کی تاویل جانتا ہے اس کے نزدیک تو کوئی جائے اعتراض نہیں ہے یا وہ گولوگوں کے اعتراضات نے حضرت مجدد پر طعن کرنے پر دلیر بنا کر جو شیخ عبدالحق نے تحریر کیا وہ علماء ظاہر کے کلام کے قبیل میں سے ہے۔ جبکہ حضرت مجدد کا کلام بطورِ علمائے باطن ہے، ان کا جہاں اور ہے ان کا مقام اور ہے۔ اعتراض کہاں ہے؟ جان لیجئے کہ جناب شیخ حضرت عبدالحق نے اکابر قادریہ اور چشتیہ وغیرہم سے استفادہ کے بعد حضرت خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ سے استفاضہ کیا ہے۔

حضرت خواجہ کی صحبت کی برکت سے نسبتِ نقشبندیہ کا حضور حاصل ہوا اور یہ

Marfat.com

مطلب انہوں نے رسالہ بیان سلاسل مشائخ میں خود تحریر کیا ہے اور رسالہ توصیل المرید الی المراد میں لکھا ہے کہ اہل انصاف کے نزدیک طریقہ نقشبندیہ تمام طریقوں سے قریب ترین ہے اور فنا و بقاء کے حصول کے لئے اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہے اور رسالہ انکار میں حضرت مجدد کے بارے میں لکھا ہے کہ جیسی محبت مجھے آپ سے ہے ویسی محبت کسی اور کو آپ سے نہ ہوگی۔ آپ عزیز ہیں اور آپ کا طریقہ بھی عزیز ہے۔ حضرت خواجہ آپ کا بے شمار اثبات فرماتے تھے۔ نیز یہ بھی لکھا ہے کہ میں ایک بار آپ کے بارے میں جناب الٰہی سبحانہٗ میں متوجہ تھا کہ یہ مقامات جو آپ ارشاد فرماتے ہیں حق ہیں یا ان کی کوئی اصل نہیں۔ آیۃ شریفہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رفع اشتباہ میں نازل شدہ ہے آپ کے بارہ میں فقیر کے باطن میں وارد ہوئی (حضرت مجدد الف ثانی کے حق میں حضرت عبدالحق کے دل پر نازل ہوئی) پس تامل ضرور ہے۔

وہ آیت شریفہ یہ ہے وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ [1] الخ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام برحق تھے فرعون کو انکار کے سبب اس کے غرق ہونے، ملک تباہ ہونے کی سزا ملی اور سزا ملنے پر آیت شریفہ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ دلالت کرتی ہے۔

میں کہتا ہوں اس آیت سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت مجدد کی اتباع حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب کی مانند برحق ہے۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ نافہم لوگ آنجناب کے کلام کو سمجھ نہیں پائے جیسے آل فرعون نہ سمجھ سکے، معاذ اللہ، موسیٰ علیہ السلام کی حقیقت کے رفع اشتباہ جیسی صورت حالات حضرت شیخ عبدالحق کے دل پر حضرت مجدد کے حق میں نازل ہوئی ہے پس مقامِ غور ہے

ایک مکتوب میں جو حضرت میرزا حسام الدین خلیفہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ

---

[1] المؤمن ۴۰:۲۸

Marfat.com

محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ کے نام لکھا گیا ہے کہ وہ غبار جو فقیر کو حضرت شیخ احمد کے بارے میں تھا رفع ہو گیا اور بشریت کا پردہ نہ رہا۔ ذوق و وجدان کے سبب دل میں ایک چیز وارد ہوئی ہے کہ اس طرح کے عزیزوں کے ساتھ کدورت نہیں ہونی چاہئے سبحان اللہ، اللہ مقلب القلوب ہے ظاہر بین لوگ اسے دور از کار ہی جانیں گے۔

حاصل آنکہ اگر حضرت شیخ عبدالحق، حضرت مجدد کے مکتوبات کا مطالعہ فرما لیتے اور حضرت خواجہ (محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال) کے بعد آپ (حضرت مجدد) سے ملاقات کرتے تو ہرگز انکار نہ کرتے۔ جو کچھ غیر ذمہ دار لوگوں کی زبان سے سنا اس پر مصروف عمل ہو گئے کوئی ثبوت بھی نہ پیش کر سکے۔ ان کا یہ قول ''غشاوہ بشریت درمیان نماند'' سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اعتراضات کی تحریر بشریت و نفسانیت کی وجہ سے تھی نہ کہ از روئے حقیقت، سبحان اللہ یہ علماء و اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کے احوال ہیں ہائے افسوس! جہلا، حاسدین اور بے سمجھ معاندین کے حال پر کہ جنہوں نے کلام مجدد کی حقیقت کو نہ سمجھا، معاذ اللہ!

اہل سنت و جماعت کے مطابق بہترین عقیدہ، فقہ پر عمل، اخلاق صوفیہ سے متخلق، نسبتِ باطن کے کثرت انوار کی اشاعت اور کمال استقامت کہ جن سے حضرت مجدد موصوف تھے، آپ کے طریقہ کی حقانیت پر واضح دلیل ہے حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کی برکت سے طریقت، مقامات، احوال اور علوم و معارف میں انہوں نے امتیاز حاصل کیا ہے۔ اور آنحضرت (مجدد) نے وہ تحریر فرمایا کہ علماء و عقلاء نے اس کی صحت کی شہادت دی ہے۔ آپ کے بعض علوم بظاہر فہم میں نہیں آتے، مگر تاویل سے درست ہو جاتے ہیں صوفیہ کے طریق مستقیم میں تاویل معمول ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اقوال بقید جوابات لکھے جا رہے ہیں۔

Marfat.com

قول شیخ عبدالحق: آپ اپنے پیر کی جناب میں ترکِ ادب فرماتے ہیں۔

جواب: یہ ثابت نہیں ہے حضرت مجدد اپنے بعض مکتوبات میں فرماتے ہیں جو کچھ مجھے علم ومعرفت حاصل ہوا سب کا سب حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی تربیت کی برکت سے ہے علم باطن میں الف۔ با سے لے کر ملکہء مولویت تک محض ان کی توجہات عالیہ سے میں پہنچا ہوں۔ان کی ایک توجہ سے میں نے وہ کچھ پایا ہے کہ اہل مجاہدہ کو سالوں میں بھی حاصل نہیں ہوا۔ ع

ہر کہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دین
طعنہ زند بر دَہہ و خندہ کند بر چلہ

شمس دین نے تبریز کی ایک نظر سے وہ کچھ پایا ہے جو اوروں کے دہے پر طعنہ زنی کرتا اور چلہ کا مذاق اڑاتا ہے۔

اپنے دونوں پیرزادوں حضرات خواجہ کلاں وخواجہ خورد رحمۃ اللہ علیہما جو کہ ارادت وبیعت اور نسبتِ حضور کا اخذِ فیض حضرت مجدد سے رکھتے ہیں انہیں ایک مکتوب میں فرماتے ہیں

''آنجناب کے والد ماجد کے احسانات کی ادائیگی میں اگر اپنا سر آپ کے آستانہ پر خاک زمین کے برابر کردوں تو پھر بھی میں نے کچھ نہیں کیا ہے۔ جو کچھ کمالات، مقامات قرب اور علوم ومعارف اس حقیر ناچیز کو حاصل ہوئے ہیں وہ سب خواجہ خواجگان شیخ المشائخ امامنا ومرشدنا وہادینا حضرت خواجہ محمد باقی رضی اللہ عنہ کے توسط سے حاصل ہوئے ہیں۔

قول شیخ عبدالحق: آپ نے حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے نزول کو ناقص لکھا

جواب: حضرت مجدد نے اس کی وجہ جناب غوث الثقلین سے کثرتِ خوارقِ عادات کا ظہور لکھا ہے کیونکہ ان کا عروج اکثر اولیاء سے بلند تر واقع ہوا ہے جو کثرتِ ظہور خوارق

Marfat.com

کی وجہ ہوگیا۔ کسی جگہ بھی حضرت مجدد نے نقصانِ نزول کی نسبت ان کی طرف نہیں کی۔ (معاذ اللہ)

افترا پرداز لوگ تو جو کہتے ہیں کہتے رہیں۔ معلوم نہیں کہ حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے نقصانِ نزول کہاں سے لکھ دیا ہے۔ جس قدر بھی آپ (حضرت مجدد) کے کلام میں تجسس کیا گیا کسی مقام پر بھی حضرت غوث اعظم کی طرف نسبتِ نقصان نہیں کی ہے۔ نقصانِ نزول کی صورت میں افاضہ کم ہوتا ہے مگر حضرت غوث الثقلین کی ذات پاک سے افادات اس مرتبہ کے نہیں ہیں جو ہمارے تمہارے شمار میں آجائیں۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت غوث الثقلین فیضِ ولایت کا واسطہ ہیں کہ وہ فیض رسانی میں اصحاب کبار و اہل بیت عظام رضوان اللہ علیہم کے زمرہ میں داخل ہیں اور حضرت مجدد نے خود کو نائب اور آنجناب کو منیب تحریر کیا ہے کیوں کہ خلیفہ پیر کا قائم مقام ہوتا ہے۔

قولہٗ: آپ خود کو ہم پرّہٗ پیغمبر خدا کہتے ہیں۔

جواب: جان لیجئے کہ آیت شریفہ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ [1] میں جماعتِ صحابہ کو حق سبحانہٗ تعالیٰ کا مرید فرمایا گیا ہے اور آیت شریفہ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ [2] بھی اصحاب کرام کو حق سبحانہ تعالیٰ کا مرید ظاہر کرتی ہے۔ پس جو آیات قرآنیہ سے ثابت ہو جائے وہ جائے اعتراض کیوں کر ہو اور وہ جو کہتے ہیں کہ حضرت مجدد فرماتے ہیں کہ اس وہبی فیض میں کوئی واسطہ نہیں ہے، حق ہے کہ کسبی فیض میں واسطہ کو دخل ہے نہ کہ فیضِ وہبی میں۔

اگر کوئی منصب دار وزیر کے وسیلہ (واسطہ) کے ذریعے سے اپنی معروضات بادشاہ تک پہنچائے یا بلا واسطہ بادشاہ کے حضور عرض پرداز ہو تو یہ سب بادشاہ کے حضور وزیر کے جاہ و تقرب کا کمال ہے کہ اس کا بندہ اس مرتبہ تک پہنچا ہوا ہے۔ یہ رفع توسط

---

[1] الانعام ۶:۵۲ [2] الفتح ۴۸:۱۰

Marfat.com

متحذر (خلاف عقل) نہیں ہے۔سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور خود حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء صوفیہ اس بیان کے قائل ہیں۔

حضرت شیخ اس بیان سے ہمسری اور مساوات سمجھتے ہوئے معترض ہوئے ہیں۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے خود تحریر فرمایا ہے کہ ہمسری کفر ہے[1] لہٰذا آپ پر خاتم المرسلین ﷺ کے ساتھ ہمسری کی تہمت لگانا انصاف سے بعید ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا افک سے براءت کی آیت کے نزول کے وقت خود فرمانا کہ اَحْمَدُ اللّٰہَ لَا غَیْرَ[2] اور آیت شریفہ مامن حسابك علیهم من شیء[3] رفع توسط ظاہر کرتا ہے (یعنی توسط کی ضرورت باقی نہیں رہتی) میں کہتا ہوں تجھے جان لینا چاہئے کہ پیغمبر خدا ﷺ کا توسط عقائد، اعمال، اخلاق حسنہ اور نیک معاملات کی اتباع میں ہمیشہ ثابت ہے اور رفع توسط (واسطہ کا اٹھ جانا) کا ثبوت بزرگوں کے کلام میں غلبہء احوال کی وجہ سے ہے کیونکہ واسطہء کائنات علیہ افضل الصلوات کی ذاتِ پاک کی حیلولیت منتہائے سلوک میں سالکین کو مشہود نہیں ہوتی نہ کہ واقعی ہی ایسا ہے۔

جیسا کہ عینک صفائی نظر اور حروف کی روشنی کا سبب تو ہے لیکن حروف پر توجہ کے وقت ملحوظ نہیں ہوتی۔علم وعمل، اخلاص ومحبت اور قرب سب آنجناب مقدس ﷺ کے واسطہ سے ہیں۔

قولہ: آپ نے خود کو شریکِ دولت لکھا ہے اور یہ پیغمبر خدا ﷺ کے ساتھ مساوات کو مستلزم ہے۔

جواب: حضرت مجدد نفی مساوات کا اظہار کرتے ہوئے ایک مکتوب[4] میں فرماتے ہیں میں شریک دولت ہوں ایسی شرکت نہیں کہ جس سے ہمسری کا شائبہ پیدا ہوتا ہو

---

[1] دفتر سوم۔مکتوب ۸۷ [2] فی روایۃ البخاری وَلَا اَحْمَدُ اِلَّا اللّٰہَ رقم الحدیث: ۲۶۶۱

[3] الانعام ۶:۵۲ [4] دفتر سوم مکتوب: ۸۷

Marfat.com

کیونکہ وہ تو کفر ہے بلکہ اس شرکت سے مراد خادم کی مخدوم کے ساتھ شرکت ہے۔ جان لیجئے کہ توحید و ایمان اور انوار ولایت کی دولت کہ ہمارے پیغمبر ﷺ جس کے خازن وقاسم میں جو شریک نہیں وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔ پس آنحضور ﷺ کے ساتھ شریک ہونا حق سبحانہٗ کی مرضی ہے۔

البتہ نبوت میں جو حضور ﷺ پر ختم ہے کوئی مسلمان اس میں شرکت کا دعویدار نہیں اور نہ ہی ایسا سوچنے کا روادار ہے۔

قولہٗ اور یہ جو کہتے ہیں کہ حضرت مجدد نے تحریر فرمایا ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ کو بعض درجات خُلّت افراد امت میں سے کسی فرد کے ذریعے حاصل ہوئے ہیں اور اس فرد کی ذات سے خود اپنی ذات مراد لی ہے۔

جواب: آنجناب حضرت مجدد نے کسی جگہ بھی خود اپنی ذات کو اس فرد سے مراد نہیں لیا ہے۔ جان لیجئے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ذات ستودہ صفات پر دعائے صلوٰۃ ان کے درجات عالیہ کی رفعت و بلندی کیلئے تمام امت کیلئے وارد ہے۔ اس کا حصول بعضوں سے کم اور بعضوں سے زیادہ ہے۔ چنانچہ امت کے حسنات کا ثواب اس حدیث کے موافق ہے ''الدال علی الخیر کفاعلہ'' تمام امت سے حاصل ہے بعضوں سے کم اور بعضوں سے زیادہ۔ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں مجھے عطا کی گئی ہیں اور وہ زمین کے خزانے اور ملک پر تسلط و تصرف پیغمبر خدا ﷺ کے بعد خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلاطین نامدار رحمۃ اللہ سبحانہ علیہم کے واسطہ سے حاصل ہوا ممالک پر تسلط اور جنگوں میں کفار کا دفعیہ جو اسلام اور ایمان کے ظہور کا موجب ہے ہوتا رہے گا اور پیغمبر خدا ﷺ کے لئے حصول ثواب کا واسطہ (ذریعہ) ہے کہ جنہوں نے اس حکم کی بجا آوری کا حکم دیا ہے۔ ترویج دین کے بارے میں یہ اس حکم کی بناء پر آمر و مامور دونوں ثواب میں شریک ہیں اور یہ ثواب

Marfat.com

بواسطہء خلفاء وسلاطین آنجناب کو پیش ہوا اور اس عالم فناء سے انتقال کے بعد ترقی درجات ثابت ہے۔

پیغمبر خدا ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل منتخب فرمایا۔ پس صلوٰۃ ابراہیمی کا حکم اور ملت ابراہیمی کا اتباع اس مرتبہ کی زیادتی کیلئے ہے اور ثواب بواسطہ امت بموافق حدیث ''الدال علی الخیر کفاعلہ'' پیغمبر خدا ﷺ کو قیامت تک کیلئے پیش ہوتا رہے گا۔

فقہ کی باریکیاں، اسرارِ تصوف کے دقائق مجتہدین اور صوفیہ کی وساطت سے ظہور پاتے رہیں گے حصول کا لفظ خدانخواستہ بے تامل کہا..... پناہ بخدا!

حق یہ ہے کہ

بعداز خدا بزرگ توئی قصہ مختصر (ﷺ)

اعتراض من جانب شاہ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی ہے کہ حضرت مجدد نے اپنے آپ کو مجدد لکھا ہے۔

جواب: اس میں کیا قباحت ہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ ہر صدی کے بعد ایک مجدد پیدا ہوتا ہے تا کہ امت کے امور کو تازگی بخشے اور مجددین کی تفصیل یوں ہے۔

۱.....سلاطین میں مجدد حضرت عمر بن عبدالعزیز

۲.....امور دین میں مجدد حضرت امام شافعی

۳.....صوفیہ میں مجدد حضرت معروف کرخی

۴.....اسرارِ علم میں مجدد حضرت امام غزالی

۵.....کثرت خوارق کے ذریعے فیض رسانی میں مجدد حضرت غوث الاعظم ہیں

ان مجددین نے امور امت کو تقویت ارزانی کی

۶.....حدیث میں مجدد شیخ جلال الدین سیوطی نے علم حدیث کی ترویج کی۔

Marfat.com

۷.....حضرت مجدد الف ثانی مقامات طریقت وحقیقت میں ممتاز ہیں اور علم دین کو کثرتِ افشاءانوار کے ساتھ ترویج دینے میں رسوخ آپ کا مجدد ہونا ہے۔ یونہی اکابرین کو کثرتِ فیوض وافادات جوان کی صحبت مبارک، اسرارِ توحید، شہود وحدت درکثرت، نسبتِ حضور، یادداشت، مراتبِ کمالات نبوت، حقائق الٰہیہ اور حقائق انبیاء علیہم السلام جو مجاہدات وریاضات کے بغیر ان کی صحبت میں قلیل عرصہ میں میسر ہوئے اور سالکین کو درجات ولایت پر ترقی حاصل ہوئی ان کے مجدد ہونے کے دلائل ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراض یہ بھی ہے کہ

حضرت مجدد نے اپنے آپ کو امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل تحریر کیا ہے۔

جواب: معاذ اللہ یہ افترا پردازوں کی محض افترا پردازی ہے وہ تو ایک ادنیٰ صحابی کو بھی اولیاء سے بہتر جانتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ کے شرفِ صحبت سے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو حاصل ہوئی خواجہ اویس قرنی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز بھی کسی صحابی کے درجہ تک نہیں پہنچے۔ آپ حضرت خواجہ کی خدمت بابرکت میں لکھتے ہیں

وہ ایسا عجیب بزرگ مقام ہے جو مرتفع، منقش اور رنگین نظر آتا ہے اس کے برابر ایک دوسرا مقام ہے جو ان نقوش والوان کے پرتو سے رنگین ہے۔ ظاہر ہے وہ مقام مرتفع حضرت خلیفہ اول کا ہے اور دوسرا میرا ہے نیز ظاہر ہے ہر وہ کمال جو پیر میں ہوتا ہے مرید کا باطن اس کے انعکاس سے رنگین ہوتا ہے۔ مرید پیر کے انوار سے اقتباس کرتا ہے مگر یہ مقام قدرے بلند ہے جیسے چبوترا بلند ہوتا ہے۔ پس کوئی فضیلت ثابت نہ ہوئی۔ علاوہ ازیں حضرت خواجہ نے اسے ملاحظہ فرما کر حضرت مجدد کی کوئی ردّوقدح نہیں فرمائی۔

قولہٗ: شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے مجدد الف ثانی پر اعتراض وارد کیا ہے کہ حضرت مجدد نے اپنی معراج میں رسالہ لکھا ہے جس سے مجدد الف ثانی کے گھوڑے کی پیغمبر خدا ﷺ

Marfat.com

کے گھوڑے پر سبقت ثابت ہوتی ہے۔

جواب: یہ سب جھوٹوں کی افترا پردازی ہے۔ حضرت مجدد نے کسی جگہ اس طرح نہیں فرمایا ہے۔ وہ اولیاء اللہ میں سے ہیں اور افترا پردازی اور کذب بیانی اولیاء کی صفت نہیں ہے۔ معترضین نے یہ جو کہا ہے کہ مجدد صاحب نے اپنے طریقہ میں بکثرت مقامات عالیہ بیان فرمائے ہیں اور ایسے بیانات بزرگوں کے قصور کو لازم کرتے ہیں۔

حضرت غوث الثقلین اپنی تصنیف ''غنیۃ الطالبین''، فصل ادبِ مرید برشیخ، میں مرید کی شیخ پر فضیلت لکھتے ہیں، جس کا ماحصل یہ ہے کہ مرید شیخ کے علوم و مقامات تک رسائی کے بعد حق سبحانہ تعالیٰ اس کی تربیت فرماتا ہے اور وہ دیگر کمالات و حالات تک پہنچ جاتا ہے۔ غنیۃ الطالبین میں آپ کا قول ملاحظہ ہو!

فیتولی الحق عزوجل تربیته وتهذیبه ویوفقه علی معنی خفیت علی الشیخ فیستغنی بربه عن الغیر (انتھی)

پس غوث الثقلین کی اس تقریر سے مرید کی شیخ پر فضیلت ثابت ہوئی۔

حضرت مجدد خود تحریر فرماتے ہیں کہ یہ کمینہ رذیل اکابر کی نعمتوں کے دسترخوان کا ریزہ چین ہے جنہوں نے گوناگوں نعمتوں سے اس حقیر کی تربیت فرمائی ہے، لکھا ہے کہ اس فقیر کی حضرت خواجہ قطب الدین نے ترقی میں مدد دی ہے حضرت غوث الثقلین نے اپنی توجہات شریفہ سے امدادیں بھی فرمائی ہیں۔

جان لے کہ اس کلام شریف سے رفع توسط ثابت ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ملت محمدی جو جامع کمالات عالیہ ہے دیگر انبیاء کرام کی ملتوں (امتوں) سے کسی طرح بھی نقص پذیر نہیں ہے۔ خود اللہ تعالیٰ سبحانہٗ اپنی حکمت بالغہ سے جس کو چاہتا ہے کمال میں ممتاز فرماتا ہے اور ہر کمال الٰہی واجب التعظیم ہے۔ حضرت مجدد کا اپنا جدید طریقہ مجددیہ دس لطائف پر مشتمل ہے۔ آپ نے ہر لطیفہ میں علوم و انوار و کیفیات جدا جدا

Marfat.com

بیان فرمائے ہیں ۔ان کے علاوہ بھی تحریر کئے ہیں جو علماء وعقلاء کے ایک عالم کو بہرہ یاب کرتے ہیں اور وہ اصطلاحات ومقامات جماعتِ کثیرہ کی شہادت سے ثابت شدہ ہیں جن میں وہم وخطا کا احتمال تک نہیں ہے۔(جزاھم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء)

مقامات قرب کو ذوق وشوق واستغراق اور بے خودی میں منحصر کرنا اس آیت شریفہ وَلَا يُحِيطُونَ بِهٖ عِلْمًا کے خلاف ہے ۔فضیلت ثابت تو ہے مگر آپ کے طریقہ کے تمام مقامات تمام متوسلین کو حاصل نہیں ہوتے ہیں ۔لہٰذا ان کے طریقہ کے متوسلین کے احوال میں اختلافِ کثیر ہے اور کسی کے قرب کے مزید مراتب کی کسی دوسرے کو آگاہی نہیں ہے۔

مگر اولین کو تربیت وتلقین کے سبب متاخرین پر فضیلت ثابت ہے بایں ہمہ کہتے ہیں کہ حضرت غوث الثقلین ، حضرت شیخ شہاب الدین ، حضرت علاء الدولہ سمنانی ، حضرت سلطان نظام الدین اور حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہم اولین سے کمالات میں سبقت لے گئے ۔ اگر متاخرین میں سے کوئی وفورِ فیوض واحوال کے باعث ممتاز ہو جائے تو شرع شریف میں منع نہیں ہے۔

یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مجدد نے اولیاء کو تجلیات الٰہیہ کے ظلال میں کہا ہے۔ سلیم القلب پر ظاہر ہے کہ اصحاب کبار رضی اللہ عنہم قرب کے درجات کے بلند ترین مراتب پر پہنچے ہوئے ہیں اور وہ درجات اصولِ تجلیات ہیں اور کوئی ولی صحابی کے مرتبہ تک نہیں پہنچ پاتا ۔پس اصحاب کرام کی سیر اصولِ مقامات میں ہے اور سیر اولیاء عظام ان کے ظلال میں اسماء وصفات کے تجلیاتِ ظلال کی سیر کو اصطلاحاً ولایت صغریٰ مقرر کرنا اور اصولِ تجلیات کی سیر کو ولایت کبریٰ سے موسوم کرنا از روئے شرع وعقل منع نہیں ہے ۔اس میں محبت بھی مانع نہیں ہوسکتی ۔جان لے کہ آیت شریفہ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا کی رو سے مراتب علم میں حصولِ ترقی کا حکم ہے جو علم نقدِ وقت ہو اس سے اعراض

Marfat.com

ضروری ہے تا کہ قرب حق سبحانہٗ کے درجاتِ عالیہ میں علم ومشاہدہ ومعرفت نصیب ہو۔

قولہٗ: یہ جو کہتے ہیں کہ آنجناب حضرت مجدد نے آپ اپنے ہی بارے میں فخر ومباہات کے کلمات بیان کئے ہیں۔

جواب: کلماتِ مباہات بہت سے بزرگوں سے مروی ہیں۔نسبتِ بقائیہ وعروجات کے ظہور کے وقت افتخار ومباہات ظاہر ہوتے ہیں۔نسبت فنائیہ کے ظہور کے وقت دیدِ قصور کا غلبہ ظاہر ہوتا ہے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں اپنے دائیں طرف کے کاتب (کراماً کاتبین) کو بیکار اور خود کو کافر فرنگ سے بدتر پاتا ہوں ان سے تکبر کیسے متصور ہوسکتا ہے؟۔

من آں خاکم کہ ابر نو بہاری کند از لطف بر من قطرہ باری

میں وہ خاک ہوں کہ ابر نو بہاری اپنے لطف وکرم سے مجھ پر قطرات باراں برسائے۔

یہ جو حضرت مجدد کی ذات پر اعتراض وارد کیا جاتا ہے کہ آنجناب توحید وجودی کا انکار فرماتے ہیں۔

جواب: آنجناب نے ہرگز توحید وجودی کا انکار نہیں کیا ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ یہ معرفت راستے میں پیش آتی ہے اور دوسرے معارف بعد ازاں حاصل ہوتے ہیں۔ آپ نے اپنے حال کے بارے میں اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ اپنے والد ماجد جو حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہما کے خلفاء میں سے تھے، سے رسائل توحید پڑھے۔اس معرفت کا علم مجھے حاصل تھا۔پھر حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے یمنِ تربیت سے اس معرفت کا علم معائنہ کیا اور دانستن سے شہود عیاں میں بدل گیا۔ایک مدت تک اس معرفت سے مغلوب الحال رہا۔اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک اور معرفت عطا فرمادی جو بلا تاویل کتاب وسنت کے موافق ہے پس یہ معرفت (توحید وجودی) راستے میں پیش آتی ہے اور غلبہء محبت ایک عذر کا حامل ہے اور حضرت شیخ ابن

Marfat.com

عربی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ نے متقدمین ومتاخرین کی سند اور تمسک تحریر کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہمیں بھی ان کے کلام سے فوائد پہنچے ہیں اور ایک لذت حاصل ہوئی ہے۔ (جزاہ اللہ)

جان لے کہ کلام الٰہی سبحانہٗ تعالیٰ اور کلام پیغمبر خدا ﷺ میں کئی باتیں ہیں کہ تاویل کے بغیر فہم ان کو سمجھنے سے قاصر ہے اور اسی طرح کلام اولیاء میں کئی ایسی باتیں ہیں کہ وہاں تاویل کرنی چاہئے تا کہ حسن ظن جس کے بارے میں ہمیں حکم دیا گیا ہے ہاتھوں سے جانے نہ پائے۔ اولیاء کرام کے کلام میں غلبہء سکر یا تحدیث نعمت یا ترغیب طالبان یا الفاظ کی معنی کے ساتھ عدمِ مساعدت کے باعث جو تاویل کریں گے وہی اصول تاویل کلام حضرت مجدد (رحمۃ اللہ علیہ) میں بھی جاری ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه وبارك وسلم

حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی تصنیف ''فتوح الغیب'' کی فارسی شرح میں لکھتے ہیں۔

کبھی کبھی اسرار دقیقہ اور علوم غامضہ عارفین کے قلوب پر وارد ہوتے ہیں الفاظ کی عبارت ان کو کفایت نہیں کر سکتی لہٰذا انہیں حضرت علیم مطلق سبحانہٗ کے علم کی طرف تسلیم وتفویض کر دینا چاہئے اور زبان انکار نہیں کھولنی چاہئے۔ جان لے کہ صوفیہ کو طریقہ اخذ کرتے ہوئے وہی کلیہ اپنانا چاہئے جو اہل سنت وجماعت کے عقیدہ صحیحہ کے لئے ہے صوفیہ کرام کے طریقہ کے مطابق تخلق باخلاق اللہ، فقہ کے مطابق عمل کرنا، بدعات سے اجتناب اور احوال سنّیہ کا حصول ہے جو ہر اہل محبت کے دل پر وارد ہوتے ہیں۔ الحمدللہ عنایات الٰہی سے اس طریقہ نقشبندیہ میں یہ مراتب حاصل ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اس حقیر کو اس طریقہ نقشبندیہ کی نسبتوں کے فیوض سے مالا مال فرمائے بلکہ جملہ طالبانِ حق کو وہاں تک پہنچائے کیونکہ ظنی کمالات لامتناہی ہیں۔ والحمدللہ اوّلا و آخرا والصلوٰۃ والسلام علیٰ محمّد وآله واصحابه اجمعین

Marfat.com

کسی کے کلام کی مراد سمجھے بغیر کسی کو کافر قرار دینا سخت منع ہے۔علماء کرام نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص میں کفر کی ستر وجوہات پائی جائیں اور ایک وجہ اسلام کی پائی جائے تو بھی اسے کافر نہیں کہنا چاہئے۔ کسی کو کافر کہنے سے جو کفر کا سزاوار نہیں ہے اسے کافر کہنے والے پر کفر پلٹ آتا ہے۔اسی طرح ہی حدیث شریف میں ہے۔ صلی اللہ علی صاحبہ افضل الصلوٰۃ والتحیات وآلہ واصحابہ اجمعین

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے معترضین کو اعتراض ہے کہ آپ نے متابعت کے کئی درجات بیان کئے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے مجاہدات وغزوات واعمال پر تمہاری کوئی نظر نہیں ہے۔

جواب: فرائض ،واجبات اور سنن مؤکدہ کی اتباع لازم ہے اور ان مجاہدات وریاضات کی ادائیگی میں چھوٹ نہیں ہے۔ بلکہ میں (شاہ غلام علی دہلوی) تو کہتا ہوں کہ بھوک کے غلبے، تہجد میں طول قیام وقنوت کے سبب قدم مبارک متورم ہوجاتے تھے اور جنگ وجہاد میں سبقت آنحضرت ﷺ کا خاصہ ہے ۔امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ ہم شدت حرب وضرب میں آنحضرت ﷺ کی پناہ لیتے تھے پس جہاد اصغر اور جہاد اکبر میں استطاعت شرط ہے، معترضین اور تمہارے مقتداء بھی کم کوش ہیں مگر بمطابق مقدور یسّروا ولا تعسّروا وخذوا من الاعمال ماتطیقون یریداللہ بکم الیسر ولایریدبکم العسر اللہ تعالیٰ نے محنتیں اور مشقتیں آسان فرمادی ہیں۔(فالحمدللہ)

دیگر یہ بات کہ آنجناب حضرت مجدد نے یہ نہیں فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے تمام اعمال کی متابعت کی جائے ۔ہم عقائد واعمال فقہ، اذکار قلبیہ، احوال باطن اور باطنی طور پر ہبوط وعروج میں متابعت رکھتے ہیں ۔ تجھ پر یہ پوشیدہ نہیں ہے کہ ان درجات متابعت کے بغیر کوئی ولی نہیں ہوسکتا ہے اور یہ شوروغوغا حضرت مجدد کے کلام کو نہ سمجھنے کی

Marfat.com

وجہ سے ہے۔مگر یہ لفظ کہ کمالِ متابعت سے متبوع کے ساتھ ایسا اتحاد پیدا ہوجاتا ہے جس کے لئے اہل طریقت نے فنافی الشیخ ،فنافی الرسول اور فنافی اللہ کی اصطلاحات مقرر کی ہوئی ہیں ۔فنافی الرسول سے آنحضرت ﷺ کے کمالات کے رنگ سے رنگین ہونا مراد لئے گئے ہیں اور یہی مراد مجدد الف ثانی کے کلام کی ہے۔ بے محابا اور بے لحاظ خودکو اور ممکنات کو خدا کہتے ہیں اللہ توبہ کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔

شرع شریف کی وضع اور نزولِ قرآن مجید غیریت پر ہے۔اہل سکر کا کلام حجت نہیں ہے انہوں نے جو کچھ فرمایا ہے کمالات آنحضرت ﷺ کے ظہورِ پرتو سے آنجناب کے ساتھ اتحاد بطور تبعیت فرمایا ہے کہ محمد را بنمود کہ مرا چنیں باید بود (یعنی حضرت محمد ﷺ پر یہ بات عیاں کی گئی کہ مجھے ایسا ہونا چاہئے تھا) حضرت مجدد تو بندۂ خاص سے اتحاد بطور تبعیت تثابت کرتے ہیں اور تم خدا سے اتحاد بطور عینیت ثابت کرتے ہو سبحانہٗ تعالیٰ عن ذالک ۔ جناب معترض آنکھیں بند کرکے بلا سوچے سمجھے اعتراضات کئے جاتے ہیں تاکہ لوگوں کو آپ کے طریقہ (جو صراط مستقیم ہے) سے باز رکھیں ۔خدارا اس کستوری پر خاک نہ پھینکیں کہ مشک کی خوشبو پنہاں نہ رہے گی۔ معترض رحمۃ اللہ علیہ افادہ کرتے ہیں کہ عہد اول کے درویش غنا پر فقر کو فضیلت دیتے تھے۔اور آنجناب حضرت مجدد غنا و اسباب دنیا کی طرف میلان رکھتے ہیں ۔ یہ غلط ہے ثابت نہیں ہے ۔آپ تو فرماتے ہیں کہ فقراء کی آستاں نشینی اغنیاء کی صدر آرائی سے بہتر ہے۔فرماتے ہیں کہ یہاں کے درویشان اگرچہ وجہ نہیں جانتے لیکن رزق کے سلسلہ میں فراغتیں رکھتے ہیں ۔ میں (شاہ غلام علی دہلوی) کہتا ہوں کہ اپنی ضروری حاجات اور فقرا کی اعانت کے طور پر طلبِ غنا محمود ہے۔حضرات سلیمان علیہ السلام ،امیر المومنین عثمان غنی ،عبدالرحمن بن عوف اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ کے بعد بکثرت اسباب دنیا کے مالک تھے اور اس جماعت کے مراتبِ قرب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ،یہ ہے عقیدہ اہل

Marfat.com

سنت و جماعت۔

اس بارے میں اہل طریقت کا اختلاف ہے کہ فقر مع الصبر کو فضیلت ہے یا غنا مع الشکر کو فضیلت حاصل ہے، آنحضرت ﷺ جو فاقہ کشی کے بوجھ کی طاقت رکھتے تھے اس لئے آپ نے فقر اختیار فرمایا آپ کا فرمان عالیشان ہے اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ فَیُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ (ﷺ) پس عبادت میں ضعف اگر فقر کی وجہ سے ہو تو ایسی غنا جو عبادت میں موجبِ طاقت ہو اس فقر سے بہتر ہے کہ شاکرین اغنیاء ایسے فقراء پر زبان درازی کریں ان کا ایسا کرنا اس حدیث سے غفلت کا ثبوت ہے ذلك فضل الله یؤتیه من یشاء جو پیغمبر خدا ﷺ نے شکر گذار دولتمندوں کے بارے میں فرمایا ہے

کمترینِ درویشاں بلکہ خاکپائے ایشاں عبداللہ المعروف غلام علی عفی عنہ طریقہ شریفہ قادریہ میں شرف بیعت سے مشرف ہے اور حضرات چشتیہ سے نیاز و اخلاص رکھتا ہے، البتہ اذکار و اشغال و مراقبات اور باطنی نسبت کا کسب خاندان عالی شان بزرگان نقشبندیہ مجددیہ رحمۃ اللہ علیہم سے کرتا ہے۔ پس بزرگان مجددی کا حق اس فقیر پر ثابت ہے لہٰذا یہ مختصر رسالہ اس طریقہ کے مخلصین کے لئے تحریر کیا ہے جو حضرت مجدد پر دفع اعتراضات کیلئے کافی ہے اور مبسوط رسائل کی حاجت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس خاندان کے حضرات علیہم الرضوان کے دامانِ عنایت اور توسل کی برکت سے اس عاجز کے اس عمل کو قبول فرمائے، ان اکابر کی رضاء و عطا کے قابل بنادے اور اپنی دائمی رضا، لقاءِ روح افزاء کا شوق، اتباع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور حسن خاتمہ کی کرامت سے نوازے آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسٓ

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین وبارك وسلم

(عاجز مترجم رب نواز خان اجمیری کی بھی یہی دعا ہے)

Marfat.com

Marfat.com

رسالہ در رفع اعتراضات بر بعض عبارات

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

تالیف

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ماخوذ

فتاویٰ عزیزی

مطبوعہ مطبع مجتبائی، میرٹھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ و اصحابہ اجمعین مورد اشکال موافق آنچہ ازین عبارت مفہوم میشود چند چیز است۔ اول آنکہ مقام محبت ارفع است از مقام خلت پس باوجود حصول مقام محبت تحصیل مقام خلت چہ درکار است جوابش آنکہ صاحب اشکال خود اقرار کردہ است باآنکہ شب معراج بجناب حضرت خاتمیت مقام محبت عطا شدہ بود چنانچہ از خبر بیہقی آوردہ واز جامع صغیر نقل کردہ بعدازان خود نقل نمودہ کہ آنحضرت خود را خلیل گفتہ اند و نیز از کتب صحیحہ آوردہ ان اللہ اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراھیم خلیلا پس معلوم شد کہ باوجود حصول مقام محبت کہ ارفع از مقام خلت است حصول مقام خلت درکار بود الا بحصول آن فخر نمی فرمودند و نمے گفتند ان اللہ اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراھیم خلیلا و نیز از احادیث صحیحہ صاحب اشکال خود فہمیدہ است کہ جمیع کمالات از خاتمیت و اولوالعزمی و رسالت بآنجناب عطا شدہ است و ظاہر است کہ درین کمالات بعضے ارفع اند و بعضے غیر ارفع پس معلوم شد کہ باوجود حصولِ ارفع حصولِ غیر ارفع ہم درکار میشود خصوصاً وقتیکہ آن

Marfat.com

غیر ارفع طریق حصول ارفع باشد و در راه آن واقع شود که درینصورت حصول آن غیرارفع موقوف علیه حصول ارفع است اگر نظربآن کنند که آن غیرارفع فی نفسه کمال است نیز مطلوب است و اگر نظربآن کنند که آن غیر ارفع طریق حصول ارفع است پس نیز مطلوب است مثل آنکه جسم را نامی بودن کمال است و حساس بودن کمالے است دیگر ارفع ازان ونطق وعقل کمالے است وراء این دوکمال وآن هر دو کمال درطریق این کمال آخر واقع اندپس آن هر دو کمال بهر دو وجه مطلوب اند بذاتهما و بغیر هماوهمچنان مقام خلت را لسبت بامقام محبت باید فهمید دوم آنکه مقام خلت هم جناب آنحضرت را صلی الله علیه وسلم حاصل بود چنانچه احادیث صحیحه بآن ناطق است پس حصول آن بعد از هزار سال چه معنے دارد.جوابش آنکه حصول مقام خلت آنجناب را بلاشبهه یقینی وقطعی است بدلیل احادیث صحیحه و هم باین دلیل که در راه مقام محبت واقع است و موقوف علیه مقام محبت است وحصول الموقوف بدون الموقوف علیه محال لیکن تصرف دران مقام خلت فرمودن و طالبانرا بالاصالته بآن مقام رسانیدن و طریق تحصیل این مقام را مدون و مفصل ساختن موعود بود که بعد از هزار سال حاصل خواهد شد مانند آنکه موافق احادیث صحیحه متواتره خلافت تمام روے زمین از مشرق تامغرب و ازجنوب تاشمال آنحضرت را بطریق اجمال حاصل بود بدلیل اعطیت مفاتیح کنوز الارض و در روایت دیگر است که وضعت مفاتیح کنوزالارض فی یدی و در صحیحین وارد است که زوّیت لی

Marfat.com

الارض مشارقها ومغاربها وسیبلغ ملك امتی مازوے لی منها ودر روایت دیگر ان الله زوی لی الارض مشارقها ومغاربهاواعطیت مفاتیح کنوزالارض و در بعض روایات که در صحاح آمده جاءنی جبرئیل بمفاتیح کنوز الارض علی فرس ابلق حال آنکه ایں معنی در زمان سعادت نشان آنجناب و درعهد کرامت عهد خلفاے راشدین واقع نشد بلکه فتح هند بردست سلطان محمود غزنوی وفتح ترکستان بردست دیگران وفتح روم بالکلیه بردست عثمان ترکمانی و اولاد او بوقوع آمده وهنوز ملك حبشه وملك وسیع چین و خطاازقلمروآنحضرت خارج است ان شاء الله تعالیٰ درعهد حضرت مهدی وحضرت عیسیٰ بوقوع خواهد آمد و خلافة الارض که میراث حضرت ابوالبشر ست کمالے ست عمده دراں وقت ۔ آنجناب را بتوسط بعضے افراد اُمت که اعوان مهدی وعیسے علیهماالسلام خواهند بود حاصل خواهد شد چنانچه در جامع صغیر باین معنے اشارتے واقع شده که خیرامتی عصابتان عصابة تغزواالهند وعصابة تکون مع عیسیٰ ابن مریم حالا مثل آفتاب روشن گشت که آنحضرت راجمیع کمالات حاصل بود و تصرف دران کمالات بتوسط بعضے افراد امت واقع شده در رنگ آنکه آنحضرت را علوم اولین وآخرین حاصل بود چنانچه درصحاح سته واردست که اوتیت علم الاولین والآخرین لیکن تصرف درعلم کلام مثلا بتوسط شیخ ابوالحسن اشعری وشیخ ابومنصور ماتریدی واستاد ابواسحق اسفرایینی وامام غزالی وامام رازی وامثال این مردم آنجناب راحاصل

Marfat.com

شد و ہمچنین تصرف در علم فقہ و تفصیل احکام شرعیہ از کتاب الطہارت تا کتاب السلم و الشفعہ و فرائض و وصایا بتوسط حضرت امام اعظم و امام شافعی آنجناب را حاصل شد و ہمچنین تصرف درآداب طریقت ومقرر کردن اشغال و اوراد و ذکر جہر و خفی وطور مراقبہ آنحضرت را بتوسط حضرت سید عبدالقادر جیلانی و حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند و حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتی و امثال این بزرگواران حاصل شد قولہ وکمالات مختصہ آنجناب کہ در علم بود ہمہ عطا نمود فیہ بحث ظاہر زیراکہ اگر مراد عطاء تقدیری است پس مسلم است لیکن دراِنَّ اللّٰہَ اِتَّخَذَنِیْ خَلِیْلًا نیز اتخاذ تقدیری مراد خواہد شد واگر عطاء وقوعی ست پس منع ظاہراست زیراکہ مقام محمود ومقام وسیلہ ہنوز حاصل نشدہ در ہر پنج وقت بعد استماع اذان امت مامور باین دعا گردیدہ کہ آت محمدان الوسیلۃ و الفضیلۃ و ابعثہ مقاما محمود نالذی وعدتہ انک لاتخلف المیعاد چنانچہ ہرپنج وقت باین دعا ہم مامور شدہ کہ اللھم صل علے محمد و علے آل محمد کماصلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید قولہ و خلاف مقتضی طبیعت بودن از کجا ثابت شد دلیل برین از نقل باید آورد جوابش آنکہ مراد اینجا از طبیعت طبیعت عنصری نیست بلکہ مراد از طبیعت طبیعت کمالیہ است وکمال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مقتضی آن بود کہ تہذیب ظاہر باعمال جوارح و تہذیب قلب ونفس و عقل باعمال باطن فرمایند وتصرف در ماوراء آن تفویض بکمل امت نمایند زیراکہ اہم

Marfat.com

المقاصد و موقوف علیه جمیع کمالات همین را میدانستند و این معنی بر وافقان
سیرت مصطفویه از شغل جهاد و تعلیم ارکان اسلام و قواعد اجمالیه سلوك از
مداومت ذکرلسانی وتکثیرمناجات وادعیه واذکار وتفقد احوال قلب از حب و
بغض واحوال مدرکه از یقظه وغفلت وتوجه آن قوت درّاکه درضمن هرتعبیر وتجدد
خواه انفسی باشده خواه آفاقی بسوء مبدء وایثار حب الله بر ماسوی وبذل جان
ومال واهل واولاد درحب اُو ومانندِ این اعمال اوضح من الشمس است وابین
من الامس چنانچه درتفسیر ان لك فی النهار سبحا طویلا دراحادیث مروی و
مذکورست وقاعده مقرری است که شغل مالوف بحکم العادة طبیعة ثانیة مقتضی
طبیعت میشود وخلاف آن خلاف مقتضی طبیعت نیست دلیل انی این
مطلب اما دلیل نقلی پس در احادیث صحاح موجوداست که مر رسول الله
بمجلسین فی مسجده فقال کلاهماعلے خیرواحد هما افضل من
صاحبه اماهؤلاء فیدعون الله فان شاء اعطاهم وان شاء منعهم
واماهؤلاء فیتعلمون الفقه اوالعلم یعلمون الجاهل فهم افضل و
انما بعثت معلما ثم جلس فیهم ودلیل اصرح برین مقدمه آنست که
حق تعالیٰ درمقام عتاب میفرماید واصبر نفسك مع الذین یدعون ربهم
بالغداة والعشی یریدون وجه اگر خلاف مقتضیٰ طبیب آنحضرت نمیبود
امربصبر چرامیفرمود و همچنین آیه ولا تطردالذین یدعون ربهم بالغداه
والعشی یریدون وجهه ودلیل لمی برین مقدمه آنست که تعلیم این امور

Marfat.com

یعنے تہذیب ظاہر و آنچہ در حکم ظاہراست از عقل و قلب و نفس موقوف علیہ جمیع کمالات ست و بنیاد تمام کارخانہ ولایت اگر درین امور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قدم نے نہادند و بکمال جہد تصرف دران نمی نمودند بنیاد کارخانہ خراب بود و ہیچ کس از امت قائم مقام آنحضرت درین تعلیم نمیتواند شد زیرا کہ این امور بغیر نصوص صاحب شریعت نمیتوان دریافت و کشف و عرفان بدریافت این مطالب نمیرسد بخلاف کمالات دیگر کہ دریافت آن بکشف و فراست نیز میتوان شد و شدہ است لیکن کشف و معرفت ہم موقوف بر تہذیب ظاہر و مافی حکمہ است پس تعلیم تہذیب ظاہر و مافی حکمہ معنی است از تعلیم تفاصیل مکشوفات اگر گوئی این کلام و این آیات و احادیث بلکہ تتبع سیرت جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم چنانچہ دلالت میکند برترک تصرف ایشان درتسلیک طریق خلت ہمچنان دلالت میکند برترک تصرف ایشان در جمیع ولایات بعین ما ذکر فی المقامات گویم فی الواقع شغل و تصرفیکہ آنجناب را در تہذیب ظاہر و مافی حکم الظاہر بودہ در تہذیب باطن و کشف باطن نبود چنانچہ از تتبع سیر ہویدا است لیکن در مقام خلت و دیگر ولایات فرق بدیہی است بسہ وجہ اول آنکہ ازمقامات دیگر نشان دادہ اند و طریق تحصیل آن بیان نمودہ تارۃ صریحا و تارۃ کنایۃ مثلا یحبہم ویحبونہ ورجلٌ یحب اللہ وسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ ورضی اللہ عنہم ورضوا عنہ و لقدرضی اللہ عنہ المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم مافی قلوبہم

Marfat.com

وان الله امرنی بحب اربعة من اصحابی واخبرنی انه یحبهم الے غیرذالك من الآیات والاحادیث الدالة علے ان بعض الافعال والاشغال علامة حب الله اے کون الشخص محباالله وبعضها موصل اے محبوبیة الله بخلاف مقام خلت کہ ہرگز از طریق تحصیل و علامات حصول این نشان ندادہ اند وجہ دوم آنکہ ولایات دیگر در زمان قریب از زمان سعادت نشان آنحضرت رائج و متداول شدند وصحابہ وتابعین و تبع تابعین وهلمّ جراً الے زمان الجنید و اقرانه ثم هلمّ جرًا الے زمان روساء القادریة والچشتیه کثرالتداول و طرق تحصیل آن مدوّن ومبوّب ومفصل گردید بخلاف مقام خلت کہ درین عہود متطاول اصلاکسے مذکور آن نکردہ و نہ طریق تحصیل آنرا کسے بیان نمود تا ہزار سال گزشت و طریق تحصیل آن مقام در پردہ اختفاء احتجاب ماند تا آنکہ حق تعالیٰ حضرت مجدد را بر روے کارآورد وایشانرا منشاء ظہور این مقام کہ در جوہر شریف آنحضرت صلی الله علیه وسلم مودع ومکنون بود گردانید و ہزاران طالبان را بطفیل ایشان سلوك این طریقہ میسر شد الحمدلله علی ذلك حالا بیان این طریقہ بوجہے نمایم کہ اختصاص آن باتباع مجددیہ کالشمس فی رابعة النهار منکشف گردد بگوش تامل باید شنید و قبل از حضرت مجدد طرق سلوك ہمہ از راہ محبت ومحبوبیت بودہ اند اول راہ محبت مے پیمودند وآخر بمرتبہ محبوبیت فائز میشدند و آنچہ لوازم محبت است از ذکر جہر و وجد و شوق وانکسار وتضرع وصبر وتوکل ورضا

Marfat.com

جوئی اُو و مراقبہ صفات خصوصاً احاطہ و معیت و استغراق در توحید وجودی و فعلی و خود را کاملیت فی یدالغسال داشتن و صفات خود را و غیر خود را مستهلک در صفات اُو دیدن بلکہ ذات خود را در ذات او مندمج ساختن و حسن و جمال او را در ہر مظہر مشاہدہ نمودن دران کوشش بلیغ مینمودند تا آنکہ بانوار و تجلیات درابتداء سلوک و فنا و بقا در انتہاے آن فائز میگشتند دوم اتحادے زدند کہ انا من اہوی و من اہوی انا تا آنکہ حضرت خضر علیہ السلام بحضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کہ ارہاص طریقہ مجددیہ بودند تعلیم ذکر خفی نمودند باز در عہد حضرت خواجہ نقشبند این معنی برگ و بار پیدا کرد لیکن در عہد حضرت خواجہ عبیداللہ احرار علوم توحید با این نسبت ممتزج شدند و غلبہ پیدا کردند تا آنکہ حضرت مجدد قدس اللہ سرہ آن ہمہ را در بطون بطون رسانیدند و از چاک سینہ خود سراغے بمحبوب پیدا کردند مالا عنایت ساری موقوف شد و شوق و اشتیاق و وجد و مناجات و تضرع یک طرف ماند ہر چہ است در قلب و روح و سر و خفی و اخفی و عناصر و بدن است تا آنکہ انوار و تجلیات از باطن خود در باطن خودے افتد و رفتہ رفتہ بمقام خلت میکشد معنے محبت عاشقی است و معنے محبوبیت معشوقی است و معنی خلت یارانہ است اینجا صحبت یارانہ است و سابق عاشقی و معشوقی بود درینجا راز و نیاز از جانبین است و سرگوشیہا از طرفین واقع میشود و در عاشقی نعرہ و بیتابی و سر بر در و دیوار شکستن و در معشوقی ناز و دلال و فخر و مباہات بودہ است انیست طریق خلت بطریق اجمال و اگر تفصیل آن کسے خواہد با اتباع مجددیہ چند سال نشست و

Marfat.com

برخاست نماید در وجدان خود نظر کند که چه رنگ پیدا میشود وراے طرق سابقین و از بسکه الوجدان لایکون دلیلا علی الغیر اگر غیر منکر شود باکے ندارد

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انند کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را
قاصری گرکند این طائفہ راطعن قصور حاش للہ کہ برآرم بزباں این گلہ را
ہمہ شیران جہان بستہ این سلسلہ اند روبہ از حیلہ چساں بگسلداین سلسلہ را

وجہ سوم آنکہ خلت حالتے است ممتزج از محبت و محبوبیت من الجانبین پس نسبت اوبامقام محبت و محبوبیت نسبت مرکب و بسیط است والبسیط مقدم علی المرکب طبعاً فقدہم وضعا اول درین امت محبت صرفہ و محبوبیت صرفہ راسخ شد بایں طریق کہ در اوائل سلوک محبت باشد و درآخر آن محبوبیت کما فی السالک المجذوب یا بالعکس کما فی المجذوب السالک وچون دورۂ بسائط تمام شد دورۂ مرکب شروع شد

چون فراغت ز مفردات آمد وقت مشقِ مرکبات آمد

وعجب آنست کہ ہرچند این طریقہ مجددیہ در رواج وشیوع فیضان فیوضِ الہی درضمن آن بر امت مصطفویہ متاخر است از طرق دیگر لیکن مبدء آن مقدم است برمبادی طرق دیگر زیرا کہ این طریقہ منسوب است بحضرت صدیق اکبر و اواولِ خلفاء است اول من اسلم من الرجال البالغین است ونیز در حق او استحقاق خلت منصوص است چنانکہ ارشاد پیغمبر است لو کنت متخذامن امتی خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا الی آخر الحدیث واگر کے

Marfat.com

بخاطر فتور کند که درین صورت لازم می آید که عوام اتباع مجددیه افضل باشند از اولیاء سابقین سبحانك هذا بهتان عظیم گویم جوابش بسه وجه است اول آنکه این وقتے لازم آید که طریق خلت را افضل از جمیع طرق انگاریم حالانکه چنین نیست بلکه محبوبیت افضل است از مقام خلت بدلیل لأوثرن حبیبی علے خلیلی دوم آنکه افضلیت بعلو مرتبه است در هر مقام که باشد خواه خلت خواه محبت خواه محبوبیت مثالش آنکه بادشاهان و امرا را یاران و مصاحبین میباشند که مدام در حضور حاضر باشند و راز و نیاز بآنها درمیان و امراء و صوبه داران عمده و رساله داران و داردمه هائے کارخانه جات ومتصدیان دفاتر میباشند و مرتبه اینهمه اشخاص بسیار بلند از مرتبه یاران و مصاحبان میباشند گو دوامِ حضور و صحبت دائمی مخصوص بیاران و مصاحبان مجلس است بلکه باخواص و خدمتگاران سوم آنکه منتهیان هرطریقه را این معنی یعنی دوام حضور و قرب دائمی حاصل است پس نسبت این قرب دائمی نیز از منتهیان طریق دیگر نمیتواند شد آرے مبتدیان این طریقه را بایں وجه ترجیح و تفضیل میتواند بود که در مجاهدات وریاضات وکشف وکرامات و ظهور خوارق عادات مبتدیان طرق دیگر ارجح باشند ولهذا گوینده گفته است

اول ما آخر هر منتهی است ز آخر ما جیبِ تمنا تهی است

ماصل آنکه فضل جزئی را بجای کلی گرفتن و ملاحظه وجوه فضلش نکردن کار قاصر فهمان است قوله پس متوسطے از افراد امت آنحضرت صلی الله علیه وسلم را

Marfat.com

باید کہ از راہ دیگر مناسبت بمحیط داشتہ باشد تا او اکتساب کمالات آن مرتبہ نماید و بحقیقت آن مرتبہ متحقق گردد این الفاظ ناشی از کدام عالم ست منجر بتشویش میشود گویم ہیچ جائے تشویش نیست زیرا کہ مراد از راہ دیگر محبت و محبوبیت است وازین ہر دو راہ مناسبت بمحیط دائرہ خلت میتواند شد لما سبق ان الخلة ماهية ممتزجة من المحبة والمحبوبية وبحصول احد الجزئين من شئے يحصل مناسبته مع ذلك الشئ و هذا الامر كالبديهى ظاهرا معترض از راہ دیگر راہ ورائے اتباع پیغمبر علیہ السلام فہمیدہ و بہ تشویش افتادہ حال آنکہ خود در کلام سابق اقرار نمودہ کہ جناب پیغمبر ما را صلے اللہ علیہ وسلم جمیع راہ ہا کشادہ بودند ہیچ راہے از حیطہ جمعیت ایشان بیرون نماندہ باز این توہم چہ معنی دارد و ہرچند ازین عبارت بطریق صراحت مستفاد نمی شود کہ مراد ازین فرد ذات شریف خود را مراد داشتہ باشند لیکن واقع چنین است و ہرکہ از احوال حضرت ایشان آگاہ است میداند کہ جمیع این قیود در ذات حضرت ایشان متحقق بود زیرا کہ ایشانرا قبل از آنکہ این طریقہ عنایت شود از والد بزرگوار خود حضرت شیخ عبدالاحد قدس سرہ طریقہ قادریہ را کہ بناء آن بر محبوبیت است باستیفاء کسب فرمودہ بودند و حضرت شیخ عبدالاحد از شاہ کمال کنتلی و ایشان از سید فضیل و ہلم جراً الی آخر السلسلة و عجب تر آنکہ حضرت ایشانرا بعد از آنکہ این طریقہ عنایت شد و سالہائے تسلیک طالبان درین طریقہ فرمودند باز حضرت شیخ سکندر نبیرہ حضرت کمال کنتلی قدس اللہ سرہما بامر و اجازت از

Marfat.com

صاحب طریقہ محبوبیت خرقہ را آوردہ در سرہند بحضرت ایشان پوشانیدند پس از راہ مقام خلت بمقام محبوبیت رسیدند چنانچہ سابق از راہ محبوبیت بمقام خلت رسیدہ بودند و این قسم نیرنگہا از عجائب معاملات خداست با بندگان برگزیدہ خود چنانچہ حضرت پیغمبر ما را صلے اللہ علیہ وسلم در ابتداء بوضع حجراسود و شرکت در بناے کعبہ مقام ابراہیمی حاصل شدہ بعد ازان در مدینہ منورہ بسبب اشتغال بجہاد و مقابلہ با یہود و نصاریٰ مقام موسوی و عیسوی حاصل شد بلکہ از شب معراج وقوع اسرا بسوے بیت المقدس آغاز این معنی شدہ بودتا غزوہ تبوک کہ اول غزوات شام است این معنی تضاعف و تزاید پذیرفت تا آنکہ درجۃ الوداع باز بکمال ابراہیمی مشرف شدند و مقام ابراہیمی دران روز جلوہ عظیم نمود و النہایۃ ھی الرجوع الی البدایۃ متحقق گشت ۔ قولہ و در بعضے جا حضرت مجدد نوشتہ اند آن فرد خضر باشد یا الیاس درینجا خود را صریح مراد داشتہ اند گوئیم درین کلام تناقض نیست زیراکہ در مکشوفات اکثرش مبہم القا میشود باز تعین آن مبہم میفرمایند و در وقتیکہ شے مبہم القا میشود عقل را در تعیین ما صدق آن مبہم جولانی رو میدہد چنانچہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم این قسم ابہام و تعیین واقع شدہ در صحیحین موجود است انی رایت دارھجر تکم ما بین نخل و ماء فذھب وھمی انھا الیمامۃ او ھجر فاذاھی المدینۃ یثرب ہمچنین است حال حضرت مجدد درین کشف اول ایشانرا بطریق ابہام معلوم شد کہ فرد متوسط چنین و چنان می باید چون دیدند کہ اساس این طریقہ حضرت

Marfat.com

خضر نہادہ اند خیال بایں طرف رفت باز ملاحظہ نمودند کہ حضرت خضر بامردم اختلاط بسیار دارند وطریقہ خلت را خلوت وانزدا لازم است خیال بطرف حضرت الیاس رفت واین ہمہ بنا بر این بود کہ متوسط در حصول کمالے برائے پیغمبر عالی قدر جز پیغمبر نمیتواند شد و در افراد این امت غیر ازین دو بزرگ پیغمبرے نیست آخر معلوم فرمودند کہ این متوسط را پیغمبر بودن ضرور نیست بلکہ کمال متابعت پیغمبر خود کافی است درین امر و نیز مقصود انزدا و خلوت درانجمن است کہ بناء طریقہ حضرت خواجگان بر آنست نہ خلوت جسمانی و بہرحال بالیقین معلوم شد کہ آن متوسط ذات شریف ایشان است تحدیثا بنعمۃ اللہ کہ بآن ہرکس مامور است اما بنعمۃ ربك فحدث واشگاف بآن معنی اظہار نمودند این قسم اختلافات راتناقض فہمیدن کارکسے است کہ بامکشوفات این مردم آشنا نیست و الاازکلام شیخ اکبر در جایہاے بسیار مستفاد میشود کہ خاتم الاولیاء این امت حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ است و در جاہای بسیار خود را خاتم الاولیا قرار دادہ اند

چو بشنوی سخنِ اہلِ دل مگو کہ خطاست سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا است

قولہ منم کہ این کمالات را برسول خدا کسب کنانیدم اقوال ازین عبارت صریح خیانت درنقل و تحریف واقع شدہ زیراکہ متبادر ازکسب کنانیدن آن است کہ ین فرد بجاے شیخ و مرشد باشد و رسول خدا حاشا من ذلک بجاے طالب و تلمیذ باشند و ہرگز مفاد کلام حضرت ایشان این معنی نیست حق عبارت آن بود

Marfat.com

که منم این کمالات را کسب کرده منسوب بجناب رسول خداساخته ام و د. کمالات بانهایت آنجناب بطریق نیاز گزرانیده ام و در جریده اعمال آنجناب نویسانیده ام ۔ اگر بزبان طالب علمانه این معنی را ارادہ کرده شود باید گفت که ہرگاه که گفتہ شود که این صفت فلانے را بواسطه فلان چیز حاصل شد دو معنی بہم میرسد اول آنکه واسطۂ واسطه فے الثبوت باشد یعنے آن صفت اولاً واسطه را حاصل شده ازان بطریق سببیت مثل آن چیز بذی الواسطه حاصل شد کحرارة الماء بواسطة النار فان هناك حرارتين احدهما قائمة بالنار والاخرى قائمه بالماء ناشية عن حرارة النار واین معنی ہرگز مراد حضرت ایشان نیست دوم آنکه واسطهٔ واسطه فے العروض باشد یعنی صفت واحده قائم شود بواسطه حقیقةً و ہمان صفته واحده قائمه بالواسطه منسوب گردد بذی واسطه مثل حرکة جالس السفينة بواسطة السفينة فان هناك حركة واحدة قائمة بالسفينة لا بالجالس نعم ينسب هذه الحركة اے جالس السفينة بالعرض والمجاز و مراد حضرت ایشان ہمین معنی است یعنی کسب این کمالات من کردم وآن کمالات بمن قائم شده منسوب بجناب رسول خدا گشته اند بحکم آنکه اعمال امت در جریده اعمال پیغمبر محسوب میشود وآنحضرت فی نفسه مستغنی اند از کسب این کمالات لحصول کمال ارفع منه واین معنی ہیچ قباحت ندارد ونیز این را بدلائل بسیار ثابت کرده میدہم بعون الله وتوفیقه ازانجمله قصه مفاتیح کنوز ارض وتصرف تام زمین از

Marfat.com

مشرق تا مغرب از دست تابعان آنحضرت بآنحضرت منسوب گشت و بعداز صدها سال بلکه زیاده بر هزار سال زویت لی الارض مشارقها و مغاربها متحقق شد و ازانجمله آنکه بفتح فارس و روم و هلاک کسری و قیصر از دست شیخین رضی الله عنها واقع شد و بعداز چند سال از وفات آنحضرت بآنجناب منسوب گشت و ازانجمله آنکه درحدیث صحیح وارد است که آنحضرت حضرت علی را فرمودند که یاعلی انك تقاتل علے تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیله و این معنی بعد از سی سال از دست حضرت علی مرتضیٰ بوقوع آمد و در جریده اعمال آنحضرت محسوب گشت اینجا نمیتوان گفت که قتال علے تاویل القرآن کمالی بود عمده و آنحضرت را حاصل نشده مگر بواسطه مرتضیٰ زیراکه کمال آنجناب که قتال علی تنزیل القرآن بود ارفع و اکمل است از قتال علی تاویل القرآن لیکن چون این قتال یعنے تاویل القرآن آنحضرت را بیواسطه متوسطے از افراد امت ممکن نبود ناچار متوسطے را بر روے کار آوردند که بواسطه او این قتال منسوب بآنجناب گردد وجه عدم امکان آنست که درعهد آنحضرت صلی الله علیه وسلم قتال علے تاویل القرآن متصور نیست زیراکه هر تاویل راکه آنحضرت بزبان خود فرمایند آن تاویل تنزیل میگردد پس قتال برآن قتال برتنزیل میشود نه بر تاویل و منکر آن تاویل کافر میشود گویا که منکر نص صریح قرآن شد پس لابد متوسطے باید ذوجهتین من جهة خلیفه و مجتهد باشد تا انکار تاویل او کفر نگردد و بانکار تنزیل منجر نشود و من جهة متحد الحکم برپیغمبر که خلیفه حکم مستخلف دارد چون انکا

Marfat.com

حکم او بالعرض انکار حکم پیغمبر است آن کارش منسوب بآنحضرت میشود و در جریده اعمال آنحضرت این کمال هم ثبت گردد کذا هذا بعینه قوله آن راه از کجا آوردند اقول مراد از عالم دیگر عالم امتزاج محبت و محبوبیت است که تعبیر ازان بمقام خلت کرده میشود و این را از نزد خدا آوردند چنانچه حضرت علی مرتضی کرم الله وجهه قتال علے تاویل القرآن را از خدا آوردند و آن قتال از عالم دیگر است از قبیل جهاد کفار هم نیست و از قبیل قتل مسلمین هم نیست هیئت ممتزجه دارد این معنی ایشانرا بحکم خلافت نبوة و متابعت آنجناب حاصل شده چنانچه حضرت ایشانرا نیز بسبب کمال متابعت آنجناب روزی شده وعجب است ازکسانیکه بر حضرت ایشان طعن میکنند باین حیله که حضرت ایشان دَمِ استقلال میزنند و برزخ را از میان برمیدارند ونمی شنوند ونمے بینند که کلام حضرت ایشان در مکتوبات وغیره آن مشحون ومملو است از تحریص بر کمال متابعت پیغمبر و جابجا برائے خود وتابعان خود همین معنی را از خدا طلب دارند و جابجا میفرمایند که بناء طریق ما بر کمال متابعت سنت است و اجتناب از بدعت وهل هذا الا ظلم عظیم ختم الله علی قلوبهم وعلی سمعهم وعلی ابصارهم غشاوة قوله برزخ محمدرسول الله از میان برنمی خیزد و مراتب ولایت خلیلے تمام بواسطه باشد از ولایت موسوی حاصل شدن معنی ندارد اقول فی الحال گزشت که ولایت خلیلی آنحضرت را حاصل بودند دران نفرموده بودند بسبب شغل بمهم تر ازان حضرت ایشان را محض بکمال متابعت

Marfat.com

آنحضرت حاصل شد از پیشگاه جناب الهی و منسوب بآن حضرت گردید چنانچه تصنیف مثنوی شریف که پر از جواہرگوناں گوں علم سلوك وعلم معرفت است از حضور خداوندی بمولانا جلال الدین رومی قدس الله سره محض بکمال متابعت پیغمبر خود عنایت شد و منسوب بحضرت رسالت گشت بے آنکه تصنیف مثنوی آنحضرت ممکن باشد لقوله تعالیٰ وما علمنا ٥ الشعر وماینبغی له ارتفاع برزخ را فهمیدن از قبیل اوہام شیطانی است معاذالله من ذلك وحل شبه بالکلیه آنکه معانی و مضامین مثنوی همه ماخوذ از مشکوٰة نبوة است وکسوت شعر پوشانیدن مخصوص بمولانا جلال الدین رومی است چنانچه اجزاے مقام خلت یعنی محبت و محبوبیت همه ماخوذ از جناب ختمی است وتصرف در هیئت ممتزجه در اختصاص کافی است چنانچه واضع سکنجبین اگر دعوی اختصاص سکنجبین بخود کند سزاوار است که سرکه وشهد از دیگرے باشد و خواص سرکه وشهد را از دیگر آموخته باشد کذا هذا قوله ودعاے اللهم صل علی محمد کما صلیت علی ابراهیم بعد از هزارسال مقرون باجابت گشت و مبذول مستجاب شد اقول و درین هیچ استبعاد نیست لقوله تعالیٰ یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیه فی یوم کان مقداره الف سنة مما تعدون ازین آیة صریح معلوم میشود که بعضے کارهاے خدا بامتزاج فیض سماوی وارضی صعوداً و هبوطاً در مدت هزارسال تمام میشود فلیکن من جملتها هذا الدعاء وایضاً بعضے مواعید آلهی درباره پیغمبر و امت پیغمبر در زمان حضرت امام مهدی

Marfat.com

بوقوع خواہد آمد اگر دعاے این مطالب کردہ شود قبول آنرا قطعا زیادہ تر بر ہزار سال خواہد گزشت و در تفاسیر و روایات صحیحہ آمدہ است کہ حضرت آدم در حق خود و ذریت خود دعاے بسیار نمودہ بودند و بعضے ازان دعاہا در عہد حضرت سلیمان علیہ السلام مستجاب شد وایضاً دعاے حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہم السلام ربنا واجعلنا مسلمین لك ومن ذریتنا امة مسلمة لك الی قوله ربنا وابعث فیهم رسولا منهم یتلوا علیهم آیاتك ویعلمهم الکتاب والحکمة ویزکیهم بعد ہزاران سال مقرون باجابت شد و ہمچنین وعدہ و لقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصالحون بعد ہزاران سال مقرون باجابت شد۔ قولہ درین مدت ہزاران اولیاء و خلفاء راشدین بودند از ہیچ یکے این کار نشد تعجب است اقول محل تعجب کلام بیہودہ این شخص است نمی فہمد کہ ارادہ الٰہی مخصص بعضے حوادث ببعض اوقات و ببعض امکنہ و ببعض اشخاص است سوال لِم دراں جاری نیست وچون و چرا را دران گنجایش نیست نمیتوان گفت کہ حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین چشتی چرا مخصوص بارشاداہلِ ہند شد ند تا آنکہ شہرہ آفاق است کہ ایشانرا ولی الہند می گویند و قبل ازیشان از وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریب شش صد سال گزشتہ بود و درین مدت ہزاران ہزار اولیاء و خلفاء راشدین بودند از ہیچ یک ایں کار نشد تعجب است و فتح ظاہری ملک ہندوستان بر دست سلطان محمود غزنوی انار اللہ برہانہ مخصوص شد حالانکہ قبل

Marfat.com

ازو مدت سه صد سال تقریبا گزشته بودو دران مدت سلاطین عظام و خلفاے ذوی الاحترام بودند از ہیچ یک ایں کار نشد جاے تعجب است قولہ وآثار آن اکتساب کہ برسول خدا نسبت میکند کجا است خیلے تعجب است گوئیم معنی نسبت کردن برسول خدا سابق گزشت این شخص واسطہ فے العروض در لحوق صفتے از صفات اضافیہ بجناب حضرت رسالت پناہ متوسط واقع میشود وامت ایشانرا ازان کمال مکسوب خود بہرہ ور میسازد آثار آن جز تہذیب باطن کہ عبارت از لطائف ست بحصول ملکہ یادداشت وحضور دائمی ونسبت بیرنگی درجمع کثیراز امت مصطفویہ امرے دیگر نیست وبحمدللہ این معنی کالشمس فی رابعۃ النہار متحقق است واگر تعین مکان این جماعت کثیر کہ سوال کجا ازان بود میتوان گفت کہ بخارا وسمرقند وبلخ وبدخشان وقندہار وکابل وغزنی تاشکند و یارکند وشہر سبز وحصار شادمان کہ مسکن اہل اسلام است بے مشارکت ہنود و نصارے وروافض موجوداست غیرازین طریقہ طریقہ دیگر دران دیار رائج نیست الا شذوذا وندورا قولہ این فرد را برائے حراست امت فرستاد دلیل انی این دعوی چیست گویم برظاہر است کہ از وجود ذات شریف حضرت ایشان شبہات ملاحدہ وروافض وغالیان توحید ومبتدعان طرائق ومعتقدان شرک خفی و جلی بالکلیہ برطرف شد وتابعان ایشان بفضلہ تعالی در اتباع سنت سرگرم ودر اجتناب از بدعت پیش قدم پس بمنزلہ آن شدکہ شخصے بیاید ودعوی کندکہ مرا فلان حکیم نائب خود درین شہر ساختہ ومردم از معالجہ او منتفع شوند واُو ہم طریق

Marfat.com

دوا و علاج را بخوبی سر انجام دہد متیقن میگردد کہ این شخص صادق القول است کہ از عہدۂ خدمت خود بوجہ احسن برآمدہ و سرانجام مہمات این خدمت نمود واگر سند فرماے از دفتر حکیم مطلق مطلوب است آنہم موجود است جلال الدین سیوطی در جمع الجوامع حدیث آوردہ است یکون فی امتی رجل یقال لہٗ صلة یدخل بشفاعتہ الجنة کذا وکذا عن ابن سعد عن عبدالرحمن بن یزید بن جابر بلاغاً (طبقات کبریٰ لابن سعد جلد ہفتم :۱۳۴)انتہیٰ و شیخ بدرالدین در کتاب حضراۃ القدس آوردہ اند کہ این بشارت اشارت بوجود مسعود حضرت ایشان باشد چہ ایشان درمیان علما و صوفیہ صلہ بودند کہ اختلاف فریقین را در وحدۃ وجود بلفظی راجع داشتہ اند وخود نوشتہ اند کہ الحمدللہ الذی جعلنی صلة بین البحرین ومصلحاً بین الفئتین وحضرت ایشان از سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم مبشر شدہ اند کہ فردا چندین ہزار کس را بشفاعت توبخشد منطوق حدیث و مضمون بشارت بر آن حضرت صادق مے آید و درین مدت ہزار سال دیگرے باین لقب نگزشتہ است و این استنباط مؤید بہ نقلیات وکشفیات است و در مکتوبات حضرت ایشان مسطور ست قولہ اگر شکر نعمت است کدام قبول خواہد کرد آہ طرفہ ماجرا است شکر نعمت را صاحب نعمت باید کہ قبول کند از قبول و ناقبول دیگران چہ میکشاید فقد قال اللہ تعالیٰ لئن شکرتم لازیدنّکم پس دعا کہ قبول شکر در جناب الٰہی است بموجب وعدہ او تعالیٰ حاصل است ازقبول کسان دیگر

Marfat.com

کارے نیست

اِذَا رَضِیَتْ عَنِّیْ کِرَامُ عَشِیَّتِیْ فَلَا زَالَ غَضْبَانًا عَلٰی لِئَامُهَا

علاوہ آنکہ درین مدت دو صد سال صدہا اولیا ہزاران متقیان وصلحا از اتباع کرام حضرت ایشان بدل و جان شکر این نعمت عظمی را قبول کردند و بہزار بیان اعتراف بآن نمودند جعلنا الله من خیراتباعهم آمین رب العالمین

Marfat.com

رسالہ در رفع اعتراضات بر بعض عبارات

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

تالیف

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

علامہ بشارت علی مجددی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد واٰلہ واصحابہ اجمعین

اس عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ چند چیزیں مورد اشکال ہیں

اول: یہ ہے کہ مقام محبت مقام خلت سے ارفع ہے پس مقام محبت حاصل ہونے کے باوجود کیا مقام خلت حاصل کرنے کی ضرورت ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ معترض نے خود اقرار کیا ہے کہ شب معراج حضرت خاتمیت ﷺ کو مقام محبت عطا ہوا۔ چنانچہ معترض نے کہا ہے کہ یہ خبر بیہقی کی روایت سے ثابت ہے اور جامع صغیر سے نقل کیا ہے۔ اس کے بعد معترض نے پھر خود نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے آپ کو خلیل فرمایا ہے اور کتب صحیحہ میں لکھا ہے:

ان اللہ اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراھیم خلیلا

یعنی ''اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا''۔

معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کو مقام محبت جو مقام خلت سے ارفع ہے حاصل تھا مگر اس کے باوجود مقام خلت کا حاصل کرنا بھی درکار تھا ورنہ مقام خلت کے حصول پر فخر نہ کرتے اور یہ ارشاد ان اللہ اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراھیم خلیلا نہ فرماتے، خود معترض نے احادیثِ صحیحہ سے یہی سمجھا ہے کہ خاتمیت، اولوالعزمی اور رسالت جیسے تمام کمالات آنحضرت ﷺ کو عطا ہوئے ہیں، ظاہر ہے کہ ان کمالات میں بعض ارفع ہیں اور بعض غیر ارفع ہیں۔ معلوم ہوا کہ اگر ارفع حاصل ہو جائے تو

Marfat.com

پھر بھی غیر ارفع درکار ہوتا ہے۔ خصوصاً جب وہ غیر ارفع، حصولِ ارفع کیلئے واسطہ ہو اور وہ راہ میں واقع ہو تو اس صورت میں اس غیر ارفع کا حاصل ہونا موقوف علیہ ہے اس ارفع کے حصول کیلئے، اگر یہ دیکھا جائے کہ وہ غیر ارفع فی نفسہٖ کمال ہے تب بھی وہ مطلوب ہے اور اگر یہ دیکھا جائے کہ وہ غیر ارفع حصولِ ارفع کے لئے ذریعہ ہے تو پھر بھی مطلوب ہے مثلاً جسم کیلئے نامی ہونا کمال ہے اور حساس ہونا بھی ایک دوسرا کمال ہے جو اس سے بھی ارفع ہے اور نطق و عقل بھی ایک کمال ہے جو ان دونوں سے وراء ہے اور وہ دونوں کمال اس تیسرے کمال کیلئے واسطہ ہیں پس وہ دونوں کمال بذاتہما اور بغیر ہما دونوں وجہ سے مطلوب ہیں یونہی مقام خلت کی مقام محبت کے ساتھ نسبت سمجھنی چاہئے۔

دوم: یہ ہے کہ مقام خلت بھی آنحضرت ﷺ کو حاصل تھا۔ چنانچہ احادیث صحیحہ اس پر ناطق ہیں تو ہزار برس کے بعد اس کے حاصل ہونے کے کیا معنی ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ یقینا اور قطعی طور پر احادیث صحیحہ کی دلیل سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کو مقام خلت حاصل تھا اور یہ بھی دلیل ہے کہ وہ مقام محبت کی راہ میں واقع ہے اور مقام محبت کے لئے موقوف علیہ ہے اور موقوف علیہ کے بغیر موقوف کا حصول محال ہے لیکن مقام خلت میں تصرف فرمانا، طالبین کو بالاصالۃ اس مقام میں پہنچانا اور یہ مقام حاصل کرنے کا طریقہ مدون اور مفصل کرنا موعود تھا کہ وہ ہزار برس کے بعد حاصل ہونگے چنانچہ احادیث صحیحہ اور متواترہ سے ثابت ہے کہ خلافت تمام روئے زمین کی مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک آنحضرت ﷺ کو اعطیت مفاتیح کنوز الارض (مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں) کی دلیل سے اجمالاً حاصل تھی

دوسری روایت میں ہے:

Marfat.com

وضعت مفاتیح کنوزالارض فی یدی یعنی زمین کے خزانوں کی چابیاں میرے ہاتھ میں رکھی گئیں۔

صحیحین میں وارد ہے

زوّیت لی الارض مشارقھا ومغاربھا وسیبلغ ملك امتی ما زوی لی منھا یعنی ''میرے لئے مشرق ومغرب کی زمین سمیٹ دی گئی ہے عنقریب وہ میری امت کی ملک ہوگی جو کچھ میرے لئے سمیٹ دیا گیا''۔

دوسری روایت میں ہے:

ان اللہ زوی لی الارض مشارقھا ومغاربھا واعطیت مفاتیح کنوز الارض یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کے سب مشرق ومغرب سمیٹ دیئے اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں''۔

صحاح کے علاوہ دوسری بعض کتابوں میں روایت ہے:

جآء نی جبریل بمفاتیح کنوز الارض علی فرس ابلق یعنی ''میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لے کر حضرت جبرائیل علیہ السلام ابلق گھوڑے پر آئے۔

حالانکہ یہ امر نہ آنحضرت ﷺ کے دور سعادت میں ظہور پذیر ہوا اور نہ ہی خلفائے راشدین کے عہد کرامت میں واقع ہوا بلکہ ہندوستان سلطان محمود غزنوی کے ہاتھوں فتح ہوا۔ ترکستان بعض دوسرے اہل اسلام کے ہاتھ سے فتح ہوا۔ روم مکمل طور پر عثمان ترکمانی اور اس کی اولاد کے ہاتھوں فتح ہوا۔ اب تک ملک حبشہ اور ملک وسیع چین اور خطا آنحضرت ﷺ کے قلمرو سے خارج ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے عہد میں یہ ملک بھی آجائیں گے۔ خلافت الارض جو حضرت ابوالبشر علیہ السلام کی میراث ہے ایک عمدہ کمال ہے۔ اُس وقت

Marfat.com

آنحضرت ﷺ کی امت کے بعض افراد جو حضرت امام مہدی و حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے معاون ہونگے کی وساطت سے یہ کمال حاصل ہوگا چنانچہ جامع صغیر میں اس معنی کی طرف اشارہ واقع ہوا ہے۔

خیرامتی عصابتان عصابة تغزوا الهند وعصابة مع عیسی ابن مریم یعنی میری امت میں زیادہ بہتر دو گروہ ہیں۔ ایک وہ گروہ ہے جو ہند میں جہاد کرے گا۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہے گا۔

اب آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ کو سب کمالات حاصل تھے اور بعض کمالات میں تصرف امت کے بعض افراد کے ذریعے واقع ہوا۔ یونہی آنحضرت ﷺ کو اولین و آخرین کے علوم حاصل تھے۔ صحاح ستہ میں وارد ہے:

اوتیت علم الاولین والاخرین.....یعنی مجھے اولین و آخرین کا علم دیا گیا

لیکن علم کلام میں تصرف مثلاً حضرات شیخ ابوالحسن اشعری، شیخ ابو منصور ماتریدی، استاد ابو اسحاق اسفرائینی، امام غزالی اور امام رازی رحمۃ اللہ علیہم جیسے بعض دیگر علماء کی وساطت سے آنحضرت ﷺ کو حاصل ہوا۔

ایسا ہی علم فقہ و تفصیلِ احکام شرعیہ میں تصرف کتاب الطہارت سے کتاب السلم کتاب الشفعہ و فرائض اور وصایا تک حضرت امام اعظم اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کے وسیلے سے آنحضرت ﷺ کو حاصل ہوا۔ ایسے ہی آداب طریقت، جہری و خفی ذکر اور مراقبہ کا طریقہ کے اشغال و اوراد مقرر کرنے میں تصرف آنحضرت ﷺ کو حضرت سید عبدالقادر جیلانی، حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند اور حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہم جیسے حضرات کے توسط سے حاصل ہوا۔

قولہ: آنجناب کے کمالات مختصہ جو علم میں تھے سب عطا کئے۔ اس میں ظاہری طور پر

Marfat.com

بحث ہے۔ اس لئے کہ اگر عطاء تقدیری مراد ہے تو مسلم ہے لیکن ان اللہ اتخذنی خلیلا میں بھی عطا تقدیری مراد ہوگی اور اگر عطاء وقوعی مراد ہے تو منع ظاہر ہے کہ یہ مقام تحقیق ہے کیونکہ مقام محمود اور مقام وسیلہ ابھی حاصل نہیں ہوئے اور امت پانچوں وقت اذان سننے کے بعد یہ دعا کرنے پر مامور کی گئی ہے

اٰت محمدن الوسیلة والفضیلة وابعثه مقاما محمودا ن الذی وعدته انك لا تخلف المیعاد یعنی اے پروردگار حضرت محمد ﷺ کو مقام وسیلہ وفضیلۃ عطا فرما اور آنحضرت ﷺ کو روز قیامت مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے بلاشبہ تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

ایسے ہی ہر نماز میں یہ دعا اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم انك حمید مجید کرنے پر مامور ہے۔

قولہ: طبیعت کے خلافِ مقتضیٰ ہونا کہاں سے ثابت ہوا، اس پر دلیل لانا چاہئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ طبیعت سے مراد طبیعت عنصری نہیں ہے بلکہ طبیعت سے مراد طبیعت کمالیہ ہے اور آنحضرت ﷺ کا کمال اس امر کا مقتضی ہوا کہ تہذیبِ ظاہر اعمال جوارح، قلب، نفس اور عقل کی تہذیب اعمال باطن سے فرمائیں، اس کے علاوہ اور کمالات میں تصرف کرنا کاملین امت کے سپرد فرمادیا۔ کیونکہ اہم مقاصد اور سب کمالات کا موقوف علیہ انہیں کمالات کو جانتے تھے۔ یہ معنی سیرتِ مصطفویہ ﷺ یعنی شغل جہاد، ارکانِ اسلام کی تعلیم، سلوک کے قواعد اجمالیہ، ذکرِ لسانی پر مداومت، دعاؤں اور اذکار ومناجات کی کثرت، محبت وکدورت سے احوالِ قلب کا فقدان، احوالِ مدرکہ (یعنی بیداری، غفلت اور توجہ (اس قوتِ دراکہ کے ضمن میں ہر تعبیر وتجدد خواہ انفسی ہو یا آفاقی) بجانبِ مبدء، الحب للہ کے تحت ماسوا کے لئے

Marfat.com

ایثار، اللہ تعالیٰ کی محبت میں جان و مال اور اہل واولاد کا فدا کرنا اور اس جیسے اعمال بجالانا، کے واقفین پر آفتاب سے زیادہ روشن اور فردا سے زیادہ آشکارا ہے۔

اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا کی تفسیر میں احادیث مروی ومذکور ہیں اور مقررہ قاعدہ ہے کہ شغل مالوف بھی طبیعت کا مقتضیٰ ہوجاتا ہے، اس لئے کہ عادت طبیعت ثانیہ ہے اور اس کا خلافِ مقتضیٰ، طبیعت کے خلاف نہیں ہے۔ یہ اس مطلب کی دلیل انّی ہے لیکن دلیل نقلی صحاح کی احادیث میں موجود ہے کہ

آنحضرت ﷺ اپنی مسجد میں تشریف لے گئے اور وہاں دو مجلسوں میں لوگ بیٹھے تھے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''دونوں اچھے شغل میں ہیں۔ ان میں ایک جماعت دوسری جماعت سے افضل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں، اگر وہ چاہے تو انہیں عطا فرمادے اور اگر نہ چاہے تو کچھ بھی نہ دے لیکن وہ لوگ جو جاہلوں کو فقہ یا علم کی تعلیم دیتے ہیں پس وہ افضل ہیں اور میں تو معلم بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں'' پھر آنحضرت ﷺ انہیں لوگوں کی مجلس میں رونق افروز ہوئے۔

نہایت صریح دلیل اس امر میں یہ ہے کہ حق تعالیٰ مقام عتاب [1] میں فرماتا ہے:

واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغدة والعشى يريدون وجهه [2]

اور روک رکھئے (اے محبوب ﷺ) اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ، جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح وشام طلب گار ہیں اس کی رضا کے۔

اگر یہ امر آنحضرت ﷺ کی طبیعت کے خلافِ مقتضیٰ نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ صبر کا حکم کیوں فرماتا ایسے ہی یہ آیت ہے:

---

[1] عتاب کی نفیس بحث سعادت العباد شرح مبدأ ومعاد جلد ثانی ص: ۳۴۵ میں ملاحظہ فرمائیں

[2] الکھف ۱۸:۲۸

Marfat.com

ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ [1]

اور نہ دور ہٹایئے انہیں جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح وشام طلب گار ہیں اس کی رضا کے۔

اس مقدمہ پر دلیل لمّی یہ ہے کہ ان امور کی تعلیم (یعنی تہذیب ظاہر کی) اور جو کچھ ظاہر کے حکم میں ہے (مثلاً عقل، قلب اور نفس کی تہذیب) جمیع کمالات کے لئے موقوف علیہ ہے تمام کارخانۂ ولایت کی یہی بنیاد ہے اگر ان امور کی جانب آنحضرت ﷺ توجہ نہ فرماتے اور نہایت کوشش سے اس میں تصرف نہ فرماتے تو یہ بنیاد ناقص رہتی اور امت کا کوئی شخص اس تعلیم میں آنحضرت ﷺ کا قائمقام نہیں ہوسکتا اس لئے کہ یہ امور صاحبِ شریعت کی نصوص کے بغیر دریافت نہیں ہوسکتے اور کشف وعرفان ان مطالب تک نہیں پہنچ سکتا۔ بخلاف دیگر کمالات کے کہ وہ کشف وفراست سے بھی دریافت ہوسکتے ہیں اور دریافت ہوئے ہیں لیکن کشف ومعرفت اور وہ امور جو ظاہر کے حکم میں ہیں، تہذیب ظاہر پر موقوف ہیں پس تہذیب ظاہر ومافی حکمہٖ کی تعلیم سے مراد تفاصیل مکشوفات کی تعلیم ہے اگر آپ یہ کہیں کہ اس کلام اور ان آیات و احادیث بلکہ آنحضرت ﷺ کی سیرت کے تتبع سے جس طرح یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے طریق خلت کے سلوک میں تصرف نہ فرمایا یونہی اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جمیع ولایت میں تصرف نہ فرمایا جیسا کہ مقدمات میں مذکور ہوا تو اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ فی الواقع جیسا شغل اور تصرف آنحضرت ﷺ کا تہذیب ظاہر ومافی حکم الظاھر میں تھا ویسا تہذیبِ باطن اور کشف باطن میں نہ تھا۔

جیسا کہ سیر کے تتبع سے ہویدا ہے لیکن مقام خلت اور دیگر ولایات میں تین وجوہات سے بدیہی فرق ہے۔

---

[1] الانعام ۶:۵۲

Marfat.com

وجہِ اول

یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دیگر مقامات کی نشان دہی فرمائی ہے اور اس کے حاصل کرنے کا طریقہ بھی بیان فرمایا ہے کبھی صراحتہً بیان فرمایا ہے اور کبھی کنایتہً مثلاً یحبھم ویحبونہ ۔۔۔ورجل یحب اللہ ورسولہ ویحب اللہ ورسولہ ۔۔۔رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ ۔۔۔لقد رضی اللہ عن المومنین اذیبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم ۔۔۔ان اللہ امرنی بحب اربعۃ من اصحابی واخبرنی انہ یحبھم وغیرہا آیات واحادیث اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ بعض اشغال و افعال اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت ہیں یعنی بندے کا اللہ تعالیٰ کا محب ہونا اور بعض کا اللہ کی محبوبیت تک واصل ہونا ہے بخلاف مقام خلت کے کہ آنحضرت ﷺ نے اس کے حاصل کرنے کا طریقہ ارشاد فرمایا ہے اور اس کے حاصل ہونے کی علامات بھی بیان فرمائی ہے۔

وجہِ دوم

یہ ہے کہ دیگر ولایات آنحضرت ﷺ کے زمان سعادت نشان کے بعد جلد رائج اور متداول ہوگئیں۔ چنانچہ صحابہ وتابعین اور تبع تابعین سے لے کر حضرت جنید کے زمانہ اور آپ (حضرت مجدد) کے اقران تک پھر پیشوایان قادریہ وچشتیہ کے زمانہ تک کافی متداول ہوگئیں اور ان کے حاصل کرنے کے طریقے بھی مدون، مبوب اور مفصل مرتب ہو گئے، بخلاف مقام خلت کے کہ ان طویل زمانوں تک بالکل کسی نے اس کا ذکر نہ کیا اور نہ کسی نے اس کے حاصل کرنے کا طریقہ بیان کیا۔ یہاں تک کہ ہزار برس گزر گئے اور اس کے حاصل کرنے کا طریقہ پردۂ اخفا میں رہا۔ حق تعالیٰ نے اس امر کے لئے حضرت مجدد کو پیدا کیا اور ان کو اس مقام جو جوہرِ نبوی ﷺ میں ودیعت و پوشید

Marfat.com

تھا، کے ظہور کا منشا بنا دیا۔ ہزار ہا سالکین کو آپ کے طفیل اس طریقہ کا سلوک میسر ہوا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

اب میں اس طریقہ کا بیان اس انداز سے کرتا ہوں کہ اس طریقہ کا اختصاص متابعتِ مجددیہ کی بدولت آفتاب نیم روز کی مانند عیاں ہوجائے؟ گوشِ ہوش سے سنئے!۔ حضرت مجدد سے پہلے سلوک کے سب طریقے محبت ومحبوبیت کے ذریعہ سے حاصل کئے جاتے تھے۔ اول محبت کی راہ سے طے کرتے تھے اور آخر میں مرتبہ محبوبیت پر فائز المرام۔ اور وہ جو لوازم محبت ہیں مثلاً ذکر جہر، وجد، شوق، انکسار، تضرع، صبر، توکل، رضا جوئی اور مراقبہ صفات خصوصاً احاطہ، معیت توحید وجودی اور توحید فعلی میں استغراق، اپنے آپ کو کالمیت فی ید الغسال رکھنا، اپنی صفات اور غیر کی صفات کو اللہ تعالیٰ کی صفات میں فنا سمجھنا بلکہ اپنی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات میں محو کرنا اور اس کا حسن وجمال ہر مظہر میں مشاہدہ کرنا ان امور میں زیادہ کوشش کرتے تھے حتی کہ ابتداء سلوک میں انوار وتجلیات سے فیض یاب ہوتے اور انتہاء سلوک میں فنا اور بقا کے درجہ پر فائز ہوجاتے تھے دوم اتحاد کا دم بھرتے تھے۔ انا من اھوی ومن اھوی انا (یعنی میں وہی ہوں جسے میں چاہتا ہوں اور جس کو میں چاہتا ہوں وہ میں ہوں)

یہی طریقہ جاری رہا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ جو اصول طریقہ مجددیہ کے معدنِ خیر ہوئے ہیں کو ذکر خفی کی تعلیم دی اور پھر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں ذکر خفی نے برگ وبار پیدا کئے۔ لیکن حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں علوم توحید اس طریقہ میں شامل ہوگئے اور پھر سے علوم توحید کو غلبہ ہوگیا، تا آنکہ حضرت مجدد قدس اللہ سرہ نے ان سب کو بطونِ بطون میں پہنچا دیا اس کو خوب شائع فرمایا اور اپنے چاک سینہ سے محبوب کا سراغ ظاہر کیا۔ جو

Marfat.com

بے پناہ عنایات کے ساتھ جاری وساری ہوااور شوق واشتیاق ،وجد ومناجات اور تضرع ایک طرف ہوئے ۔جو کچھ ہے قلب ، روح ،سر، خفی ،اخفیٰ ،عناصر اور بدن میں ہے حتی کہ انوار وتجلیات خود اپنے باطن سے اپنے باطن میں پڑتے ہیں اور رفتہ رفتہ مقام خلت تک لے جاتا ہے محبت کا معنی عاشقی ہے اور محبوبیت کا معنی معشوقی ہے اور خلت کا معنی یارانہ ہے تو مقام خلت میں صحبتِ یارانہ ہوتی ہے اور سابق میں عاشقی اور معشوقی تھی ۔مقام خلت میں جانبین میں راز ونیاز ہوتا ہے اور طرفین میں سرگوشیاں ہوتی ہیں عاشقی میں نعرہ ، بے تابی اور درود یوار میں سر مارنا جبکہ معشوقی میں ناز وادا اور فخر ومباہات ہوتا ہے یہ ہے طریقۂ خلت کا اجمالی بیان اگر کوئی اس کی تفصیل چاہے تو وہ متبعینِ طریقہ مجددیہ کے ساتھ چند سال نشست وبرخواست رکھے اور اپنے وجدان کی جانب نظر کرے کہ طرقِ سابقین کے علاوہ کیسا رنگ ظاہر ہوتا ہے اگرچہ وجدان دوسروں کے لئے دلیل نہیں ہے اگر کوئی منکر نہ ہو،تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را
قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن قصور حاشا للہ کہ بر آرم بزبان ایں گلہ را
ہمہ شیران ہاں بستۂ ایں سلسلہ اند روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

یعنی نقشبندیہ عجب قافلہ سالار ہیں کہ پوشیدہ راہ سے قافلہ کو حرم تک لے جاتے ہیں اگر کوئی کوتاہ نظر اس طائفہ کے حق میں طعنِ قصور کرے تو حاشا اللہ کہ میں زبان پر اس کا گلہ لاؤں کہ جہاں کے سب شیر اس زنجیر میں بندھے ہوئے ہیں لومڑی اس حیلہ سے کس طرح یہ زنجیر توڑ سکتی ہے۔

وجہِ سوم

یہ ہے کہ خلت ایسی حالت ہے کہ اس میں جانبین کی محبت اور محبوبیت شامل ہے تو

Marfat.com

مقام خلت کی نسبت مقام محبت ومحبوبیت کے ساتھ ایسی ہے کہ جونسبت مرکب اور بسیط میں ہے اور بسیط مرکب پر طبعاً مقدم ہے تو وضعاً بھی مقدم کیا گیا۔ پہلے اس امت میں محبت صرفہ اور محبوبیت صرفہ راسخ ہوئی ۔ یوں کہ اوائلِ سلوک میں محبت اور آخر سلوک میں محبوبیت ہو۔ جیسا کہ سالک مجذوب میں یا بالعکس (مجذوب سالک میں ہے) اور جب بسائط کا دورہ مکمل ہوا تو دورۂ مرکب شروع ہوا۔

چوں فراغت ز مفردات آمد وقت مشقِ مرکبات آمد

یعنی جب مفردات حروف کی مشق سے فراغت حاصل ہوئی تو مرکبات کی مشق کرنے کا وقت آیا

تعجب تو یہ ہے کہ اگرچہ اس طریقہ مجددیہ کا رواج اور شیوع اور اس ضمن میں فیوض الٰہی کا فیضانِ امت مصطفویہ پر متاخر ہوا ہے لیکن اس کا مبداء دیگر طرق کے مبادی پر مقدم ہے اس لئے کہ یہ طریقہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ منسوب ہے آپ اول خلیفہ ہیں اور بالغ مردوں میں سب سے پہلے اسلام سے مشرف ہوئے اور نص سے بھی آپ کا استحقاقِ خلت ثابت ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

لو کنت متخذا من امتی خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا ۔۔۔ اخر الحدیث یعنی اگر میں اپنی امت سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو حضرت ابوبکر کو اپنا خلیل بناتا

اگر کسی کے دل میں یہ خطرہ گذرے کہ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ عام متبعین مجددیہ اولیائے سابقین سے افضل ہیں۔ سبحان اللہ یہ بہتان عظیم ہے

گویم: اس کا جواب تین وجوہات پر ہے۔

اول: ۔۔۔ یہ ہے کہ یہ اس وقت لازم آئیگا کہ طریقہ خلت کو سب طریقوں سے افضل

Marfat.com

سمجھیں حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ محبوبیت، مقام خلت سے بدلیل لاوثرن حبیبی علی خلیلی (یعنی میں اپنے حبیب کو اپنے خلیل پر ترجیح دیتا ہوں) افضل ہے

دوم: وجہ یہ ہے کہ افضیلت علو مرتبہ کے اعتبار سے ہوتی ہے جس مقام میں بھی ہو خواہ خلت ہو، خواہ محبوبیت، اس کی مثال یہ ہے کہ بادشاہوں اور امیروں کے یار اور مصاحب ہوتے ہیں جو ہمیشہ حضور میں حاضر رہتے ہیں اور ان کے ساتھ راز و نیاز رہتا ہے اور امراء کے صوبیدار، رسالہ دار اور کارخانوں کے داروغے، دفتروں کے چوکیدار بھی ہوتے ہیں۔ ان سب کا مرتبہ یاروں اور مصاحبوں کے مرتبے سے زیادہ ہوتا ہے۔ اگرچہ دوام حضور اور دائمی قرب یارانِ مجلس اور مصاحبوں کے ساتھ مخصوص ہے بلکہ خواص اور خادموں کے ساتھ۔

سوم: وجہ یہ ہے کہ ہر طریقہ کے منتہیوں کو یہ دولت (دوام حضور و دائمی قرب) حاصل ہے پس دائمی قرب کی نسبت دیگر طرق کے منتہیوں کو بھی میسر ہو سکتی ہے۔ البتہ اس طریقے کے مبتدیوں کو اس وجہ سے ترجیح وفضیلت حاصل ہو سکتی تھی کہ مجاہدات، ریاضات، کشف وکرامات اور ظہور خوارق عادات میں دیگر طرق کے مبتدی ارجح ہوتے۔ چنانچہ کسی قائل کا قول ہے:

اولِ ما آخر ہر منتہے است ز آخرِ ما جیب تمنا تہی است

یعنی ہمارا اول ہر منتہی کا آخر ہے اور ہمارے آخر سے جیبِ تمنا خالی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جزوی فضیلت کو کلی فضیلت کی بجائے اختیار کرنا اور اس کی فضیلت کی وجوہات کو ملحوظ نہ رکھنا کوتاہ فہموں کا کام ہے۔

قولہ: پس چاہئے کہ امت محمدیہ کا ہر متوسط دوسرے رستے سے محیط کے ساتھ مناسبت رکھے تاکہ اسے اس مرتبہ کے کمالات حاصل ہوں اور وہ اس مرتبہ کی حقیقت سے متحقق ہو جائے۔ یہ الفاظ کس عالم سے ظاہر ہوئے ہیں، اس سے تشویش ہوتی ہے۔

Marfat.com

گویم: یہ کوئی جائے تشویش نہیں ہے کیونکہ راہ دیگر سے مراد محبت ومحبوبیت کی راہ ہے اوران دونوں طریق سے دائرہ خلت کی محیط کے ساتھ مناسبت ہوسکتی ہے اس لئے اوپر مذکور ہوا ہے کہ خلت وہ ماہیت ہے جو محبت ومحبوبیت سے ممتزج ہے اور کسی شئے کے دو جزوں میں سے ایک جزء حاصل ہوجائے تو اس شے کے ساتھ مناسبت ہوجاتی ہے یہ امر بدیہی کی مانند ہے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ معترض نے راہ دیگر سے مراد اتباع پیغمبر ﷺ کے علاوہ کوئی اور راستہ سمجھا ہے اور اس وجہ سے معترض تشویش میں پڑا ہے حالانکہ خود معترض نے کلام سابق میں اقرار کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہمارے لئے سب رستے کھول دیے ہیں تا کہ کوئی رستہ ان کی حیطہ جمعیت سے باہر نہ رہے۔ پھر معترض کو یہ وہم کیوں ہوگیا اگرچہ اس عبارت سے صراحتہً مستفاد نہیں ہوتا کہ مراد اس ایک شخص سے اپنی ذات شریف کو قرار دیا ہے لیکن فی الواقع یہی امر ہے کہ جو شخص آپ کے احوال سے آگاہ ہے وہ جانتا ہے کہ یہ سب امور آپ کی ذات میں متحقق تھے۔ اس لیے کہ اس طریقہ کی عنایت سے پہلے آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالاحد قدس سرہ سے طریقہ قادریہ حاصل کیا تھا اور طریقہ قادریہ کی بنا محبوبیت پر ہے اور حضرت شیخ عبدالاحد نے یہ طریقہ حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا تھا۔ اور انہوں نے حضرت سید فضیل رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح درجہ بدرجہ آخر سلسلہ تک یہ طریقہ حاصل ہوا۔ زیادہ تعجب اس امر سے ہے کہ جب ان کو یہ طریقہ عنایت ہوا اور برسوں سالکین کو اس طریقہ کی تعلیم فرمائی تو اس کے بعد حضرت شیخ سکندر نبیرہ حضرت کمال کیتھلی قدس اللہ سرہما جو صاحب طریقہ محبوبیت سے مجاز تھے خرقہ لائے اور سرہند میں ان کو پہنایا تو مقام خلت کی راہ سے مقام محبوبیت تک پہنچے جو پہلے راہ محبوبیت سے مقام خلت تک پہنچے تھے اس قسم کی نیرنگیاں خدا کے عجیب معاملات میں سے ہیں جو وہ اپنے برگزیدہ بندوں کے ساتھ کرتا ہے چنانچہ ہمارے آنحضرت ﷺ کو ابتداء میں بنائے

Marfat.com

کعبہ میں شرکت اور حجر اسود رکھنے سے مقام ابراہیمی حاصل ہوا۔ اس کے بعد مدینہ منورہ میں اشتغال جہاد اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ مقابلہ کی وجہ سے مقام موسوی اور مقام عیسوی حاصل ہوا بلکہ شب معراج بیت المقدس کی طرف وقوعِ سیر سے اس کا آغاز ہوا تھا غزوہ تبوک جو غزوات شام میں پہلا غزوہ ہے، سے اس دولت میں بہت زیادتی ہوئی حتی کہ حجۃ الوداع میں پھر کمال ابراہیمی سے مشرف ہوئے اور مقام ابراہیمی نے اس دن عظیم جلوہ دکھایا اور النهاية هی الرجوع الی البداية متحقق ہو گیا۔

قولہ: کسی جگہ حضرت مجدد لکھتے ہیں کہ وہ فرد خضر تھے یا الیاس (علیہما السلام)۔ اس سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی مراد اس سے خود اپنی ذات ہے۔

گویم: اس کلام میں تناقض نہیں اس لئے کہ مکشوفات میں اکثر مبہم القا ہوتا ہے پھر اس مبہم کا تعین فرماتے ہیں۔ جب مبہم شے القا ہوتی ہے تو اس مبہم کے صدق کی تعیین میں عقل کو جولانی ہوتی ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ سے اس طرح کا ابہام اور تعین وقوع میں آیا ہے صحیحین میں موجود ہے:

انی رایت دارهجرتکم مابین نخل وماء فذهب وهمی انها الیمامة اوهجر فاذاهی المدینة یثرب میں نے تمہاری ہجرت کا مقام درخت خرما اور پانی کے درمیان دیکھا مجھے خیال ہوا کہ وہ یمامہ یا ہجر ہے تو معلوم ہوا کہ وہ مدینہ یعنی یثرب ہے"

ایسا ہی حال حضرت مجدد کا اس کشف میں ہے کہ پہلے آپ کو بطور الہام کے معلوم ہوا کہ فرد متوسط ایسا ایسا ہونا چاہئے۔ پھر جب دیکھا کہ اس طریقہ کی بنیاد حضرت خضر علیہ السلام نے ڈالی ہے تو خضر علیہ السلام کا خیال ہوا۔ پھر غور کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام لوگوں کے ساتھ بہت اختلاط رکھتے ہیں اور طریقہ خلت کو خلوت اور گوشہ نشینی لازم ہے تو حضرت الیاس علیہ السلام کی طرف خیال گیا۔ یہ سب خیال اس وجہ سے ہوا کہ

Marfat.com

جو کمال عظیم الشان پیغمبر کے لئے ہے، اس کے حصول کے لئے متوسط کسی پیغمبر کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا۔ دنیا میں ان دو پیغمبروں کے سوا کوئی دوسرا پیغمبر نہیں اور پھر آخر میں معلوم ہوا کہ اس متوسط کا پیغمبر ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اس امر میں اپنے پیغمبر کی کمالِ متابعت کافی ہے اور اس امر کے لئے مقصود گوشہ نشینی اور خلوت در انجمن ہے جیسا کہ حضرات خواجگان کے طریقہ کی بنا اس پر ہے نہ کہ خلوت جسمانی پر۔ بہرحال یقیناً معلوم ہوا کہ وہ متوسط آپ کی ذات شریف ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

واما بنعمة ربك فحدث ..... یعنی اے محبوب ﷺ اپنے پروردگار کی نعمت بیان کیجئے۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص پر اللہ تعالیٰ کی نعمت ہو تو اس کے لئے حکم ہے کہ وہ نعمت بیان کرے بایں وجہ حضرت مجدد نے یہ امر بیان فرمایا ایسے اختلافات کو تناقض سمجھنا اس شخص کا کام ہے جو حضرات کے مکشوفات سے آشنا نہیں ورنہ شیخ اکبر کے کلام سے متعدد مقامات میں مفہوم ہوتا ہے کہ اس امت میں خاتم الاولیاء حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ہیں اور شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے اکثر مقامات میں اپنے آپ کو خاتم الاولیاء قرار دیا ہے۔

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا ست
سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا است

یعنی جب تو اہل دل کی بات سنے تو مت کہہ کہ خطا ہے تو سخن شناس نہیں، خطا اس مقام میں ہے۔

قولہٗ: میں ہوں کہ جس نے یہ کمالات رسول خدا کو کسب کرائے ہیں

اس عبارت کی نقل میں صراحتاً خیانت اور تحریف واقع ہوئی ہے۔ اس لئے کہ کسب کرانے سے متبادر یہ ہوتا ہے کہ وہ فرد شیخ اور مرشد کے بجائے ہے معاذ اللہ! رسول

Marfat.com

خدا ﷺ بجائے طالب اور تلمیذ کے ہیں حضرت مجدد کے کلام کا ہرگز یہ مفہوم نہیں اور صحیح عبارت یوں ہے کہ میں ہوں جو یہ کمالات کسب کر کے جناب رسول خدا کے ساتھ منسوب کرتا ہوں اور آنجناب کے کمالات بانہایت میں بطور نیاز پیش کرتا ہوں اور آنجناب کے دفتر اعمال میں لکھواتا ہوں۔ اگر زبان طالب علمانہ میں یہ مضمون ادا کیا جائے تو کہنا چاہئے کہ جب کہا جاتا ہے کہ یہ صفت فلاں کو بواسطہ فلان حاصل ہوئی تو اس کے دو معنی ہوتے ہیں۔

اول: یہ کہ وہ واسطہ، واسطہ فی الثبوت ہو، یعنی وہ صفت پہلے واسطہ کو حاصل ہوئی ہو۔ پھر اس واسطہ سے بطور سببیت وہ صفت ذی واسطہ کو حاصل ہوئی جس طرح پانی کی حرارت بواسطہ آگ ہوتی ہے تو وہاں دو طرح کی حرارت ہوتی ہے۔ ایک حرارت آگ کے ساتھ قائم رہتی ہے اور دوسری حرارت پانی کے ساتھ رہتی ہے کیونکہ پانی کی حرارت آگ کی حرارت سے حاصل ہوتی رہتی ہے یہ معنی حضرت مجدد کی مراد ہرگز نہیں ہے۔

دوم: معنی یہ ہے کہ وہ واسطہ، واسطہ فی العروض ہو یعنی صفت واحدہ درحقیقت واسطہ کے ساتھ قائم ہو اور وہی صفت واحدہ واسطے کے ذریعہ سے ذی واسطہ کے ساتھ منسوب ہو۔ مثلاً کشتی میں بیٹھنے والے کی حرکت بواسطہ کشتی ہے یہاں حرکتِ واحدہ کشتی کے ساتھ قائم ہے جالس (بیٹھنے والے) کے ساتھ نہیں ہاں یہ حرکت (جالسِ سفینہ کی طرف) بالعرض مجازاً منسوب ہوتی ہے۔ حضرت مجدد کی مراد یہی معنی ہیں۔ یعنی یہ کمالات میں نے حاصل کئے اور یہ مجھ میں قائم ہوئے اور رسول خدا ﷺ کی جناب کی طرف منسوب ہوئے ہیں۔ اس حکم میں کہ امت کے اعمال پیغمبر کے دفتر اعمال میں محسوب ہوتے ہیں اور آنحضرت ﷺ فی نفسہٖ ان کمالات کے کسب سے مستغنی ہیں۔ اس لئے کہ آپ کو اس سے ارفع کمال حاصل ہے اور یہ مفہوم کوئی قباحت نہیں

Marfat.com

رکھتا اور اسے دلائل سے بھی ثابت کر دیتا ہوں۔ بعون اللہ وبتوفیقہٖ

منجملہ (ان میں سے) مفاتیح کنوز الارض کا قصہ، آنحضرت ﷺ کے متبعین کے ہاتھوں مشرق سے مغرب تک تمام زمین میں تصرف جو آنحضرت ﷺ کی طرف صدیوں بلکہ ہزار برس سے زیادہ مدت کے بعد منسوب ہوا اور زویت لی الارض مشارقھا و مغاربھا کا مفہوم متحقق ہوا۔

ان میں سے یہ دلیل بھی ہے کہ فارس و رُوم کی فتح اور کسریٰ و قیصر کی ہلاکت حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں وقوع میں آئی اور یہ امر آنحضرت ﷺ کی وفات سے چند سال بعد آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہوا۔

یہ دلیل بھی ہے کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا

یاعلی انك تقاتل علیٰ تاویل القرآن کما قاتلت علیٰ تنزیله

یعنی اے علی تم قتال کرو گے ان لوگوں سے جو تاویل قرآن سے ثابت حکم کا انکار کریں گے جیسے میں نے قتال کیا ان لوگوں سے جنہوں نے قرآن میں نازل حکم کا انکار کیا اور یہ امر تیس برس کے بعد حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں وقوع پذیر ہوا اور آنحضرت ﷺ کے دفتر اعمال میں محسوب ہوا۔ تو اس مقام میں نہیں کہا جا سکتا ہے کہ قتال علیٰ تاویل القرآن ایک عمدہ کمال تھا جو آنحضرت ﷺ کو حاصل نہ ہوا مگر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے حاصل ہو گیا اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کا کمال قتال علی تنزیل القرآن ارفع و اکمل ہے قتال علیٰ تاویل القرآن سے۔ لیکن قتال علیٰ تاویل القرآن آنحضرت ﷺ کے حق میں ثابت ہونا ممکن نہ تھا تاوقتیکہ کوئی متوسط افرادِ امت میں سے واسطہ نہ ہو۔ ناچار ایک متوسط قرار دیئے گئے کہ جن کے واسطے سے یہ قتال آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہوا اور عدم امکان

Marfat.com

کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے عہد میں قتال علیٰ تاویل القرآن متصور نہ تھا۔ اس لئے کہ جو تاویل آنحضرت ﷺ اپنی زبان مبارک سے فرما دیتے وہ تاویل، تنزیل ہو جاتی تو اس کے انکار سے جو قتال ہوتا وہ قتال بوجہ تنزیل ہو جاتا نہ کہ بوجہ تاویل اور اس تاویل کا منکر کافر ہو جاتا اس لئے کہ وہ گویا قرآن کی نص صریح کا منکر ہوتا، پس ایسا ذو جہتین متوسط لازم چاہئے جو ایک جہت سے خلیفہ و مجتہد ہوتا کہ اس کی تاویل کا انکار کفر نہ ہو اور اس سے تنزیل کا انکار لازم نہ آئے اور حضرت پیغمبر کے ساتھ متحد الحکم کی جہت سے خلیفہ مستخلف کا حکم رکھتا ہے جب اس کے حکم کا انکار بالعرض پیغمبر کے حکم کا انکار ہے اس لئے اس کا کام آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہوتا ہے اور آنحضرت ﷺ کے دفتر اعمال میں یہ کمال بھی لکھا جاتا ہے تو ایسے ہی یہ کمال حضرت مجدد کا بھی ہے۔

قولہٗ: وہ راہ کہاں سے لے آئے۔

اقول: عالم دیگر سے مراد محبت و محبوبیت کا عالمِ امتزاج ہے کہ جس کی تعبیر مقام خُلّت سے کی جاتی ہے اسے نزدِ خدا سے لے آئے۔ جیسا کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا قتال علیٰ تاویل القرآن خدا سے لے آئے اور وہ قتال عالم دیگر سے ہے جہاد کفار کے قبیل سے بھی نہیں ہے اور قتال مسلمین کے قبیل سے بھی نہیں۔ بلکہ اس کی ہیئت ممتزجہ ہے اور یہ امر حضرت علی کو بحکم خلافت نبوت و متابعت آنحضرت ﷺ سے حاصل ہوا۔ چنانچہ حضرت مجدد کو بھی یہ کمال آنحضرت ﷺ کے کمال متابعت کی بدولت میسر ہوا۔

تعجب ہے ان لوگوں کے حال پر جو آپ پر اس حیلہ سے طعن کرتے ہیں کہ آپ استقلال کا دم بھرتے ہیں، برزخ کو درمیان سے اٹھا دیتے ہیں۔ نہ سنتے ہیں، نہ دیکھتے ہیں کہ آپ کا کلام مکتوبات وغیرہ آنحضرت ﷺ کی کمالِ متابعت پر تحریص سے معمور

Marfat.com

ہے اور جا بجا اپنے اور اپنے متبعین کے حق میں یہی امر خدا سے طلب کرتے ہیں اور جا بجا فرماتے ہیں کہ ہمارے طریق کی بنا متابعتِ سنت کے کمال اور بدعت سے اجتناب پر ہے کیا یہ ظلم عظیم نہیں ہے ختم اللہ علی قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ (مہر لگا دی اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے)۔

قولہ: حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا برزخ درمیان سے نہیں اٹھتا اور ولایتِ خلیلی کے مراتب اس واسطے سے مکمل ہو جاتے ہیں ولایت موسیٰ کے حاصل ہونے کا کوئی معنی نہیں۔

اقول: ابھی بیان کیا گیا ہے کہ ولایتِ خلیلی آنحضرت ﷺ کو حاصل تھی مگر اس سے اہم تر میں مشغولیت کی وجہ سے اس طرف متوجہ نہ ہوئے۔ حضرت مجدد کو آنحضرت ﷺ کی محض کمال متابعت کی بدولت ولایتِ خلیلی بارگاہ الوہیت سے حاصل تھی۔ جو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہوئی۔

مثنوی شریف کی تصنیف جو گونا گوں علمِ سلوک و معرفت کے جواہر سے پُر ہے حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس اللہ سرہ کو بارگاہ خداوندی جل جلالہ سے اپنے پیغمبر ﷺ کی محض کمالِ متابعت سے عنایت ہوئی اور وہ مثنوی حضرت رسالت پناہ ﷺ کی طرف منسوب ہوئی حالانکہ آنحضرت ﷺ نے خود تصنیف نہیں فرمائی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ [1]

(اور نہیں سکھایا ہم نے آنحضرت ﷺ کو شعر اور نہ یہ ان کے شایان شان تھا)۔

ارتفاع برزخ سمجھنا اوہام شیطانی کے قبیل سے ہے نعوذباللہ من ذالك

اور یہ شبہ بایں طور حل ہو جاتا ہے کہ مثنوی کے معانی و مضامین سب مشکوٰۃ نبوت ﷺ

---

[1] یٰسٓ ۳۶:۶۹

Marfat.com

سے ماخوذ ہیں اور انہیں شعر کا جامہ پہنانا مولانا جلال الدین رومی کے ساتھ مخصوص ہے۔ ایسا ہی اجزاء مقام خلت یعنی محبت ومحبوبیت سب جناب ختمی مرتبت ﷺ سے ماخوذ ہیں اور حضرت مجدد کا ہیئت ممتزجہ میں متصرف ہونے کا اختصاص کافی ہے جیسے سکنجبین کا واضع (بنانے والا) اگر اپنے بارے سکنجبین کے اختصاص کا دعویٰ کرے تو اسے کرنے کا حق ہے اگرچہ سرکہ وشہد کی خصوصیت کسی اور کے ساتھ ہو اور اس سرکہ وشہد کے خواص کو کسی دوسرے سے سیکھا ہو مگر اس کا دعویٰ اختصاص صحیح ہے ایسا ہی یہ مقام بھی ہے۔

قولہ: اللھم صل علی محمد کما صلیت علی ابراھیم کی دعا ہزار برس کے بعد درجہ اجابت کو پہنچی اور مستجاب ہوئی ہے

اقول: یہ کوئی بعید نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون [1] (اللہ تعالیٰ) تدبیر فرماتا ہے ہر کام کی آسمان سے زمین تک پھر رجوع کرے گا ہر کام اس کی طرف اس دن جس کی مقدار ہزار برس ہے اس اندازہ سے جسے تم شمار کرتے ہو''

اس آیت سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کے بعض کام بامتزاج فیض سماوی وارضی صعوداً وہبوطاً ہزار سال کی مدت میں تمام ہوتے ہیں تو ہوسکتا ہے کہ یہ دعاء بھی اس قبیل سے ہو اور یہ بھی جواب ہے کہ بعض مواعید الٰہی جو پیغمبر ﷺ اور امت کے حق میں ہیں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وقوع میں آئیں گے۔ اگر ان مطالب کے لئے دعا کی جائے تو ظاہر ہے کہ وہ دعا صدیوں کے بعد قبول ہوگی۔ (یعنی حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قبول ہوگی)

---

[1] السجدہ ۳۲:۵

Marfat.com

تفاسیر وروایات صحیحہ میں آیا ہے کہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے حق میں اور اپنی اولاد کے حق میں بہت دعائیں کی تھیں ان دعاؤں میں سے بعض دعاء حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں مستجاب ہوئی نیز حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی دعاربنا واجعلنا مسلمین لك ومن ذریتنا امة مسلمة لك ـــ ربناوابعث فیهم رسولا منهم یتلواعلیهم ایاتك ویعلمهم الكتاب والحكمة ویزكیهم[1] ہمارے رب! بنادے ہم کو فرمانبردار اپنا اور ہماری اولاد سے بھی ایک جماعت پیدا کرنا جو تیری فرمانبردار ہوائے ہمارے رب! بھیج ان میں ایک برگزیدہ رسول انہیں میں سے تاکہ وہ پڑھ کر سنائے تیری آیات اور ان لوگوں کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور پاک صاف کردے انہیں۔

یونہی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ولقد كتبنا فی الزبور من بعد الذكر ان الارض یرثها عبادی الصالحون[2] (اور تحقیق ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں پندوموعظت کے بعد کہ بلاشبہ زمین کے وارث میرے صالح بندے ہیں) ہزاروں برس کے بعد پورا ہوا۔

قولہٗ: اس مدت میں ہزاروں اولیاء اور خلفائے راشدین ہوئے اور کسی سے یہ کام سرانجام نہ ہوا تعجب ہے۔

اقول: یہ کلام اس بے ہودہ شخص کے لئے محلِ تعجب ہے جو نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ کے ارادے میں بعض حوادث، بعض اوقات، بعض مقامات اور بعض اشخاص کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں۔ لِمَ کے سوال کا وہاں گذر نہیں اور چون وچرا کو اس میں گنجائش نہیں ہے۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اہل ہند کے ارشاد کیلئے حضرت خواجہ بزرگ معین الدین

---

[1] البقرہ ۲:۱۲۷ـــ۱۲۹ [2] الانبیاء ۲۱:۱۰۵

Marfat.com

چشتی رحمۃ اللہ علیہ کیوں مخصوص ہوئے۔ چنانچہ شہرۂ آفاق ہے کہ آپ کو ولی الہند کہتے ہیں۔ اوران سے قبل آنحضرت ﷺ کے وصال کو تقریباً چھ سو برس کا زمانہ گذرا تھا اوراس مدت میں ہزارورں اولیاء کرام اور خلفائے راشدین گذرے (تو چاہئے کہ معترض اس مقام میں بھی کہے) کہ یہ کام کسی سے نہ ہوا تعجب ہے۔ ملک ہندوستان کی ظاہری فتح سلطان محمود غزنوی انارَ اللہ برھانہٗ کے ہاتھ سے مخصوص ہوئی اوران سے قبل تقریباً تین سو برس کا زمانہ گذرا تھا (تو چاہئے کہ معترض اس مقام میں بھی کہے) کہ اس مدت میں (اکثر) سلاطین عظام اور خلفاء ذوی الاحترام گذرے اور کسی سے یہ کام نہ ہوا تعجب ہے!

قولہٗ: اس اکتساب کے آثار کہ جس کی نسبت آنحضرت ﷺ کی طرف کرتے ہیں، کہاں ہیں نہایت تعجب ہے۔

گوئیم: رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کرنے سے کیا مقصود ہے اس کا مطلب اوپر بیان کیا گیا۔ حضرت مجدد واسطہ فی العروض ہیں یعنی آنحضرت ﷺ کی صفات اضافیہ میں سے ایک صفت کے لاحق ہونے کیلئے متوسط ہوئے ہیں اوراپنے اس کمال مکتسبہ سے آنحضرت ﷺ کو فیض یاب کرتے ہیں۔ اس کے آثار یہ ہیں کہ تہذیبِ باطن (جسے لطائف سے تعبیر کرتے ہیں) امت کی کثیر جماعت کو یادداشت کا ملکہ، دوام حضور اور نسبتِ بے رنگی کے حصول کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔ بحمداللہ یہ امر آفتاب نیم روز کی طرح متحقق ہے اور معترض نے جو سوال کیا ہے کہ اس کے آثار جو جماعتِ کثیر میں ہیں وہ کہاں ہیں؟ تو اس سوال کے جواب میں کہا جاسکتا ہے کہ بخارا، سمرقند، بلخ، بدخشان، قندھار، کابل، غزنی، تاشکند، یارکند، شہر سبز اور حصار شادماں جو اہل اسلام کا مسکن ہیں، میں ہیں۔ وہاں ہنود و نصاریٰ اور روافض نہیں ہیں اوران مقامات میں اس طریقہ کے سوا کوئی دوسرا طریقہ رائج نہیں ہے۔ شاذ و نادر ہی کوئی دوسرا طریقہ ہو

قولہٗ: اس فرد کو امت کی نگہبانی کیلئے بھیجا، اس دعویٰ کی دلیل کیا ہے؟

Marfat.com

گوئیم: ظاہر ہے کہ آپ کی ذات مبارک نے ملاحدہ، روافض، غالیان توحید مبتدعین طرائق اور معتقدینِ شرک خفی وجلی کے شبہات مکمل طور پر رد کئے اور بفضلہ تعالیٰ آپ کے متبعین اتباع سنت میں نہایت سرگرم اور بدعت سے اجتناب میں پیش قدم ہیں، پس آپ کی مثال یوں ہے کہ کوئی شخص (کہیں سے) آئے اور دعویٰ کرے کہ مجھے فلاں حکیم نے اس شہر میں اپنا نائب بنایا ہے اور لوگ اس کے معالجہ سے مستفید ہوں اور وہ علاج معالجہ بخوبی سرانجام دے تو یقین ہو جائے گا کہ یہ شخص صادق القول ہے کہ وہ اپنا منصب خدمت بطریق احسن بجالایا اور اس نے اس خدمت کے امور بخوبی سرانجام دیے اور اگر معترض حکیم مطلق کی سند چاہتا ہے تو وہ بھی موجود ہے چنانچہ امام جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع میں حدیث بیان کی ہے۔

یکون فی امتی رجل یقال له صلة یدخل الجنة بشفاعته کذا و کذا عن ابن سعد عن عبدالرحمن بن یزید بن جابر بلاغا انتهیٰ

یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایک عظیم شخص ہوگا جسے صلہ کہیں گے۔ اس کی شفاعت سے بے شمار لوگ بہشت میں داخل ہوں گے۔ یہ روایت ابن سعد سے ہے انہوں نے عبدالرحمن بن یزید بن جابر سے روایت کی اور یہ روایت مرفوع ہے"

حضرت شیخ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب حضرات القدس میں لکھا ہے کہ یہ بشارت حضرت مجدد کے بارہ میں ہے کیونکہ علماء اور صوفیاء کے درمیان آپ صلہ تھے کہ فریقین میں جو وحدتِ وجود کے مسئلہ میں اختلاف ہے اسے نزاع لفظی پر محمول فرمایا ہے اور آپ نے خود تحریر فرمایا ہے کہ

الحمد لله الذی جعلنی صلة بین البحرین و مصلحا بین الفئتین

یعنی سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہیں کہ جس نے مجھے بحرین کے درمیان صلہ اور دو

Marfat.com

گروہوں کے درمیان مصلح بنایا ہے۔

حضرت سرورعالم ﷺ نے آپ کو بشارت فرمائی ہے کہ کل (روزِ قیامت) ہزار ہا آدمی آپ کی شفاعت سے بخشے جائیں گے۔ منطوق حدیث (مذکور) اور مضمون بشارت آنجناب پر صادق آتا ہے اوراس ہزارسال کی مدت میں کوئی ایسا نہیں گذرا کہ اس کا لقب صلہ ہو۔ اور یہ استنباط، نقلیات اور کشفیات سے بھی موید ہے اور یہ آنجناب کے مکتوبات میں بھی مرقوم ہے۔

قولہٗ: اگر یہ نعمت کا شکر ہے تو قبول کون کرے گا۔

اقول: آہ طرفہ ماجرا ہے کہ شکر نعمت چاہئے کہ صاحبِ نعمت قبول فرمائے، دوسروں کے قبول یا نہ قبول کرنے سے کیا حاصل ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لان شکرتم لا زیدنکم (یعنی اگر تم شکر کروگے تو ہم تمہیں اور زیادہ دیں گے)۔ تو اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے موافق آنجناب کا شکر قبول فرمایا گیا ہے، دوسرے لوگوں کے قبول سے کوئی کام نہیں۔

اِذَا رَضِیَتْ عَنِّیْ کِرَامُ عَشِیَّتِیْ
فَلاَ زَالَ غَضْبَانًا عَلٰی لِئَامُهَا

یعنی جب مجھ سے میرے کریم راضی ہیں تو مجھے کمینوں کے خشمناک ہونے کا کوئی خوف نہیں۔

دوصدیوں کی مدت میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے متبعین کرام میں سے سینکڑوں اولیاء، ہزاروں اتقیاء وصلحاء نے اس نعمتِ عظمیٰ کے شکر کو دل وجان سے قبول کیا اور انہوں نے ہزار بیان سے اس کا اعتراف کیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے بہترین متبعین میں سے بنائے آمین یارب العالمین

صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وسلم

بروز ہفتہ ۱۰ مارچ ۲۰۱۲ء

Marfat.com

Marfat.com

مکاتیبِ حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ

در دفاعِ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

ماخوذ

مقاماتِ مظہری

تالیف

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی
۱۳۰۹ھ

Marfat.com

مکتوب پنجم

در بیان اجوبہ شبہات کہ بر کلام حضرت مجدد مینمایند

برخوردار از اجوبہ شبہاتی کہ برمقالات کرامت آیات قیوم ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بزعم بیخردان وارد می شوند استفسار کردہ اند بمطالعہ درآمد دریابند کہ بنائ این اعتراضات برجہل است یابرحسد و این رسم انکار معمولِ قدیم اہل تعصب است درتکفیر شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ واکابر دیگر رسالہ ہا نوشتہ اند وحضرت مجدد درمکاتیب خود جوابہای ہمہ شبہات بطریق دفع دخل تحریر فرمودہ[1] واز اولاد امجاد ایشان حضرت شاہ یحیی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ مفصل درین باب وحضرت مولوی فرخ شاہ رحمۃ اللہ علیہ رسالہ مسمی "بکشف الغطاء عن وجہ الخطا"[2] بطریق اجمال تحریر نمودہ اند و از مخلصان آنجناب مولانا محمد بیگ ترکی ثم المکی رسالہ مسمی "بعطیۃ الوھاب الفاصلۃ بین الخطاء والصواب"[3] مشتمل بر تفصیل اسولہ و اجوبہ در رد رسالہ محمد برزنجی[4] تلمیذ شیخ کردی ثم المدنی نوشتہ وبمہرہاے علمای مذاہب اربعہ دیارعرب مسجل و مسلم گردانیدہ و مادۂ حسد ظہور معارف غیر متعارف ہست از جناب ایشان کہ درقرن اول وثانی شیوع داشتہ وبعد قرون ثلثہ مشہود بالخیر در پردۂ کمون رفتہ از خصوصیت طینت مطہرۂ ایشان کہ بقیت طنینِ

Marfat.com

مقدسہ جناب رسالت بودہ بروز نمودہ اند

نی نی تراز تربت یثرب گرفتہ اند پنہان زشام و رُوم بسر ہند ہشتہ اند

وانصاف آنست کہ اول درشان قائل مقامات نظرکنند اگر متبع کتاب وسنت است و اکثر اعمال و اقوال او موزون بمیزانِ شریعت است پس متشابہات کلام اُو را موافقِ محکماتِ کلامِ او تاویل کنند یابعالم السروالعلانیۃ واگذارند و اُو را معذور دارند چراکہ این قوم را عذر ہای بسیار عارض می شوند گاہ درغلبۂ حال عبارات ایشان برادات ایشان مساعدت نمیکند و گاہ درمعلومات شفی بنا بر غلط وہم و خیال خطا واقع می شود و دران خطا مثل خطای اجتہادی معذور اندوگاہ اطلاع براصطلاح ایشان میسر نمی آید پس برعایت این امور ترک اعتراض لازم است خصوصاً برکرامت انتظام حضرت مجدد محض فضولی است کہ بنای طریقہ ایشان بر اتباع سنت ومصنفات[۶] ایشان مشحون بہمین نصیحت وموعظت است و بیشتر سبب ہیجان این فتنہ انکار توحید وجودی است و اثبات توحید شہودیست[۷] چراکہ ازچہار صدسال یعنی از عہد حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ تاعہد مبارک ایشان ادعیۂ اسماع واذہان مردم از مسئلہ وحدت وجود مملو بودہ است وانکار حضرت مجدد بر توحید وجودے نہ مثل انکار علمای[۸] ظاہراست بلکہ از مقامی کہ وجودیہ تکلم می کنند تصدیق و تسلیم آن می نمایند[۹] این قدرہست کہ مقصود اصلی را فوق این مقام میفرمایند و غیریتی فی الجملہ بین الحق والخلق بنہجی کہ مخل وحدت وجود حقیقی کہ متحقق درخارج حقیقی است نگردد ثابت می کنند بخلاف وجودیہ کہ درمیانہ حق وخلق عینیۃ اثبات می

Marfat.com

نمایند و تصویر مسئلہ وحدت وجود و وحدت شہود در دو مکتوبی دیگر نوشتہ شدہ والسلام

مکتوب ششم درجواب شبہات بعد حمد وصلوۃ از فقیر جانجاناں مولوی[10] صاحب مہربان سلمہ الرحمن مطالعہ فرمایند کہ التفات نامہ طولانی مشتمل برشبہاتی کہ ہمہ متوجہ مقالات کرامت سمات حضرت قیوم ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بود ورود فرمود مخدوما این شبہات از عدم اطلاع بر مصطلحات[11] آنجناب ناشی شدہ اگر میسر شود مجلدات ثلاثہ مکاتیب حضرت ایشان مطالعہ فرمایند خاطر جمع خواہد شد و فقیر امتثالاً للامر حرفی چند می نگارد باید دانست کہ حضرات صوفیہ لفظ وجود را بر سہ معنی اطلاع می نمایند یکی وجود بمعنی کون و حصول کہ امر انتزاعی و معقول ثانوی است دویم وجود منبسط کہ منشاء انتزاع معنی اول و معبر بظاہر وجود بصادر اول است و بدیہی است کہ این ہر دو وجو داز حضرت ذات تعالت و تقدست متاخراند وذات باین ہر دو وجود مصدر آثار نمی تواند شد سیوم وجودیکہ اول الاوایل و مبداء المبادی است و بزعم قوم عین ذات است و ذات بآن وجود مصدر آثار است وحضرت ایشان ما میگویند کہ ذات او تعالیٰ خود مصدر آثار خود است و ہرگاہ وجود و ذات ہردو در حقیقۃ یکی باشند صدور آثار را خواہ بوجود منسوب باید کرد خواہ بذات مطلب واحد[12] است پس اختلاف راجع بنزاع لفظی است تسلسل را اینجا چہ دخل است وتحاشی حضرت ایشان از اطلاق لفظ وجود بر ذات او تعالی و تجنب از حمل بالمواطات[13] یکی بر دیگری از راہ احتیاط است کہ درلسان شرع این اطلاق وارد نشدہ و صفات و اسماء آلہی توقیفی اند و دو شبہ دیگر کہ در مبحث حقیقت محمدی و فضلِ حقیقتِ

Marfat.com

کعبہ بر حقیقتِ محمدی است صلی اللہ علیہ وسلم از مکتوبات جلد ثالث[۱۴] رفع میشود و تحریر جوابہای آنہا طول[۱۵] دارد و آنچہ در تاویل قول حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ نوشتہ اند اگر مخصوص بمعاصرین دارند چہ نقصان عاید بجناب آنحضرت می شود و استثنای متقدمین خود ازین حکم بحکم ادب لازم است کہ بعضی از آنہا اجداد و مشایخ آنحضرت اند و بحکم حدیث مرقوم لایدری اوّله خیرام اخره[۱۶] استثنای متاخرین نیز مجوز است چرا کہ تقدیم و تاخیر امر نسبی است و ہر متاخری را متاخریست پس ممکن است کہ متاخر آنحضرت از آنحضرت افضل باشد[۱۷] فقیر در تفرقہ حق و باطل در التفات نامہ مامور بودم و المامور معذور اللهم ارنا الحق حقا وارنا الباطل باطلا والسلام

حواشی بر مکتوبات

۱۔ مکتوبات امام ربانی: ۱/ ۲۰۹، ۳/ ۸۸، ۹۲، ۱۲۱

۲۔ شیخ محمد یحییٰ کے اس رسالہ کا نام ردشبہات ہے، جس کا خطی نسخہ رضا لائبریری رام پور میں ہے۔ (فہرست مخطوطات فارسی رضا لائبریری ص: ۱۴۷)

۳۔ یہ رسالہ ہم نے کئی خطی نسخوں کی مدد سے ایڈٹ کیا ہے، جو تا حال شائع نہیں ہوا

۴۔ عطیۃ الوہاب ۱۰۹۴ھ/ ۱۶۸۳ء میں تالیف ہوا مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے عربی ترجمہ کی جلد سوم کے حاشیہ پر طبع ہوا ہے۔

Marfat.com

۵؎ برزنجی نے اس سلسلہ میں کئی کتابیں لکھیں تھیں (رک احوال وآثار عبداللہ خویشگی ص:۱۵۹)

۶؎ حضرت مجدد الف ثانی کے رسائل متعدد مرتبہ چھپ چکے ہیں۔

۷؎ تفصیل کے لئے دیکھئے وحدت الوجود تالیف ملا بحر العلوم ترجمہ وحواشی مولانا ابوالحسن زید فاروقی، مقامات مظہری، مقدمہ

۸؎ ایضاً

۹؎ ایضاً

۱۰؎ مولوی صاحب مہربان سلمہٗ الرحمٰن سے حضرت مظہر کے خلیفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مراد ہیں، (رک مکاتیب میرزا مظہر مرتبہ عبدالرزاق قریشی)

۱۱؎ اکثر معترضین کے رسائل سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اصطلاحات تصوف کو کماحقہ نہیں سمجھا، اس سلسلہ میں حضرت مجدد الف ثانی کے پوتے علامہ محمد فرخ مجددی نے اصطلاحات صوفیہ پر ایک ضخیم کتاب لکھی تھی، جو ہم شائع کرنے والے ہیں۔

۱۲؎ رک دستور العلماء

۱۳؎ ایک شی کے لئے دوسری شی کا حکم یا اس حکم کا منشاء اگر ثبوت مل جائے۔ (ایضاً)

۱۴؎ مکتوبات امام ربانی ۳ / ۱۲۴، مبداء ومعاد، منہا: ۴۸، حضرات القدس: ۲ / ۱۲۶

۱۵؎ احوال وآثار عبداللہ خویشگی ص: ۱۵۰۔ ۱۵۳

۱۶؎ ترمذی (کتاب الامثال باب: ۶ نمبر ۲۸۶۹) ۵ / ۱۵۲

۱۷؎ کلمات طیبات ص: ۱۹

[ماخوذ از مقامات مظہری حواشی نوشتہ محمد اقبال مجددی طبع دوم: ۴۸۲۔ ۴۸۳]

Marfat.com

مکاتیبِ حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ

در دفاعِ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

ماخوذ

مقاماتِ مظہری

ترجمہ

علامہ بشارت علی مجددی

Marfat.com

مکتوب پنجم

ان شبہات کے جوابات میں جو حضرت مجدد قدس سرہٗ العزیز کے کلام پر کئے گئے ہیں۔

برخوردار! ان شبہات کے جوابات میں سے جو قیوم زمانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقالات کرامت آیات پر بے وقوفوں کی طرف سے وارد کردہ شبہات کے متعلق پوچھے گئے تھے، مطالعہ کئے۔ معلوم ہونا چاہئے کہ ان اعتراضات کی بنیاد جہالت پر ہے یا حسد پر۔ انکار کی یہ رسم اہل تعصب کا پرانا معمول ہے حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر کی تکفیر میں بہت سے رسالے لکھے گئے۔ حضرت مجدد نے دفعِ دخل کے طور پر تمام شبہات کے جوابات تحریر فرمائے ہیں آپ کی اولاد امجاد میں سے حضرت شاہ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں ایک مفصل رسالہ اور حضرت مولوی فرخ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کشف الغطا عن وجہ الخطا کے نام سے بطریق اجمال ایک رسالہ اس سلسلے میں تحریر کئے ہیں آنجناب کے مخلصوں میں سے مولانا محمد بیگ ترکی ثم المکی نے محمد برزنجی شاگرد شیخ (ابراہیم) کردی ثم المدنی کے رد میں ایک رسالہ بنام عطیہ الوہاب الفاصلۃ بین الخطاء والصواب سوال وجواب کی صورت میں تفصیلاً لکھا اور دیار عرب کے چاروں مذاہب کے علماء سے مہریں ثبت کروا کر تصدیق کروایا۔

حسد کا مادہ آنجناب سے معروف معارف کا ظہور ہے جو قرن اول اور دوم میں شیوع پذیر ہوئے اور مشہود بالخیر قرون ثلاثہ کے بعد پردۂ غیب میں چلے گئے خصوصاً آنجناب کی طینت مطہرہ جو جناب رسالت مآب ﷺ کی بقیہ طینت مقدسہ تھی کے

Marfat.com

متعلق ظاہر ہوئے ہیں انصاف یہ ہے کہ پہلے ان مقامات کے بیان کرنے والے کی شان کو دیکھا جائے اگر وہ کتاب وسنت کے مطابق ہے اور اس کے اکثر اعمال واقوال میزانِ شریعت کے مطابق موزوں ہیں تو اس کے کلام کے متشابہات کی اس کے کلام کے محکمات کے موافق تاویل کریں یا اسے پوشیدہ وعلانیہ امور کے جاننے والے (خدا تعالیٰ) پر چھوڑ دیں اور اسے معذور جانیں کیونکہ اس قوم (صوفیہ) کو بہت سے عذر پیش آتے رہتے ہیں۔ کبھی غلبہء حال میں ان کی عبارات ان کی مرادات سے مساعدت نہیں کرتیں، کبھی وہم وخیال کے اختلاط کی بنا پر کشفی معلومات میں خطا واقع ہو جاتی ہے اور اس خطا میں وہ خطائے اجتہادی کی طرح معذور ہیں اور کبھی ان کی اصطلاح پر آگاہی میسر نہیں ہوتی پس ان امور کی رعایت کرتے ہوئے ترکِ اعتراض لازم ہے خصوصاً حضرت مجدد کے کلام کرامت انتظام پر اعتراض محض فضول ہے کیونکہ ان کے طریقہ کی بنیاد اتباعِ سنت پر ہے اور ان کی تصانیف ایسی ہی نصیحت وموعظت سے معمور ہیں اس فتنہ کے ہیجان کا زیادہ تر سبب توحید وجودی کا انکار اور توحید شہودی کا اثبات ہے کیونکہ چار صدیوں سے یعنی حضرت شیخ ابن عربی کے عہد سے لے کر آنجناب کے عہد مبارک تک مسئلہ وحدت وجود کی طرف دعوت سے لوگوں کے کان اور ذہن بھرے رہے ہیں اور حضرت مجدد کا توحید وجودی سے انکار علمائے ظاہر کے انکار کی طرح نہیں ہے بلکہ وہ مقام جس کی بابت صوفیائے وجودیہ کلام کرتے ہیں آپ اس کی تصدیق فرماتے اور اسے تسلیم کرتے ہیں البتہ اتنا ضرور ہے کہ آپ مقصودِ اصلی کو اس مقام سے بلند تر بتاتے ہیں اور حق تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان غیریت اس نہج سے ثابت کرتے ہیں کہ وہ وجود حقیقی (جو خارج حقیقی میں متحقق ہے) کی وحدت میں مخل نہ ہو بخلاف وجودیہ کے جو حق اور خلق کے درمیان عینیت ثابت کرتے ہیں مسئلہ وحدت وجود اور وحدتِ شہود کا بیان دیگر دو مکتوبات میں کیا گیا ہے والسلام

Marfat.com

مکتوب ششم

بعض شبہات کے جواب میں

حمد وصلوٰۃ کے بعد فقیر جانِ جاناں کی طرف سے مولوی صاحب مہربان سلمہ الرحمٰن مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا طویل التفات نامہ موصول ہوا جو ایسے شبہات پر مشتمل تھا جو تمام تر حضرت قیوم ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مقالات کرامات سمات پر کئے گئے تھے۔

مخدوما! یہ شبہات آنجناب کی مصطلحات سے عدم آگاہی کی بنا پر پیدا ہوئے اگر آپ کے مکاتیب کی تینوں جلدیں میسر ہوں تو ان کا مطالعہ فرمائیں قلبی اطمینان ہو جائے گا، فقیر تعمیل ارشاد کی خاطر چند باتیں لکھ رہا ہے۔

جاننا چاہئے کہ حضرات صوفیہ لفظِ وجود کا اطلاق تین معنوں پر کرتے ہیں اول وجود بمعنی کون وحصول ہے جو امر انتزاعی اور معقولِ ثانوی ہے۔ دوم وجود منبسط جو پہلے معنی سے انتزاع کا منشاء اور صادرِ اول سے ظاہرِ وجود کا معبر ہے اور یہ امر بدیہی ہے کہ یہ دونوں وجود حضرت ذات تعالیٰ وتقدس سے متاخر ہیں اور ذات کا ان دونوں وجودوں سے مصدرِ آثار نہیں ہوسکتا۔ سوم وہ وجود ہے جو اول الاوائل اور مبدء المبادی ہے اور اس قوم (صوفیائے وجودیہ) کے خیال کے مطابق عین ذات ہے اور ذات اس وجود سے مصدر آثار ہے اور ہمارے حضرت مجدد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بذاتِ خود اپنے آثار کا مصدر ہے جب وجود اور ذات دونوں حقیقت میں ایک ہوں تو آثار کے صادر ہونے کو خواہ وجود سے منسوب کرو خواہ ذات سے مطلب ایک ہی ہے پس یہ

Marfat.com

اختلاف نزاع لفظی کی طرف راجع ہے، تسلسل کو یہاں کیا دخل ہے آپ کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر لفظ وجود کے اطلاق سے بچنا اور ایک کا دوسرے پر حمل بالمواطات سے اجتناب کرنا احتیاط کی بنا پر ہے کیونکہ لسانِ شریعت میں یہ اطلاق وارد نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسماء توقیفی ہیں۔

دیگر دو شبہات جو حقیقت محمدی (ﷺ) اور حقیقت محمدی ﷺ پر حقیقت کعبہ کی فضیلت کی بحث کے متعلق ہیں وہ مکتوبات جلد ثالث کے مطالعہ سے رفع ہو جائیں گے، ان کے جوابات تحریر کرنا کافی طویل ہے۔ اور جو حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے قول قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله کی تاویل میں لکھے ہیں اگر اسے معاصرین کے ساتھ مخصوص کریں تو آنحضرت کی جناب میں کیا نقصان عاید ہوتا ہے اور متقدمین کا استثناء خود اس حکم سے ادب کی بنا پر لازم ہے۔ کیونکہ ان میں سے بعض آنحضرت کے اجداد اور مشائخ ہیں اس حدیث مرقوم لَا یُدْرٰی اَوَّلُهٗ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُهٗ کے بموجب متاخرین کا استثناء بھی جائز ہے کیونکہ تقدیم و تاخیر امرِ نسبی ہے اور ہر متاخر کا متاخر ہے پس ممکن ہے کہ آنحضرت کا متاخر آنحضرت سے افضل ہو۔ میں فقیر التفات نامہ کے مطابق حق اور باطل میں فرق کرنے پر مامور ہوں اور کسی کام پر مامور معذور ہوتا ہے اے اللہ! ہم پر حق کی حقانیت آشکارا کر دے۔ اے اللہ! ہم پر باطل کا بطلان واضح فرما۔

Marfat.com

Marfat.com

مکتوب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

در دفاع حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

ماخوذ

مکاتیب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

جامع

شیخ عبدالرحمٰن بن شاہ محمد عاشق پھلتی

مرتبہ

نسیم احمد فریدی

ناشر

رضا لائبریری، رام پور

۲۰۰۴ء

Marfat.com

مکتوب: ۸۴

به نام

خواجہ محمد امین کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

(که از مخصوصانِ آنجناب اند، دررفع شبہات مکتوبِ شیخ احمد سرہندی که در باب مقامهای خلت وآنکه حصول آن مرآنحضرت صلی الله علیه وسلم را به واسطهٔ بعض افراد امت نوشته اند)

برادر عزیز القدر خواجه محمّد امین اکرمه الله تعالی بشهوده سوءال کرده بودند که حضرت شیخ مجدد قدّس الله تعالی سرّهٔ العزیز در مکتوب نو دو چهاراز جلد ثالث و غیر آن نیز تصریح کرده اند به آنکه آنحضرت را صلّی الله علیه وسلّم، بعد هزار سال به واسطهٔ بعض افرادِ اُمت مقام خلت حاصل شد و دعاء اللّهُم صلِّ علی محمّد کما صَلّیتَ عَلی ابراهیمَ مستجاب گشت و به اشاره مفهوم می گردد که مراد از آن فرد ذات حضرتِ مجدّد است و این مقدّمه به ظاهر موردِ اشکالاتِ کثیره است ـ ازآن جمله آنکه توسط فردی از افرادِ امت در حصولِ مقامِ خلت که از اعلی مقامات است مستلزمِ فضلِ اُو برذات حضرتِ خاتم الانبیاء است علیه الصلوات والتسلیمات ـ و حضرتِ مجدّد متصدّی جواب این اشکال خود شده اند که خدّام وغلمان اگر برای مولای مخدوم لباسی فاخر تیارکنند هیچ مزیت ایشان را لازم نمی آید ـ وفیه مافیه وازآن جمله آنکه در حدیثِ صحیح وارد شده است اِنّ الله اتّخذَنِی خَلیلًا کما اتّخَذَ اِبراهِیمَ خلِیلاً واین

Marfat.com

حدیث نصِ صریح است در اثباتِ خلت مرآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را، پس قول بعدم حصول آن مرتبہ اِلاّ بعد ہزار سال مخالف حدیثِ صحیح صریح باشد گفتہ نشود کہ مراد از این خلت کہ در این حدیث وارد شد مطلق محبوبیت است نہ خلت مصطلحہ۔ فلاَ اِشکال زیرا کہ تشبیہ بہ خلتِ حضرت ابراہیم علیہ السلام از این تأویل اِبا می کند۔ پس در این مسئلہ آنچہ نزدیک تو متحقق شدہ باشد بنویس بہ این سبب بہ خاطر رسیدکہ ہر چہ در حالتِ راہنہ توفیق تحریر ان یابد بنویسد۔

باید دانست کہ کشفِ اہل اللہ راست و درست است۔ لیکن در بعض اوقات حقیقت الامر را بہ طریق اجمال درمی یابند و در بعض اوقات بہ تفصیل شبح بہ شبحے و در بعض اوقات بغیرِ حجاب۔ و متبعانِ کلام صوفیہ لاچار اند از دانستنِ اجمال و تفصیل و اغماضِ نظر از مخالفتی کہ قایل را درمیان کلام مجمل و کلام مفصل می باشد، پس ما شک نداریم کہ درہر طایفہ از زمان فیضی دیگر فتح می کنند و دراین زمان فیضی دیگر درمیان مردمان مفتوح شدہ و چون روح حضرتِ خاتم النبیین علیہ الصلوات والتسلیمات بہ سببِ علوی مبدأ یقین ایشان و عموم فیضی کہ از دستِ ایشان بر مردمان القاء شدہ است و بہ سببِ ظہور انتظام دورہ بہ نوری کہ از حجر بہتِ ایشان سر برآوردہ وَلِاَسْبَابٍ اُخرٰی لانُطیق أن نَحصُوها غَایَۃً ھٰذہٖ عنوان حظیرۃ القُدس و شبح آن و رُوپوش آن و مظنۂ آن و تمثیلِ صورت و ہر چہ از این قبیل می توان گفت شدہ است، ہر فیضی جدید کہ در عالم پیدا می شود و بہ تازگی بر روی کار می آید ضمیمۂ

Marfat.com

خطیرۃ القدس می شود بہ سبب احجار بہتہ ، ای نفوسِ بنی آدم کہ طبقۂ بعد طبقۂ پیدا می شوند۔ اہل دل بسا است کہ این امر را اجمالاً ادراک کنند و بہ این لفظ تعبیر نمایند کہ این کمالات الحال آن جناب را حاصل شدہ است و تفصیلِ این کلام و ایفای حقّ آن است کہ گفتہ شود مصلحتِ کلیۂ الہیہ تقاضا کردہ است کہ بعض شروح و تفاصیل و عکوس تجلیِ اعظم در ہر عصر پیدا شود و منشای آن حجر بہتِ شخصی باشد از کمل و آن حجر بہت بہ آن نور مجدّد بہ منزلۂ شعاعِ تجلی اعظم و بہ مثابۂ اعراض آن جوہر افخم گردد و آن بہ طور خود است بہ حسبِ اطوار و ادوار و بہ طور خود است بہ حسبِ اشخاص و ازمان و این فقیر اشارتی کردہ بہ این قسم ظہور و بہ این قسم استکمال در این بیت:

باجمالِ ذاتیش حسنِ دگر در کار شد

چشمِ اورا سرمہ ام یا زُلفِ اورا شانہ ام

چون این مقدّمہ ممہد شد مقدمہ ای دیگر باید دانست کہ حقایق اجمالیہ کہ براہلُ اللہ ظاہر می شود چون لغت و عرف از تعبیر آن کوتاہ است ہمین طایفہ لفظی از کتاب و سنت کہ بہ حسب فن اشارۃ و اعتبار بر آن حمل توان کرد، می گیرند و آن را عنوان آن حقایق اجمالیہ فایضہ بر قلب ایشان می گردانند و سخن را بہ آن مربوط می سازند و آن معارف غامضہ را در پردہ آن لفظ ادا می فرمایند۔ متفرّسان از مطالعہ کنند گان را لازم است از خصوصیت آن لفظ اغماضِ نظر کنند و مطمع نظر خود ہمان حقیقت اجمالیہ و معرفت غامضہ سازند۔ پس فیما نحنُ فیہِ اقامتِ لفظ خلت و استجابت دعاء اللّٰھُم صلِّ علی محمّد کما صَلّیتَ

Marfat.com

عَلی اِبراھیمَ وتصویر دایرہ ای کہ مرکز آن صرفِ ذات است ومحیط آن کمالات ذات و باز صیرورت آن مرکز دایرہ تامہ کہ مرکز آن محبوبیت است و محیط آن امتزاج محبت ہمہ نیرنگ فن اشارۃ واعتبار است۔ اعتراض بہ مثل این مقدمات وارد نمی شود چنانکہ در صورتِ رَأیتُ اَسَدًا یَرَانِی اعتراض بہ فقدِ اَنیاب و اَظفارِ اَسد یادُبر و ذَنبِ اُو وجہی ندارد و ہمچنین سخن در حقیقتِ قرآن و حقیقتِ کعبہ و حقیقتِ محمدیہ وبیان دوایر واقواس۔

پس خلاصۂ کلام آن است کہ بعد از اَلف فتح دورہ ای دیگر شدہ است کہ بہ بعض اعتبارات اجمال فیوض متقدمہ است۔ مثلاً احوالِ قلب وروح و سر غیرآن ہمہ مجمل شدہ ہیئتِ جمعیت پیدا کردہ و بہ بعض اعتبارات تفصیل فیوض متقدمہ است۔ مثلاً مسایل حجر بہت و انانیتِ کبریٰ در این دورہ مفصل تر است از ادوارِ سابقہ و تفصیل حقایق این دورہ شرحی می طلبد کہ این ورق گنجایش آن ندارد و بالجملہ شیخ مجدد ارہاص این دورہ اند و بسا معرفت مختصۂ این دورہ کہ از زبان شیخ بہ طریق رمز و ایماء سرزدہ و شیخ قطبِ ارشاد این دورہ است و بردست وی بسیاری از گمراہانِ بادیۂ طبعیت وبدعت خلاص شدہ اند۔ تعظیم شیخ تعظیم حضرت مدوّرِ ادوار و مکوّنِ کاینات است وشکرِ نعمتِ شیخ شکر نعمت مفیض اوست اعظم اللہ تعالیٰ لہ الأجُور۔ فقیر در اکثر معارف کہ شیخ بہ زمانِ فتح دورہ آوردہ، مصدِقِ اوست، مثل اشارہ بہ توحیدِ شہودی۔ اگرچہ شیخ از رمز و ایماء در آن تجاوز نکردہ و سخن بی پردہ ادا نفرمودہ و مثل قول بہ حقانیت علماء اہلِ سنت در معارفِ اجمالیہ کہ بہ تقلید انبیاء علیہم السلام اخذ

Marfat.com

کرده اند و مخالف نبودن آنها با تحقیقاتِ صوفیه۔ زیراکه معارف علما مقتضی است بر بیانِ حظیرۃ القدس و تجلی اعظم وآن متعین است در نفسِ کلیه بسانِ صورت رائي که در مرآۃ متعین شود۔ از این تعین بساطتِ اُولیٰ چند مرحله برتراست وایشان هرچه از این مرتبه خبر می دهند همه راست و درست است و در این صورت واجب است قول به حدوثِ ماسوای الله و قول به اراده که تعلقاتِ متجدّده داشته باشد۔

این است آنچه نزدیک فقیر در شرحِ معارفِ شیخ مجدّد متعین شده واگر تحقیقِ دانشمندانه در حلّ این اِشکال سر دهیم می توانیم گفت که غرضِ شیخ اثبات اصلِ خلبت انست آنحضرت را صلی الله علیه وسلم در اوّلِ امر بغیر توسط واثباتِ توسطِ خود در فیضانِ خلت بربنی آدم ۔ به این معنی که به توسط او بعد هزارسال مردمان حصه ای از آن خلت یافتند و در اینجا هیچ خدشه نمی آید۔ زیراکه فضایل اضافیه مثل مقتداء و متبوع عجم شدن به توسط خلق متحقق شده است وهمچنین هر عالمی که به سببِ او جمعی مهتدی شوند واتباع حضرت خاتم الانبیاء صلّی الله علیه وسلّم درست کنند وآن عالم واسطۂ عموم دعوت و مقتداء بودن آنحضرت صلی الله علیه وسلم مرآن قوم را خواهد بود، انکارِ آن مکابره است والحمدلله تعالیٰ اوّلاً وآخراً وظاهراً و باطناً وصلّی الله علی خیر خلقهٖ محمّدٍ وآلهٖ واصحابهٖ وسلّم ۔

Marfat.com

رسالۃ الذب عن القطب الربانی والامام الصمدانی

تالیف

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

ماخوذ

خاتمہ خطی نسخہ مکتوبات امام ربانی

مخزونہ کتابخانہ اسلامیہ کالج، پشاور

نمبر ۹۳۹

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الفیاض فضلہ وعطائہ بخلع انعامہ علی اولیائہ فہم بذلک لہ حامدون واختصہم بمحبتہ وارقاہم بخدمتہ ودعاہم الی حضرتہ واظہر فیہا مراتبہم فالسابقون السابقون اولئک المقربون وفتح لہم ابواب فضلہ ورفع عن قلوبہم حجاب بعدہ فہم بین یدیہ متادبون ولاطہم بودہ وآمنہم من اعراضہ وصدہ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ونور بصائرہم بفضلہ وطہر سرائرہم واطلعہم علی السر المصون وصانہم عن الاغیار وسترہم عن اعین الفجار وجعل المنکر علیہم کالہبار لانہم عرائس ولا یری العرائس الا المحرمون فاذا نظر علیہم ولی من اولیاء اللہ او سمعوہ نسبوہ الی الزندقۃ او الجنون وتراہم ینظرون الیک وہم لا یبصرون فمنہم المنکر لکرامتہم ومقالاتہم ومنہم المبغض لمقاماتہم ومنہم السالب لاعراضہم ومنہم المعترضون یعترضون علی احوالہم ویکذبون بجہلہم فی مقالہم وہم یستہزؤن اللہ یستہزئ بہم ویمدہم فی طغیانہم یعمہون اولئک الذین اشتروا العمی بالہدی فما ربحت تجارتہم وما کانوا مہتدین مثلہم کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاءت ما حولہ ذہب اللہ بنورہم وترکہم فی ظلمات لا یبصرون یجعلون اناملہم فی اذانہم من الصواعق حذر الموت والبرق یخطف ابصارہم وہم لا یرجعون ولو شاء اللہ لذہب بسمعہم وابصارہم ولکنہم فی ذلک مستدرجون رماطہم شقاوتی الدنیا والآخرۃ فاولئک ہم الخاسرون ان الذین ضلوا او صاروا کالانعام سواء علیہم انذرتہم ام لم تنذرہم فانہم لا یفہمون - والذین فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضا ولہم لا یفقہون ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم فانہم لا یسمعون ومنہم من یقول آمنا باللہ وباولیائہ وما ہم بمومنین اللہم اسقط علیہم حجارۃ من السماء بما کانوا یکذبون ومنہم من یخادعون اللہ واصفیائہ وما یخدعون الا انفسہم وما یشعرون اللہم انزل علیہم کسفا من السماء بما کانوا یفسقون واذا قیل لہم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون الا انہم ہم الکفرۃ الفجرۃ واولئک ہم المفسدون واذا قیل لہم امنوا کما آمن الناس قالوا انؤمن کما آمن السفہاء الا انہم ہم السفہاء ولکن لا یعلمون واذا لقوا الذین امنوا قالوا آمنا واذا خلوا الی شیاطینہم قالوا انا معکم انما نحن مستہزؤن اللہم انزل علیہم رجزا من عندک بما کانوا یظلمون فسبحان من قرب اقواما واصطفاہم لخدمتہ فہم علی بابہ لا یبرحون وسبحان من جعلہم نجوما فی سماء الولایۃ وجعل اہل الارض بہم یہتدون وسبحان من اباحہم حضرۃ قربہ والمنکرون عنہا مبعدون فالاولیاء فی حضرۃ القرب

Marfat.com

متنعمون والمنكرون عليهم في نار الطرد يعذبون لا يسأل عما يفعل وهم يسألون ونطق كلامه العزيز
في حق اصفيائه واوليائه اولئك على هدى من ربهم واولئك هم المفلحون واشهدان سيدنا ومولانا وقدوتنا الى الله
سبحانه افضلنا واولانا محمدا عبده ورسوله وصفيه ومجتباه وخليله ومحبوبه الذي اعطاه
الله وبث فيه سر الافعال والاسماء والصفات والذات وعلمه علوم جميع الكائنات فكان ذلك العلوم له مجملا
وتفصيلا من كل الجهات صلى الله تعالى عليه وعلى آله وصحبه وشيعته ووارثيه وحزبه صلوة وسلاما كلما
رياح السعادة وفاح مسكها وعطرا على كل قلب منيب فتاب واستغفر الله سبحانه وانا بعد
فيقول العبد الضعيف المسكين المتمسك بالعروة الوثقى والحبل المتين قليل البضاعة وعديم الاستطاعة
احد خدام حديثه صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم وشمردن اين احقر عاصي خاكسار پي مقدار خود را از جمله
خادمان حديث نبوي صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم بمثابه زال اليوسف است على نبينا وعليه الصلوة والسلام
چنانچه در خطبه رساله السيف المسلول على من اعرض عن سنة الرسول صلى الله تعالى عليه وعلى آله
وسلم ايمائي بران شده است ميرزا خان الملقب باولاد الدين الداعي على لسان بعض العارفين
بمرزا جان بالجيم مكان الخاء المعجمة البركي ثم الجالندهري بصره الله سبحانه اليوب نفعه وجعل يومه خيرا من امسه
هذه رسالة عظيم النفع اتفها خالصا لوجهه الكريم موجبا للفوز لديه في جنات النعيم تؤذن بوجوب تسليم كل ما
قاله القوم من السادة الصوفية وتكلموا به رضي الله تعالى عنهم وفي اعلى غرف الجنان اسكنهم وارقدهم سمعا
وطاعة وعدم الاعتراض عليه لا باللسان ولا بالجنان والاجتناب عن التفوه عليه بشيء وتفويض علم ما لم يفهم
الى الله سبحانه والى مراد قائله فانهم كلا على هدى من ربهم بل اولئك هم المحرزون قصبات السبق في
ميدان الفلاح والهداية بيهات بيهات لو بلغ غيرهم كنه المنكرين عليهم العشر معشار ما بلغوا
وان طريقتهم كلها محررة بالكتاب والسنة سيدانا ومحمتهما منهما وبيان انها كيف تكون رزمومة الا ان
خالفت صريح القرآن او السنة او الاجماع لا غير واما اذا لم تخالف غاية الكلام انه فهم اوتيه رجل مسلم
فمن شاء فليعمل به ومن شاء فليتركه وان علم التصوف عبارة عن علم القدح من قلوب الاولياء
استنارت بالعمل بالكتاب والسنة فكل من عمل بها انقدح له من ذلك علوم وآداب واسرار وحقايق
تعجز الالسن عنها نظير ما انقدح لعلماء الشريعة من الاحكام حين عملوا بما علموه من احكامها وليس لكل
مجتهد اجتهاده شيئا لم يصرح الشريعة بوجوبه اولا من ايجاب ولي الله تعالى حكما في الطريق لم تصرح
الشريعة بوجوبه كما صرح به بعض المحققين منهم الامام اليافعي وايضاح ذلك انهم عدول في الشرع
اختارهم الله عز وجل لدينه فمن دقق النظر علم انه لا يخرج شيء من علوم اهل الله عن الشريعة المطهرة
وكيف تخرج علومهم من الشريعة والشريعة هي وصلتهم الى الله عز وجل في كل لحظة وبالجملة فما انكر
احوال الصوفية الا من جهل حالهم كما سيأتي ايضاح ذلك كله مفصلا ومبينا ان اراد مني العليم الحكيم

Marfat.com

فخاب واللّٰہ وخسر من طعن فی طریقتہم او عقیدتہم او شیئ من احوالہم او مقاماتہم او مقالاتہم
نسال اللّٰہ تعالٰی العافیۃ منہ آمین ھذہ شہادتی علی نفسی انہ من عند کل من رآہا ووصلت الیہ
یودیہا اذا سئلہا حیثما کان نفضنا اللّٰہ تعالٰی وایاکم لہذا الایمان وثبتنا علیہ عند ان تنقال الی الدار
الحیوان واحلنا دار الکرامۃ دار الرضوان وحال بیننا وبین ذار سرابیل الہا قطران وجعلنا من الذین
الذین اخذت الکتاب بالایمان وممن انقلب من الحوض وہو ریان وثقل المیزان وثبت منہ علی صراط
القدمان انہ المنعم المحسان آمین آمین آمین ثم اعلم یا اخی ان معظم قصدی ومطمح نظری بتالیف
تلک الرسالۃ الذب عن القطب الربانی والامام الصمدانی صاحب الکمال الرحمانی العارف الکامل
والعالم الفاضل قطب سماء الحقیقۃ ومجمع اسرار دقائق الطریقۃ بلبل الافراح عمدۃ اسرار الملک الفتاح
احد من اعطی لہ علما الظاہر والباطن وثبت لہ فی سائر الاماکن الی الیوم منفحۃ الصور قطب الوجود
والنور الممدود شیخنا وقدوتنا الی اللّٰہ سبحانہ الشیخ احمد الفاروقی النقشبندی الکابلی ثم السہرندی
نور اللّٰہ تعالٰی ضریحہ ومضجعہ فی اعلی غرف الجنان ارزقہ واجمعہ واللّٰہ ثم واللّٰہ ما اعطی لذباب
مثیلی قدرۃ ان یقوم بالذب عن مثل ہذا الولی الذی ہو عمدۃ الابرار وکالشمس فی رابعۃ النہار کیف
وقد بعثہ اللّٰہ سبحانہ علی راس الالف الثانی لیجدد دین ہذہ الامۃ المرحومۃ کما نطق بہ الحدیث الصحیح الذی
اخرجہ الطبرانی وابو داؤد وابن عساکر عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلی آلہ وسلم
ان اللّٰہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ من یجدد لہا امور دینہا وقد تلقت الامۃ برمتہا ہذا الحدیث
بقبولہ من اہل الظاہر والباطن ولکن بغیرۃ الجناب الالٰہی جرانی وحدانی وحملنی لان اشمر بالذب عنہ
لاجل ما قیل فیہ فانا اول من یہمہ من بہذہ الکرامۃ المخصوصۃ لہذہ الامۃ انی لست بقادر لدفع الذباب
عن النبی فضلا ان اقوم بالذب عن مثل ہذا الولی الذی نطق الشجر والحجر والمدر حتی الحیتان فی
البحر والطیور فی الوکر بنبل جمیع الکائنات بولایتہ الی الیوم فیقوم الناس بین یدی رب العالمین
ونصب الصراط والمیزان ویساق الی جہنم المنکرون لسبب انکارہم علی اولیائہ وعدم احترامہم اصفیائہ
وعدم الانقیاد والاستسلام والاذعان لما یتکلم بہ احبائہ ولذلک ورد ونقول التصلح جوابا عن کلمات
صدرت عن الشیخ وصار بہا مورد اللطعن واللحاظ ثم ہہنا بحث الجدایۃ ان یتکلم بما یخرق بہ السوء
ویہدم شیئا من ارکان الدین لا واللّٰہ والکتاب والاجل مہلۃ وضعت انشاء اللّٰہ سبحانہ
رسالۃ اخری بالفارسیۃ واکتب اجوبۃ الاعتراضات بعینہا بالترتیب بان اذکر کلامہ الذی یوہم بظاہرہ مایخالف
الشریعۃ واذکر ما اورد علیہ واکتب جوابہ تحتہا ثم وثم الی ان یتم بہذا النسق واصدر معظم اجوبتہ منہا بدلیل
عقلی ونقلی من حدیث او کلام الاکابر من السلف والخلف واجیب عنہا بخصوص الشیخ فی مکاتیبہ الشریفۃ
وغیرہا فان رجحت ما یرد بہ عن الشخص ما ذکرہ فی مولفاتہ کما فعل القطب الربانی والعارف الصمدانی
الامام الشعرانی فی الذب عن مربی العارفین وقطب الواصلین الشیخ محیی الدین بن العربی نور اللّٰہ

Marfat.com

ضریحہما و مرقدہما و فی اعلی غرف الجنان اتسکنہما و ارتہما فانہ لو کان یعتقد غیرا لما ذکرنا فی مؤلفاتہ لما
اذعان الشخص بخلاف ما یجدہ فی نفسہ مما یحال کما فی حاشیۃ البیضاوی للفاضل السیالکوتی و انکان فی
کل نقل اذکر فی ہذہ الکرار لیس لی استغنار عنہا لمن کان لہ قلب اذ القی السمع و ہو شہید و من خاط نظرہ علی
ظاہر الاعتساف او اغمض فی نفسہ الاعوجاج و اللجاج فلا یفیدہ التطویل و ان تلیت علیہ التورتہ و الانجیل
و انادی بصوت رفیع ایہا المسلمون ان الشیخ المذکور الذی نحن بصدد ذبہ عن الاشرار الذین لا یخشون
اللہ تعالی کان حامل لواء العلم باللہ اعلی العلوم و المعارف اللدنیۃ قل من اعطی مثلہ و کشف لہ
الغطاء فشاہد الجمال الاسنی و سکر بمحبۃ المولی و عرفہ باسمائہ الحسنی و صفاتہ العلیا و تحلی من صفاتہ
بمحاسن الاخلاق و مشاہد عجائب ملکوتہ و غرائب حکمتہ و عظائم آیاتہ الکبری و تربیۃ فی حضرۃ قدس
و اجلسہ علی بساط انسہ و قلبہ بصفات الجمال و الجلال تجلی جملۃ مطالع انوارہ و خزائن اسرارہ و معادن
المعارف و الحکم و سبحان من انشر اعلام ولایتہ و احیی بہ الدین و نفع بہ المریدین و جلی بہ عن القلوب
الصیدی و اغاث بہ العباد و اصلح البلاد و ہو الناطق بالحق عن الحقیقۃ و المرشد الی سلوک
الطریقۃ نطق بالحکم من بحور تلاطم امواجہا و بارکاجہا فاستقرت دار التوحید فی مرو جہا و لاحت
الانوار علی ساحاتہا و انبسطت فی الاقطار و تشعشعت فی الامصار فاستخرج منہا اللآلی الکبار
و ادعی من العلوم اللدنیۃ جواہر الاسرار و خرقت لہ الحجب العلویۃ و العلوم الالہیۃ و الانفاس الرحمانیۃ
الروحانیۃ فاتضح لہ العلم المصون و انکشف السر المکنون من غیران تکون لہ دعاوی عریضۃ بالمکا
مشہ مع الحق سبحانہ حضرۃ الاسم الظاہر فی اعظی مقام الصولۃ و الہمۃ و الشطح و اظہار العلو علی امثالہ
واشبا لہ من ہو اعلی منہ فی مقامہ و ہذا المقام ہو المکان رفیعا فہم ما ہو ارفع منہ و ہو مقام
الادب ۔ ہہار تذلل و المسکنۃ فان من شطح علی احکام اللہ تعالی فہو اکثر ادبا ممن شطح علی عباد اللہ
فان اللہ سبحانہ یقبل الشطح لوسعہ بخلاف المخلوق لضیقہ و ثم قوم یشطحون علی اہل اللہ من شہود حضرۃ
خیالہ فہؤلار لا کلام لنا معہم و لا یعرف علو مکان ہذا الحبر الربانی و العارف السبحانی الذی لم تلد النسا مثلہ لا بعدہ
و لا قبلہ من دہر طویل الا من مکنہ اللہ سبحانہ علی الظاہر و الباطن و اما من وقف فہمہ و صار حبارا خامدا
علی ظواہر العلوم الظاہرۃ بحیث لا یتیسر عنہا فذاک محجوب عن فہم العلوم الذوقیۃ اللدنیۃ مبعد عن درجات
الکمل فہو کخیط منبط عشوار حتی بارز اللہ سبحانہ بالمحاربۃ من غیران یعلم بنفسہ و لا یشعر فہو ملحق بالاخسرین
اعمالا الذین ضل سعیہم فی الحیوۃ الدنیا و ہم یحسبون انہم یحسنون صنعا کما قال اللہ تبارک و تعالی افمن زین لہ
سوء عملہ فرآہ حسنا فقد جعل اللہ تعالی افعالہ القبیحۃ فی عینہ حسنۃ لیکون سببا لہلاکہ و کان الامر کذلک
فی بعض الناس فی زماننا و قد شوہد فی اللہ سبحانہ یقابلہم بضد لہ و ہو الانتقام عمن یحارب اولیاءہ کما نطق بہ
الحدیث الصحیح و ما مثال منکری الاولیار عند خروجہم من الدنیا الا کسرب بقیعۃ یحسبہ الظمآن ماء حتی اذا جاءہ
لم یجدہ شیئا و وجد اللہ عندہ الآیۃ لانہم یعتقدون فی دار الدنیا انہم علی شیء من الحق و ہم فی محض
باطل و تعصب و عناد فلا یحققون باطلہم الا فی عالم البرزخ لانہ بمثال یتحقق التمیز بین السعدار و الاشقیار
فیا خسران المنکرین فی ذلک الیوم و یا فضیحتہم اذا شاہدوا الشیخ المذکور و کوکب الاصفیار و الصدیقین
و یالیت شعری ماذا یقول القائلون فی ہذا الاستاذ الاجل فی عالم البرزخ و ماذا یقولون ایضا فیمن قربہ
الرسول صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ و سلم و اجلسہ بجنبہ بحضرۃ اصحابہ الکرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین

Marfat.com

والمکان ذلک بمثابۃ قرب الخادم مع مخدومہ لمسارا ہ عند ابنائہ واخوتہ ومقربیہ الذین فوقہ فی الرتبۃ بیقین واین مرتبۃ من مرتبتہم شتان بینہما کبین السماء والارض وماذا یقولون ایضا فیمن اکرمہ اللہ سبحانہ وجعلہ من جملۃ من یجدد دین ہذہ الامۃ وبعثہ علی راس الالف الثانی وماذا یقولون ایضا فیمن اکرمہ اللہ سبحانہ واصطفاہ اللہ باعطاء ہذہ المعارف والاسرار والحقائق فانکشف لہ العلم المصون واتضح لہ السر المکنون شربت روحہ راح المحبۃ فی حضرۃ القدس فسکرت عند مشاہدۃ الجمال علی بساط الانس فہو الصفی المحب والجلیس المقرب نور اللہ تعالی ضریحہ ومضجعہ وفی اعلی غرف الجنان ارقدہ واضجعہ وسبب نکران بعض المنکرین الذین لم یطلعہم اللہ سبحانہ علی العلوم الکشفیۃ والحکم الذوقیۃ علی ہذا العارف ان الاولیاء المتقدمین لم یدعوا مثل دعاوی ہذا الشیخ وانہ قد اظہر العلو علی امثالہ واشکالہ بل علی من ہو اعلی منہ حاشاہ من ذلک فان اللہ سبحانہ لما اظہر ہذا المولی وفتح علیہ شیئا تکل عنہ الالسن وقصر عن وصفہ البشر فاظہر معارفہ ومواہبہ علی رؤس الاشہاد بمقتضی عزمن قائل واما بنعمۃ ربک فحدث کما سیاتی الکلام علی ذلک کلہ بالبسط بما لامزید علیہ ان شاء اللہ تعالی فلما رای ذلک المنکرون انکروا علیہ وقالوا فیہ شیئا ونسبوہ بما لم یکن فیہ منہم فی ذرۃ واحدۃ والشیخ بمعزل عن دعاوی عریضۃ وتکلمہ بما یخرق سور الشرع حاشاہ من ذلک قصم اللہ ثم واللہ ماذاک الا الحرمان والخسران والطرد عن حضرۃ سبحانہ بسبب انکارہم واعتراضہم علی مقالات مثل ہذا العارف وغاب عن ہؤلاء الذین لا یخشون اللہ تعالی ان مثل الاولیاء والفقراء الصادقین لکنہ صاحب الجذار وقد یعطی اللہ تعالی من بعادی فی آخر الزمان ما یحجبہ عن اہل العصر الاول فان اللہ تعالی قد اعطی لمحمد صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم مالم یعط الانبیاء الذین من قبلہ ثم قدمہ علیہم فی المدح ویا للہ العجب من کثیر من المنکرین ینکرون ما اجمع علیہ الاولیاء والصدیقون بما وصل الیہم علی لسان فقیہ واحد وربما یکون استنادہ فی ذلک القول الی دلیل قیاسی ضعیف اولی شاذ من القول ماذاک الا واللہ لغلبۃ الحرمان کما سیاتی والذی یتحقق ویدین اللہ تعالی بالاعتقاد فی صحۃ کلامہ ومعارفہ ومقالاتہ وولایتہ ان الشیخ کان رئیس الطریقۃ حالا وعلما وامام التحقیق حقیقۃ ورسما ومحیی علوم العارفین فعلا واسما وہو بحر لا یکدرہ الدلاء وسحاب لا یتقاصر عنہ الانواء وجبل لا تزیلہ الناموسۃ بنفخۃ عن مکانہ کانت دعواتہ تخرق السبع الطباق وتفرق برکاتہ قلل الآفاق والی اصفہ وہو یقینا فوق ما وصفتہ وناطق بما کتبتہ وغالب ظنی انی ما انصفتہ وما علی اذا ما قلت معتقدی دع ما تقول یظن العدل عدوانا واللہ واللہ واللہ العظیم ومن اقامہ حجۃ للدین برہانا ان الذی قلتہ بعض من من قبہ فازدت الا العلی زدت نقصانا ولقد اجاد فیما افاد صاحب خزانۃ المفتین بعد ما اورد نبذۃ من مدح سیدنا ونبینا محمد صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم فی خطبۃ کتابہ ہذا حیث قال ما ان مدحت محمدا بمقالتی لکن مدحت مقالتی بمحمد اللہم صل وسلم وبارک علیہ وعلی آلہ وصحبہ واخوانہ من النبیین والصدیقین کما یلیق بعلو شانہ وشانہم ویجری وعظمہ ومجدہ وکرمہ وشرفہ وبارک کذلک وارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ واہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین بحرمۃ سید البشر المطہر عن زیغ البصر ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا فانصرنا علی القوم المنکرین آمین

علی اولیائک وعلی القوم المطرودین عن بابک بسبب انکارہم علی اصفیائک واجعلنا من المصدقین المؤمنین
بکرامتہم ومقالاتہم آمین اللّٰہم آمین

Marfat.com

Marfat.com

احقاق الحق در رد عجز احتجاج عبد الحق

هذه الرسالة من مصنفات القاضي

ثناء الله العثماني المجددي

غفر له ربه القوي

اللهم اسكنه

بحبوحة

جنانه

فرغ من تاليف هذه الرسالة يوم السبت الخامس

والعشرين من شهر شوال سنة ستين

ومائة بعد الالف من

الهجرة على صاحبها الصلوة

والتحية

Marfat.com

الحمد للہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ادعی ما تمناہ

الحمد لله الذي لا يصلح عمل المفسدين ويحق الله الحق بكلماته و
لو كره المجرمون والصلوٰة على آله من فضله على جميع خلقه حتى الانبياء
والمرسلين وجعل من تبعه من الهداة للمهتدين ومن متبعه كالمتابعة
من العلماء الراسخين بعد أرحمد وصلوٰة نموده مي آيد كه از اعاظم مقاصد انبيا آنست كه بخلق
الهي محبت وانقياد پيدا كنند واز غير او بكلي وارهند واني وايشان محبت اولياء ومشائخ وتوجه ايشان
چه از عين محبت حضرت حق است كه ايشان را صدر آرائ صدر مبارك شرف قدس الله على عليه الصلوٰة
والتسليمات رسيده است بمرتبه شده مي توانند رسيد والا محال است ودوري خرد انقياد پيش محبت اين
بزرگواران وجيب آمده كاري را بهم مقاصد حاصل ميشود قوله تعالىٰ وما خلقت الجن والانس
الا ليعبدون اي ليعرفون پس تخصيص اين طائفه از ميان جمله مقتدا شدن بهتر ازايشان ومحبت اهل
بعض مقتدا محبت ما شد ما به تنها بعضي از جان زنده يا به از جان واز ايمان زنده وچون بعضي
از علماء اين بزرگوار را از راه اصل خود دانسته ودر خود وايشان را شريك حال خود شناخته واز باطن
شان عمي وزيده براي اعاظم دولي اكملا مهشان نافهميده سخن چيني نموده واز دريافت فضائل
ايشان محروم مانده چنانچه بر كلام امام العارفين زبدة المتقدمين قدوة العلماء والراسخين
المتكلمين بمحكمات كتاب الله ومتشابهاته الموافقين على رموز خطاب الله

وشاهد

واستمرارنه الواصلين الى درجات القرب كمال الوصول الاخذين سنة
الرسول بكمال القبول وارث محمد المصطفى عليه الصلوة والسلام حب
الاصالة والخلافة شيخنا واما منا شيخ احمد الفاروقي النقشبندي مجدد
الالف الثاني بالتحقيق اعطانا الله ببركة محبته وصحبة اصحابه منتهى
كمالاته وبلغنا اقصى مقاماته ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا انك
على كل شئ قدير اكثر اعتراضات نوشته
وبه خلق الله ضد
عظيم اخروي رسانيدن كه هركه ان اعتراضات را مي پسندد از جناب حضرت ايشان نفس ميكند
در ضلالت ابدي گرفتار ميماند العياذ بالله منها براي انكه امام الزمان
عن الطريق سيد الانام عليه التحية والسلام ارشاد فرموده پس اين
دفع ضرر يقيني هست كه ازاهم واجبات باشد اگر بدنا وجاه باشد
الخاموش منشين گناه
لنهاية عاجز نادان در حال پستاعي وبيمدادي قدم جهاد نموده ودفع اوي ازمان
خواسته اللهم يسر لي امري واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي
المرجو من الله العصمة والتوفيق اين بيان بجهة ان كه رفته حضرت
خواجه محمد باقي قدس سره مافاده الى انكه تخمت شناسي قيمت ترا كلام اين فقير

Marfat.com

متصف بر جمیع اغراض نشد بلکه در حیات و بعد وفات پسر خود زیاده از حد محروم ماند
از حالات و کمالات خود و خبر دادن کرفتند جواب انکه این هیچ بدی نداشت و موجب کدورت
پیر او شان در حیات خود از ین مقالات منع فرمودندی و مشهور است و از تصانیف
خیر سر حواشی
شیخ ظاهر و هویدا ست که حضرت خواجه حضرت این ن را چه قسم میکفتند کاحوال
مقامات خویش از حضرت این ن میپرسیدند و مردمان خانه خود را و جمیع مریدان
خود را بجناب این ن رجوع کردند و کفتند که می کوکب ام و این ن همشی الله
تنقیص و تخطیه بزرکان مثل سید الطائفه جنید بغدادی و سلطان العارفین بایزید
بسطامی نمودند جواب انکه تنقیص و تخطیه بیجا از نفسانیت پیشوا و مقتدا
که حضرت این ن نزد حضرت خواجه خطا نیز نقشبندیه حاصل نمودند و حضرت
خواجه چه قسم سلوک با حضرت این ن میفرمودند ادنی نظر کردکان این ن را
نفس نمی ماند چه جای این ن را نفس کجا بود کرا این افعال نفسانی کند و بعد
از نفس اعاده ان ممکن نیست لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن
ذکر الله شاهد حال این ن است دیکر انکه حضرت این ن در مکتوب سبز نف
مینویسد که کوکوفرنک را از خود خوشتر میدانم پس بدین قسم مردم تخطیه اولیا
بنظام نمودن ساقط است پس معلوم شد که انچه میفرمودند از الهام بود نه از

تقلید

Marfat.com

ف نیت اللهم سبحانك هذا بهتان عظیم اعتراض سیوم تعجب دیگر
دیگر اولیا بطل کرامات نماند و حضرت ایشان باصل واصل الاصل رسیدند
این چگونه باشد وجه آن چه باشد جواب صدق این وانموده تعلق از مکاشفات
دارد بنا از استدلال کرد بسبب کار میسر شدی کار نظامی ز فلک برشدی پس
خدمت فقرا بایه کرد تا ازین دولت بهره ور شوی و ناکه بهره ور شوی چنانچه در
نقل احادیث تحول یکسان دل کفایت میکند که برهمین جمیع احکام شرعی مبنی است
و در مجتهدات قول ابی حنیفه رضی الله عنه معتمد است در فهم قول اولیا و ثقات
کار نفس اشری ندارند و کذب را بدان سم قاتل میشمرند بطریق اولی کاذب و بسنده بود
و اگر باور نکنی غم نیست روز ما و روز خواهد بود که ولیکن تعلم نبأه بعد حین کما سیعلمون غدا
من الکذاب الاشر دیگر انکه مکاشفات اکثر اولیاء سابق چنانچه آمده است کشف
و صفات داعی ذات تجویز نمودن و ذات ایشان از شکر و غیره چونکه مخالف اقوال
انبیاء و مخالف نص و اجماع قرن اول است پس یقین که مکاشفات ایشان را بر نص و
اجماع تقدیم نباید داد و علامتی از کفار و ظل باید شمرد و یکی مکاشفات حضرت
ایشان مخالف نص نیست قیاس کن ز گلستان من بهار مرا و وجدان یکی از ایشان
ذلك فضل الله یؤتیه من یشاء و کم باید گفت قال الرسول صلی الله علیه وسلم

بعضهم علی بعض۔ چہ باید گفت اعتراض چہارم آنکہ از حضرت ایشان بجناب
حضرت خواجہ کہ پیر و مربی ایشان بودند تقصیر در رعایت ادب بظہور آمد
حق سبحانہ شہادت نیست جواب آنکہ ہمہ ان محض ہست رعایت ادب حضرت
ایشان در عرضداشت و مکاتبت شریف بایجب واللہ یقول الحق
وھو یہدی السبیل قد تبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت
ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لہا واللہ
سمیع علیم قولہ در باب حضرت غوث الثقلین گفتہ اند الی آنکہ ناقص بود
اعتراض دیگر آنکہ در باب حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ گفتہ کہ کثرت
ظہور کرامات بسبب نقصے در حال است و این بے ادبی است جواب آنکہ حضرت
ایشان آنچہ در تعریف حضرت غوث الثقلین نمودہ اند در جلد ثالث از
مکاتیب شریف واضح ہست کہ آنحضرت را از ردیف امام شمردہ اند
و بعد حضرت امام عسکری رضی اللہ عنہ آنحضرت را بالاصالۃ قطب
ارشاد و کمالات و ولایت فرمودہ نسبتے کہ میان این کمالات می باشد
الثقلین ام و این [illegible]
[illegible]
واقعیہ

Marfat.com

واقع بشد سزاوار متقیض جلیل کہ از بکبار دن بعید است واگر ایں قسم اخبار ان من فیہ
کدام سزاوار ان می در کشف بشد کہ معلوم نمایند پس محزوم ماند و برای ایں وجہ
بشنوند کہ نامردم بسبب قلت کرامات از اولیاء بے اعتقاد نشوند چہ حضرت
خواجہ فرمودند کہ اکثر اولیاء خلوند کرامات وقت وفات نادم شدند الا ان
حقیقت الحق ۔ قال رضی اللہ عنہ انکارم کہ حکمت در پیدا کردن من الی انکہ
اعظم است از آنہا ۔ جاہل انکہ گفتہ اند کہ در عرف کمال محمدی و کمال ابراہیم ہر دو جمع
شدہ اند ایں اعظم الآ ہم جواب انکہ جاہل کلام شریف آن نیست کہ از کمال
متابعت حضرت رسالت مرتبت علیہ السلام والتحیۃ و متابعت ابراہیم
علی نبینا و علیہ السلام کہ بحکم واتبع ملۃ ابراہیم حنیفا در ضمن ان متابعت
حق سبحانہ لطیفہ علی ہر دو صاحب شریعت چنانچہ خادم را از مخدوم میرسد کہ
آن ہر دو صاحب شریعت علیہم السلام از اولیاء ہیچ کس ہرسد ایں اظہار نعمت
و شکریت واگر افتی بر اولیاء ہم معلوم کہ ہیچ مضایقہ ندارد چہ اولیاء
سابق کمالات افتی بر فضل خدا بسیار معترف بودند از جملہ حضرت غوث الثقلین
قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کہ مشعر بر ہمیں ارشاد کمالند شان ہست
و غیر ایشان بسیار فرمودند و واردات ایں اسرار اعاظم امور ہست اما نحن ایم

Marfat.com

رب العظیم مرحوم یک بندہ را قتل داد نہ کفتہ اند ترکیب جوہر من الی المکن
راست نیاید حاصل آنکہ خوہر من از نطفہ جوہر پاکیزہ مایہ وجود حضرت
رسول علیہ السلام است چنانچہ بخل از نطفہ طبیعت آدم است جواب آنکہ ایں چہ
مضایقہ دارد چوں آنکہ پیدائش بخل نطفہ طبیعت آدم است بخل یا آدم بلکہ مالکی امنی
آدم میساوات نمیتواند کرد و ہر یکے آں بر انبیاء لازم میآید ہم چنیں در مفہوم
ہم مساوات مالکی از انبیاء لازم نمیآید بلکہ ہر یکے بر اولیٰ لازم میآید و بودن
جوہر حضرت ایشاں نہ جوہر حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام از فضل بعید نیست
چہ اگر چہ طعام مثل سلطان محمود بہر کس نمیرسد لیکن از کمال
حکمت لیاقت را آں میدہد کہ خود میخورد دیگراں دعوت نمیتواند کرد سوال
از نہایت حضرت ایشاں بر حسبی بر لازم میآید و آں باطل است
جواب اگر صحابہ بسبب اختلاط و کمال متابعت و مناصرہ آں سرور جاں شدہ
بودند کہ بطفیل آں سرور حقیقت شاں عین آں سرور خود میشد لکن آں نیز در
نمک افتد و نمک شود و اما بعد از طعام کہ در وے خیر نمک افتد شاں ہمہ جواب
دیگر بطور کہ حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بہر حد در اثبات و نفع و مدح
میفرمود اگر بالفرض و ان کان محال ایں قسم نباشد از حسن ظن و متابعت

ایں قسم

Marfat.com

باین قسم دریابد کہ توجہ او فی نظر کسی تا ثیر حکم کیمیا دارد چنانچہ بر حق
پرستان روشن است بیاید عزیز نیز است و اگر این چنین باشد کما ھو الحق
پس انکار شما حضرت ایشان را کہ از جوہر پاک خبر یافتہ فی الجملہ انکار کتاب
حضرت رسالت مرتبت رجوع میکند نعوذ باللہ منہا قد عیاذ الحق
ونھوق الباطل ان الباطل کان زھوقا ترجمہ
متابعت راہ مرتبہ ہست ہمہ مراد حاصل ہست اولی متابعت پیغمبر علیہ السلام
محال نیست والا مقتدا خیر البودی لیکن کمال آن مرکمالات را باشد کہ
صلی اللہ علیہ وسلم مثل امتی کمثل المطر لا یدری اولہ خیر ام اخرہ کفتہ اند
جمیع کمالات محمدیہ بطفیل متابعت در مرتبہ حاصل ہست لیکن بر تبع وطفیل
تا دلیلی خصوصیت بادیگر انبیا علیہم السلام لازم نیاید خصائص عن الرتب العلیہ
العالیۃ للمصطفویۃ چہ اگر انچہ شیخ علی حاجی خوردہ بود اولش از ہر طعام
بکاہو نمی خورد بلکہ عادۃ ہم این ہست مرتبۃ آن پیر وزیر متبوعہ بہ
شاہان دیگر چہ رسد اگرچہ بجا بنا بر جنس خود مرتبہ ہا حاصل نمودہ
اول از بنجا شرح کلام حضرت ایشان نمودہ میگوید قال رضی اللہ عنہ

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین و یلہمہ رشدہ از دست من بیاد و بوسطہ باد نیاید

متعلق ہیں یعنی مراد از محبت جو کہ انابت و اوابت بجناب الٰہی ہے
بود و محبتی کہ بطفیل سید البشر احبتا، و مراد از تمام دادم کلام حضرت
خواجہ کہ بیان نمودہ شود شاید آنست و در مرادیہ و احبتا، عشق
از جانب معشوق ہم میشود چنانچہ حضرت خواجہ در شان حضرت رسالت
"عشق معشوقان نمایان است و دیگر اعشق عاشق با دو صد طویل و قصیر"
لیک عشق عاشقان تن زدہ کند، عشق معشوقان خوش در رہ کند، و معشوق اقرب است
از حبل الورید یقین است کہ خدا در احبتا، ہر کس کہ خواہد احتیاج وسایط
نیست وسایط از نگاہ یعنی ادنی طالب اعلا شود یقینی است کہ فقرا
در طلب نیست، و سایط باید و شد، باد در طلب فقر حاجت وسایط است
پس کلام حضرت ایشان درست است لیکن چونکہ احبتا، غیر انبیا و غیر رسل
علی تفاوت الدرجات در رنگ سایر صفات و وجوہ بمنزلہ اصحابی آنرو
علیہ الصلوٰۃ والسلام و تابع اوست و ہم حاصل احبتا، بسلوک است کہ عبارت
از ادائیاں شریعت است پس در ہیچ صورت ہم از طفیلی و تابع بودن چارہ نیست
بلکہ ہمہ در ہیچ صورت حق نعمت کبریا فزون است و این ہا کلا یجب بر آن
بسود و میسر نمیشود و تملکی را ہرگز بر پیشگاہ بارگاہ حق و نیز بر وجہ شود لیکن

Marfat.com

وانبیاء کفار وزیر دست ہیچ اند این نیست کہ کسے را با ایشان نسبت نباشد و خاطر و زبر جرد
رفتہ بیارد و این بے کمال الفت ورشتہ باہم منصور نیست پس واسطہ
وعدم واسطہ بہ واعتبار ثابت شد و بہر کس این دولت میسر آمد کما
ورد من تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا الخ است یدل اللہ از متشابہات است تاویل
ہر کس نمی آید لیکن تقریر آنحدیث چنان توان کفت قال علیہ السلام قال
اللہ تعالی ما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ
فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی
یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا
ولسانہ الذی ینطق بہ ارادت من بجہ رسول اللہ بوسایط
بہتر است وارادۃ من باللہ قبول وسایط نمی کند چرا کہ وصول بجہ
رسول اللہ از راہ انابت بہتر ووصول بخدا از راہ اجتباء و
او اقرب است از حبل الورید فکار بغیر دعوۃ وارادۃ طریق است. انک
لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم
پس کہ ہم مرتبہ کہ رسول اللہ ﷺ ہم چیزے بود بہ اجتباء سابق بر جوان
این دولت ہر چند طفیلی ہم اما خواندہ باشد و ام و ہر چند تابع اما در

اصلیت با بہرہ ہم و ہر چند امتم اما مخصر شریک دولتم این ہم بہمون دو
اعتبار است نہ شرکتی کہ از دو سری خیزد کہ آن کفر بہت بلکہ شرکت
خادم با مخدوم چرا کہ آن شرکت نابودی کہ اجنباء و مراد بہ حضرت ایشان
ظل و تابع اجنباء سید البشر علیہ من الصلوٰۃ افضلہا نبوی و ولی منصور
چہ وجود و توابع ان ہر کس را بطفیلی او دست لولاک لما خلقت الافلاک
ولما اظہرت الربوبیۃ شاہد این مبین است تا نخواستہ آید بہ بای دولت
در انکردہ ام ہر چند اویسیم المشربی حاضر خادم بہ واعتبار سابق و ہر چند
در طریقہ نقشبندی مجدد سالک و اعداد جذب و اجتباء بہرہ ای علیہ ایشان
تمام کلدم حضرت ایشان تمام کہ ہر مرتبہ آنی جلت نعمائہ و جبناء و ہر ساعتی
این مشعر بہمین اعتبار سابق است فلیتدبر چہ سخنی و این کلمات است الی اللہ
در وینی شکستگی و خاکساری و ادب و تواضع و کم زدن نفس است
القول در دلیش رنگہا دارد سکر ہست و صحو عجز ہست و کبریا شنیدہ ای آنچہ در شان
تکبر و تفاخر کبریا ہست از آنہا بتم ہر دو منقول نیست و خواہد آنچہ
ہست از امر الہی است تف نیست چہ دخل دارد ہر کس نوحہ میکند
بہ نفس میشود منقول ہست جای بینوا بخدمت حضرت عروۃ الوثقی آمدہ

Marfat.com

حضرت بمرتبہ موقنہ بالہ باشانہ کفہ لند چون سر بر داشتند و توجہ فرمودند بر ہیولیٰ
شدند ہر یک توجہ نمایہ باطن شان کسستہ ایہ بجہ مولائیت رسانیدند و مجاز فرمودند
الم کار باکابیدا قیاس از خود مگیر کہ چہ ماند در فرشتی سیر دشیر غرا جواہ محمد پارسا کفتند
تی انکہ ازین قبیل ہست الہامات کلام بر مجاز دلالت میکنند و انرا در فقیری ممنوع نمیدانم
حجت کیفی قولہ امامان نسبت باقران الی انکہ الا اللہ و رسولہ قولہ این تمام کلام مجازیست
ہر اینکہ فخر و مباہات نسبت باخوان و اقران جائیست نہ در جناب سرور کائنات
علیہ السلام و از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ممنون باید بود کلام حضرت ایشان بحمد اللہ نفسی است
جواب اینکہ از کلام حضرت فخر بر اخوان بسبب اجتباء و عدم آن لازم مرایہ زیبی
سید کائنات چنانچہ شیخ خود نیز در صورت اجتباء احسان رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم
زیادہ است چنانچہ از مثل شاہ و وزیر و بیرون وزیر و آوردن بادشاہ معلوم شد و آنچہ
از شفاعت کہ بعضہ بادشاہ ہستند زیادہ اند کہ بندہ در ترتب وجود حصلی در عالم رسیدہ ام الی انکہ
اکنون بمعارف و حقایق کہ در تحقیق دعاوی نوشتہ اند دست زدہ اند این کلام کہ شما
میگویند از کلام حضرت ایشان مفہوم نمیشود کہ من ہیچ مقام را ہیچ و ہیچ ندیدم جادہ اصل
مجسودم ما این اعزازیست لازم ایہ و مراد از شرکت حسی نیست بلکہ معنوی شرکت
در کلمہ ذوقی و اجتباء اگرچہ مانند شرکت مشترہ بالکاول بہتر و ابلغ میباشد

Marfat.com

کرگفتند از خلوتے کہ مرا با خدا دارم دیگر بیروں در بہشت بہشتاں نخواہم آمد با عضم
وانچہ میلو بد مخدوم نجاد) تمام از خود نمیدہ ہر ایں بکار درست نیست کہ خود وم خادم
داد، خود فقیر خواہد ستہ وانی دیگر ہیچ گفتہ است و قول علیہ السلام ما صب اللہ فی صدر
الا حبیبہ فی صدر ابی بکر مخالف قول تست یضل من یشاء و یہدی الیہ من ناد
وانچہ مسکورند کہ طفیلی ناخواندہ نمی آید آخر آدم طفیلی است کہ بخاطر کسے انبر اخواند
باشند اگر میگو بند عملات در ہمقامات عالیہ کہ بآنہا نمی رسد دلیل بر عدم آنہا نمی
افہام نیست و مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح مشہور قول شما است غرض ایں نیز بر خود
رائی فہمیدہ اعتراض میکند طالب علم گفتن در کافیہ کہ ای عند خوف لیس عندہ چوں
جم فارسی خواندہ بر استاد اعتراض کرد کہ در زبان عرب جیم فارسی نمی آید پس استاد
رحمۃ اللہ علیہ
جہ گفت فلانہ سیر دلی و مرحبی امری است کہ بوجدان صاحب سیر تعلق دارد پس حجت
معترض بر آں بر اثبات آں طالبیدن کجا بیش نمی آرد و ایں کس چہ سخن کہ کہ راہ سخن بر بستہ
از ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی و ما اوتیتم من العلم
الا قلیلا شاہد کلام معترف ایں آں است چہ ہر کہ را علم روح نہ دادہ اند علم ما فوق
آں نجا ہا کہ غیر صاحب وجدان را نہ متصور نیست قولہ حجت و برہان معقول و مقبول نیست
از آنکہ بسخن کہ در سیر شہودی بجا ہد نظامی زنگ بر گشودی نمی آرد و ہمچناں خود را بی علم

اقوال
تمام بواسطه ابی چهل مرکب است سیر مرادی انرا میگویند که حب سیر در حقیقت
محبوبیت مبدء و منتهی گردد و مراد از محبت که حق تعالی بنده است اگر سیر
بار بتوسط امری خواهد بود که مناسب محبت است یعنی محبوبیت و بنده باشد و آن
محبوبیت بماء العذب سلوک پرورش یابد سلوک مقدم بود بر جذب یا جذب
سلوک و منبع محبوبیت که در حقیقت دارد و در هیچ وقت الفکاک نمی پذیرد
از الفکاک ازو اتفاق محال است و این جذب که مقدم بر سلوک یا متاخر
نسبت این جذب بسیر کامل است که کن فی کن فی عطلب پرسانده معدن محبوبیت
و پرورش آنجذب است پس صاحب سیر مرادی در ابتداء و انتها باعتبار محبوبیت
ذاتی واسطه ندارد و باعتبار حصول اجتباء و تقویت. و انتظام این وسایط دارد
پس هیچ مساوات با سیر در کائنات لازم نمی آید محال است سعدی که راه صفا تواند رفت
جز در پی مصطفی هر که سیر او اکمل است سیر مرادی ان پایه و الحاج
دلیل قوی و کمال مرتبه او حاصل اکمل چنانچه تمرا در قرب آفتاب و بعد ان کمال و کمال
جنس میبند عقل حسب قوت قدسیه حکم میکند که این نور از ان قرب است و هذا یکمال
بودی بعد ک از ان کس است تخیل حسب قوت قدسیه اگر به بیند که یکپیره و کس دائر است میکند

[illegible] هر سالک برابر نمیکند از راه ده کس یکی انچنان نشده که در عرصه [illegible] بر مسند پدر نشست و پیرا از روی توجه بر حال خود و متوسلین خود خواهد نمود که این [illegible] از پسر نبود و الا هم ده کس یکی نمی بود و از پیر تربیت متصور نمیشد پس البته این [illegible] و محب او الهی معلوم آن جذب حاصل است و هو المقصود و دیگر دلیل قبول حضرت خواجه [illegible] چنانچه خود واقع شود کون نمیشود بآیت الی انکه کما قلتم مصنی ما تولد می یمکن نابت [illegible] شما از بی فهمی و اقرار کرده سابق گذشته ساقط است خدا داند چه فرموده پیشتر چه فهمیده باشید فولسلام بم مقصود الی انکه معارف شما دلیل نمیشود اولی حاصل این دو اعتراض یکی انکه پیرا دلیل نمیشود جواب سلف جواب انکه از کلام حضرت خواجه چنانچه من بعد اقرار میکنید نمیشود اعتراض دویم انکه رسیدن مرادی مرتبه که بعد از آن هر فرد محال الجواب مکرر گذشته که این هم معترض لازم میآید قوله ایما متصور بیست الی انکه و معارف که بشیخ دارد خطا کرده آن حضرت انکه متصور است که در ای کشف خطا واقع شده باشد جواب انکه این کشف برای متعقل افتاد که خدا بود اقرب است از حبل الورید در کشف شیخ محتاج وسائط نیست قوله نمیشود انکه حضرت خواجه ما قدس سره الی انکه بعد از ان حال متغیر شده باشد اثر حاصل انکه اول حضرت خواجه [illegible] مقرر فرموده بودند چنانچه من هم از ان واقفم بشنایید که بعد از ان حال شما متغیر شده باشد جواب انکه مجرد

بتوارد ذاتی مراد باشد و انفکاک آن محال است و دگر آنکه تغیر ناقص را نیافته
حضرت ایشان بحضور حضرت خواجه کامل مکمل شده بودند که حضرت خواجه خود توجه ایشان
دیدم فرمودند که ما چاره چه باشیم که کلام حضرت ایشان می توانم فهمید فهمیدن این کلام
کار انبیاء است و قصر را حی نشدن و راحی نبودن حسابکه رد نقص در شان قصر
اکبر کفته اند که بعد از وفات حضرت رسالت پناه صلے اللہ علیہ وسلم او دین برگشته
بود نعوذ باللہ من تلک الکلمات شما هم بارث حضرت ایشان می نگویند اگر کلام
هر آنکه از علوم معارف و فهم او لازم می آید نه از کلام و احوال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و
مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ مقصود است الی الکبر تیج است لانقریر اغراض و جواب
بالا کذن نخواهد نوشته آمد که احبار مخصوص نیست الی آنکه بیان آن باید تو حاصل اغراض
دیگر حضرت ایشان سوق کرد که احبار بالاصالة انبیاء را است. و به تبعیت انبیاء و
بوسکوت جمع راست پس بعد ثبات و عدم توسط به باشد جواب آنکه احبار
بالاصالة فی الحقیقة انبیاء اند و احبار که بکرامت اهل این احبار اند بتبعیت
صاحب هر ولی نیست که در حقیقت خود حتی محبوبیت و ارد نشده. هر ولی
و اینقسم مرزم اقل قلیل اند و الا بسیار ولی از بسیار جمالیت تواند شد فرمایند
که پرده بوزیر بخش بادشاه و اکرام او آورده بادشاه بخاطر وزیر کرامت باشد

از این کلام حضرت رضی اللہ عنہ بادی مبرہن کہ چنانچہ بسبب محبت و مزاولۃ
مراد را عدم توسط بہ نہجی کہ بیان رفت در ابتداء او منہا حاصل بہ تعدم و توسط
دیگر بعد اطلاق حقیقت سالک بر حقیقت محمدی ہم بہ ایں منہج و انہم موجب
مساوات نیست چنانچہ بیان کردہ مسبوق وصول فیوض الی الکل حیلولت در میا
نیز بہت لہ۔ حاصل الکہ چنانچہ بقدرت کاملہ حق سبحانہ و تعالیٰ باحقائق ممکنات
کہ عدم محض نیست و مقرر است بعلم حق اشیاء انعکاسی میگیرند از حقیقت محمدی
کہ حقیقت الحقائق است و از صفات اضافیہ حق بہت فیضش بر وجود ہم از
کہ از شخص ظل او در مرات منعکس کنند بچنان تحابی فاضلہ بہت کہ ان ظل را
کہ بسبب آن عدم کہ حقیقت ممکنہ است بوجود آمدہ محبت و حرکتی عشقی فرمایہ کہ ان ظل
از ان ایئنہ عدم برخیزد و بہ اصل خود ملحق و منخرط گردد و ایں تسبب و تشبث کہ ظل را بسبب
عدم کہ بتبع محل او بود حاصل شدہ بود برفع کند و ماحوار عدم را کہ حقیقت شئی ہنوز نیہ
بسبب آن ظل حاصل شدہ بود دیگر رفع نہی شدہ و بہ اصل خود بعینہ بعدم مطلق ملحق گشتہ
پس ابتداء از ممکن زمانی ہا نہ رسیدہ لاعین و لا اثر او و بیخ آن تو و الوہانات ای
اضلہا حاصل آید انکہ ممکنہ او در حقیقت محمدی فانی و مستہلک گردند و ہم انکہ
ممکنہ او در حقیقت محمدی بتحابی حاصل شود کہ ایں فنا و بقا و ای در ما بطن و انست

Marfat.com

انک ھل انا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدنا اللہ
لقد جاءت رسل ربنا بالحق نور انی و حقیقت سالک گہی کہ حقیقۃ
الحق بیت چہ میخواہد الی اندر فایدہ و نداردانستہ انچہ حقیقت انی و شرکت
و بتحقیقت خالی و مخدوی و بیان فنا و بقا موافق اصطلاح حضرات ایشان و اصطلاح
حصلت سابق در جزو تقریر می توانست کہ بیان نمودہ شد۔ و از بیجا تقریر انچہ کہ عام ہیچ
اینقدر دانست ہم مخیل و مضحل گردید و حقیقت امر زیادہ از بیش بیان نمودن کار
زبان و قلم نیست سعدی میگوید ؎ ترا کہ خرمن جزئی بار نیافتہ اگر زبان و اخبر نیست
ہر مدرس درس اینہم میگفت ؎ پریشان سخن اگر عقل را مدخلی بود اختیاج بعشر انبیا
نمی بود در قول اللہ تعالیٰ لا حاجۃ تبا الی ذی عبد نا صادق آمدی یعنی زیادہ ہیچ
بازار بازاری و الا فردا بر زید ست سیعلمون غدا من الکذاب الاشر قولہ کاشکا شما
الی اگر یکانگی نبیند قرار از کلام حضرت ایشان بر نمیدارد و سر ور کائنات علوم جستہ
جا کہ بردانا مخفی نیست مگر اغراض رفیعہ او خود میگوید ختم اللہ علی قلوبہم و علی
سمعہم و علی ابصارہم غشاوۃ و لہم عذاب عظیم جہت الی انکہ از وسایط چارہ نبود و تو ر
ایں معنی ہم ہیچ وجہ نیست و سخن باین درست الی انکہ ناتمام و ابتر است قول حاصل اغراض انکہ
از بیں بیدا چارہ نیست و دلیل بر عدم وسایط در جذب پایہ آورد جواب انکہ دلیل اختیاج

Marfat.com

وسایط نبودن در جذب باوجود عدم مساوات بسیار در کابنات علیہ السلام سابق

بیان رفع جواب اگر گویند که احتیاج الی انکه در هر دو جائی ساقط نگردد سخن در آنجاست

اول حاصل انکه اگر فرق تقدم و تاخر جذب کنند و بگویند در صورت تقدم جذب

بعد وصول بمقصود وسایط ساقط میشود نه در صورت تاخر این تکلم راست

جواب اگر چه گذشت این فرق نیست چرا که این جذب مقدم و موخر جذب

شیخ معارف جذب است. که در مراد به دخل دارد پس بحث قبلیت لازم نیست

از جواب این معنی کلام مخدوم چه باشد فضل در تقدم جذبه راست که سلوک خادم

اوست و در تاخر جذبه سلوک مخدوم اوست جواب آنکه جذبه خاص بجا نه غیر جذبه شیخ

که مراد ان راست بر سلوک موقوف نیست چرا که داخل جذبه تمکن است

و سلوک منتهی خادم او بشد و بدان را دائی نیست بلکه بیاضات و سلوک آخر

کار حاصل شده پس سلوک مخدوم او باشد طریق دیگر ان انکه در طریق جذبه گذشت

تقریر جذبه که بر وجه مختار تقریر کرده این تقریر بحسب جذب و محبوبیت است

که بالا گذشت تقریر همین است که برکس راکه در حضرت او معنی محبوبیت ثابت

می شود از جانب خود جذب میکند به و در این جا جواب آنکه خدا معین و یار

باشد در احتیاج وسایط نیست و بارها شده اند از فرقه که گروهی

Marfat.com

ہدایت مرتفع نمود و نہ بتبعیت کہ ہمیشہ بقیت و راہ دارد پس از سلوک و جذبہ
حالت نیست ہمون متبعیت ست و این متبعیت دائم و بسط ملکہ بندہ نمی جلوت
میشوند پس سالک را پس انطباق توسط ہر دو نوع است نہ بعد انطباق و ہمراہ
قول جمہور محققین بر انند الی انکہ در پردہ عیان باشم با پردہ نمان ناخوش
مخالف قول جمہور ست جواب انکہ ہر مقام را تاباد ست و را مسمی نمود کہ این زمان بود
و اویس و سر حق بیان رفتہ بالاتر از دائرہ اسماء و صفات سیر نمایند کہ این
عبارت [illegible] از سالک و انطباق حقیقت سالک بحقیقت محمدی حاصل شدہ
این فی الحقیقہ خمیرہ ایست از جوہر پاک سرور کائنات ست کہ در حق ایشان
ایشان قسم زوج مرتب ساختہ و ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء بعد حال الحق مر
فرمودہ میگوید کہ حقیقہ للطفین بودن انحضرت الی انکہ یکی از انجملہ ست
زین کلام ظلیت مشہود مرداں و لجزبان نیست للطفین را ثابت میکند چرا کہ ایم
صفت ست و از کمال ست ناچار ظل او باشد جواب انکہ مشہود او امور اعتباریہ
وجودیت باطل باشد و الا مشہود حقیقت الحقائق ہم ظل او باشد چرا کہ از راہ اعتبار
و این قول ست بکہ بگوید کہ مشہود ظل باشد از بن جہت ثابت نمیشود چرا کہ
ان مشہود حال باشد یا مقام جلوت باشد پس ایں جلوت بتبعیت او یا صالح

Marfat.com

شرع بہت جواب انکہ تشبیہ مطلقہ کہ مستفاد از کاف است بر مقید و باد لیل عقلی
منصور نیست و نیز ازیں معنی در اخبار بہود ثابت بود پس قبیح امتی بر اسنے
جریمہ و اعتراض دگر امکان ندارد بنابریں فضل انبیاء ثابت ہست جواب کہ مشبہ
در وجہ تشبیہ افضل می باشد و از کلام شما افضلیت علی امتے انبیاء لازم
میشود جواب کہ ایشان جمیع کمالات محمدی حاصل نمودہ اند نہ انبیاء سابق کما ہو حقہ
رسالت پناہ صلعم از بعد وسلم نیز سبقت خواہد گرفت از تقدم حضرت ایشان جائز ما و تمام
از انبیاء لازم نمی آید خود افضلیت چہ دخل دارد و جہ آنکہ سابق شرح کردہ شد و علی
امت آنچہ حاصل نمودہ اند نہ بتبعیت و طفیل آنحضرت صلعم انبیاء سابق بالاصالۃ حاصل کردہ
علاوہ بر انبیاء سابق کمال خود بالاصالۃ حاصل نمودہ اند و کمالاتیکہ بر تبعیت
حاصل کردہ اند آنحضرت ایشان در مکتوبات خود ثابت کردہ اند کہ در حقیقت کمالات حبیب خلیل علیہما
الصلوٰۃ والسلام ہستند و دیگر انبیاء و امتان ایشان را بر تبعیت و طفیل پس روا
علمائے انبیا لازم نمی آید بہ وجہ کہ گذشت در اصل و تمہید آنکہ چہ شد بدست و دگر
بندہ در دست بیچ و قطع و بر القوم الذین ظلموا و الحمد للہ رب العالمین
و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین فقیر احقر العباد
بندہ فرزند شیخ نور الحق عفا اللہ عنہما اکرا فقیر بدخشانی کہ از جملہ
بندگان کلام بکر کہ در اثبات برادر و یار بے نظیر شہ حق ہست و انچہ جہال این سخن را

Marfat.com

کلام حضرت ایشان تا کسے نکفته بشد ام حضرت فرمودند کہ مصارف انبیا کتب سماوات
و مصارف اولیا، فصوص و فتوحات مکیہ است قیاس کن زکنان غیر را در ایں
بغیر چہ رسید کہ فرمود کما اللہی صوم البہیم من رمد و حکم النوم طعم الما در مسلم قول و تکلم در حیض
آمدہ است الی آنکہ زحیلولت حقیقت محمدیہ کہ روح با خدا است نوایتوسن حسنی در نماز
حیلولت نمی خواہد بلکہ متقضی تابع و طفیلیا بودن بہشتیان و آنکہ نوشتہ اند رویہ
اخروی الی آنکہ جنہ تابع ۔ حاصل اعتراض آنکہ نبی کہ ملکوت کہ در آخرت روبہ ذات
بے توسط و حیلولت خواہد بود خوب نیست خواہ کہ روبہ نشود و با برزخ و ۔ ۔ ۔

حضرت صدیق اکبر در نماز از عالم بخود نیامدند تفصیل آن از کتب حدیث بدست آید کہ در ایام علالت
علیہ السلام جای تشریف برده بود وقت نماز در رسید حضرت صدیق را امام نموده مردم داخل
نماز شدند نا گاه در رسالت پناه صلی اللہ علیہ وسلم آمدند حضرت خواستند کہ داخل جماعت شوند مردم
برای اطلاع حضرت صدیق دستک زدند چون بر حضرت صدیق از آمدن حضرت معلوم نمود بطریق او
بر عقب خود قصد رجوع نمودند هر چند حضرت فرمودند کہ بر مکان قایم باشید حضرت صدیق بر مکان خود
قایم نتوانستند حضرت رسالت پناه صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق فرمودند کہ حضرت صدیق امامت فرمایند
شرح بس ازانچہ گذشت بعضے اصحاب الی آنکہ در کتب امام عبد الرزاق یافتہ و فرستادہ کہ رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم آنست کہ کلمہ مرکب مشتمل بر فعل و مبتدا است از اصحاب مس بسیج طبقہ الفاظ و جملہ بجای عنہ و غیرہا
شنیدہ ایم و مراد ما بر آن مجموع دانستہ ایم کہ از لفظ اللہ تعالیٰ الجبل فان الی
بنقل مکاتبہ فسوف تراني و مثل آن شنیدہ و از موسیٰ مشتمل آمدہ بگذر
زانی گذشت احکام مختلف با مختلف اوقات مس بسیار چنانکہ در حدیث واقع شدہ است

Marfat.com

العالم فی السکر کا لفظ فی اللفظ وغیر فی الدلالت ہیں درصار سکار کی حکم برافتی رہ اظہار
بیزاری کرد کہ مخالف ہست دیگر احوال را ہیچ قباحتے نداشد واز انجا کہ این کلام بامر الٰہی ہست
بیشک مطابق واقع ہست وحکم کلام ربانی ندارد ومخالف کلامے کہ در سکر خالص شرعی
مثل سہو ونسیان الخ پس ازیں مقدمہ جواب معلوم شد کہ اختلاف لازم نمی آید چرا کہ در سکر
ما نحن امر الٰہی نیست ودر اذہان سکر خالص نیست بلکہ سکرے کہ مثل نمک در حجو بانہ ودر
وقتے غلبہ کردہ باشد پس ایں سکر را بہ نسبت سکر خالص محو ام میتوان گفت وبران
احکام محو مثل صحو وغیرہا مرتب میشود فوائد حاصل انکہ قسمے از امر ربانی حضرت ایشاں
سکر حاصل میکند وقسمے محو حاصل میشود وقسمے بر امر الٰہی مقدم ہر سہ قسم غلبہ میکند قسمے کہ غلبہ
از اسکوت بایہ کہ دو حاصل کلام دو قسم دیگر چرا کہ امر الٰہی ایں قسم بخود کے نمیشود کہ ان
سکر مختلط با محو باشد نحو اولیٰ حرف کہ در وے نسبت بسوے کائنات باد ہا وکشف قبور آید
بیان نرود کہ در ہیچ کلام شریف حرف کشف نیست نعوذ باللہ سبحانہ من ہذہ الہفوات
ہمہ انقیاد است توقف وتسلیم الی انکہ واحد ومکلف را مدخلے نبود از احاصل ایں کلام است
کہ از کلام حضرت ایشاں کہ ہمہ تسلیم سکر حاصل میشود کہ گفتہ اند محو خالص منصب عوام است
وہیچ محو حاصل نمیشود کہ گفتہ اند کہ ایشاں ہیچ خبر ہم سکر سرزدہ واین نزد علمی برآمدہ وانچہ بنظر
کہ رسیدہ کہ مخرج مسئلہ اجتماع ضدین ہست وہم ازیں روست کہ آیہ کہ روبا کہ انقسم سخن نکنہ باہم

Marfat.com

Marfat.com

اعتراض دیگر اینکه خواهد رسید بر طبقه سنی موافق نفس الامر است احتیاج عذر نیست
والد اول سبب است که مسئله که عذر در اظهار آن نیست و بخوبی صادر شده و بعد فوت
میت این مقالات سبب ملامت مخالفان و توبیخ کردن و جواب آنکه این کلام در حالت سکر و تمتع باهر
باهر الهی سر زده و این سکر مانع نبود که کلام او معتبر باشد بلکه این کلام حقیقت لیکن
انظار آن در محو ماموریه نیست و در سکر ماموریه بهشیواری آنکه این کلام مشعر بر افتخار
بر اخوان نیست عذر خواستند بطریق لطف چنانکه عادت اهل ارادت است و اعتراض دیگر
حضرت ایشان فرموده اند که سخن بانان که در صحو خلاف متصف نه بسیار نادر و منقسم نمیشود
نیافته و اظهار مردم از حاضر و بعد اگر مراد دل خواص است آنرا کجا ادراک میکنند و محفوظ
میسازند بلکه متعلق بسیار نه و اکثر دل عوام بنا اعتبار ندارد جواب آنکه مراد از سخن نادان
عوام ان نیست و مراد ایشان خواص است هرگز که واصلان حق اند و این مقالات
را موافق واقع مشاهده محفوظ میشوند "سخن خود" اعتراض دیگر اینکه اگر سخن
نوکران بی اختیار مبنی بر مکر و خبث روغره بخشد اعتراض دیگر اینکه این سخنان حجت نیستند
که بجناب سبحانه بادب معلوم میشود و جواب بالله گذشت خود عدم ایمان بایه حجت
جواب چه فایده دارد و بر کسیکه بر اخ دارد باری فردا معلوم خواهد شد و این
سخن را مبنی بر انشاء استدراج بود تا آنکه قسمی از اول فاروق گردد

Marfat.com

حاصل کلام شریف انکہ از مشایخ سابق ہم کلام اف، بہار افتخار در محو و سکر ایں حالہ
شدہ است بسیار مثل قدس سرہ اعلیٰ عارفہ سرمد ولی اللہ کرافتخار و اف، سر قطبیت
از عرف التقلبین صادر شدہ کہ بعد از عرف از ظاہر ایمنی بہم میرسد والا قدم برکردن
کسے متصور نمیشود از خرہم در محو سکر امیر صفا بگفتہ اند، کہ و چونکہ ظاہر موضع کلمات مخالف
علوم شرعیہ باشد بر ظاہر حمل نباید کرد چنانچہ کلمہ بید و جہ را کہ در ابیات آنہا واقع شدہ
و واقع شدن بہت اکثر بر ظاہر مجہول دانستہ اند و فاعل فعل او سبحانہ نشدہ بلکہ جناب کہ
آن کلمات را بر محل خوب خود آوردند و اگر خود آوردن نتوانستہ بحکم ظنوا الومنون
والمؤمنات بانفسہم خیرا ادنی مسلمانی نباید کفت گفت و رعن نرسیدہ است از ظہور
سخن بر اف، بسرا را الا انکہ بوعرف ایں از ظاہر نمیدانم از جا ص کلام انکہ شطحیات کہ
بوعرفہا ظاہر اشاکر ایا بسرزدہ تنبیہ تنبیہ و با بحضرات ایشاں بسیار خصوصیتی داشت
سرمد کلمات از کسے نشنیدہ جواب کلام مشوب داد بلکہ فرمود ایشاں بسیار مستغرق
چنانچہ کرشب و نسبتی باب یک مصرع ما الی عبد و سر از کلام نزدیک نظر ما
محاربون بہت نمیفہمد کسے کہ وقت کرد، میتی نیست بغیر حدا کہ ہمان کرد و شنید، ہمہ ہمہ
مطلق، وقت فہم ایشاں دراز بہت ما کہ زبان دراز بہت کہ اف ہب بیشہ کہ در سکر

Marfat.com

خالص بشغل دنیا الحق بکلفت کہ تاویل کس نمیشود اگرچہ آن کس ہم معذور است در خواستن
ہم نباید گفت اما در امثال کلام شریف کہ تاویلات مجرد است نہ بسخن گفتن در آن
کردن ضلالت و حسرت است بہمت خواہد قول شریف ولیس بہ اول فاروره الی آخر در بیان
کافیست۔ حاصل اعتراض اگر شیشہ چون شکست ہم نشاید پس چندین درست نمیشود و جواب
اگر شیشہ کہ بر خدا بیگانہ شکستہ ما خود نیست اگر خون بعشوہ بر میزیم روا نیست گفتہ
و بمثل دعائر این قبیل کہ بازار ما قول خاص است کہ من بمثلہ دعا بجواہم الکرام ورد عادی است
مرا الہام کن و امثال این را در این مقام بازدارید کہ موہم ناروا نوز نگارد روح خود پاک کنید تا معنی این
آن نور را ادراک کنید۔ جواب دیگر حضرت ابن فارض خود ابی آیہ خواستہ اند یک کاذبا فعلیہ
ذنبہ و ان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم بعد کہ بعد این جای سخن نیست
لیکن منکر را ایمان نمیرسد کہ قال اللہ تعالی و ان یرو کل ایۃ لا یؤمنوا بہا و ان
یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا۔ ابن حجر شہر بطلان استدلال نمود حضرت ابن
ابن فارض را سوء ادب بر آیہ بر زده و در حق سکر حمل کرده سبحانک ہذا بہتان
العرت عما یصفون و سلام علی المرسلین و الحمد للہ رب العالمین

بنای سب بحسن سوء ظن کذار و یک جہ وضوح ہجری دارد و زشتہ نامش

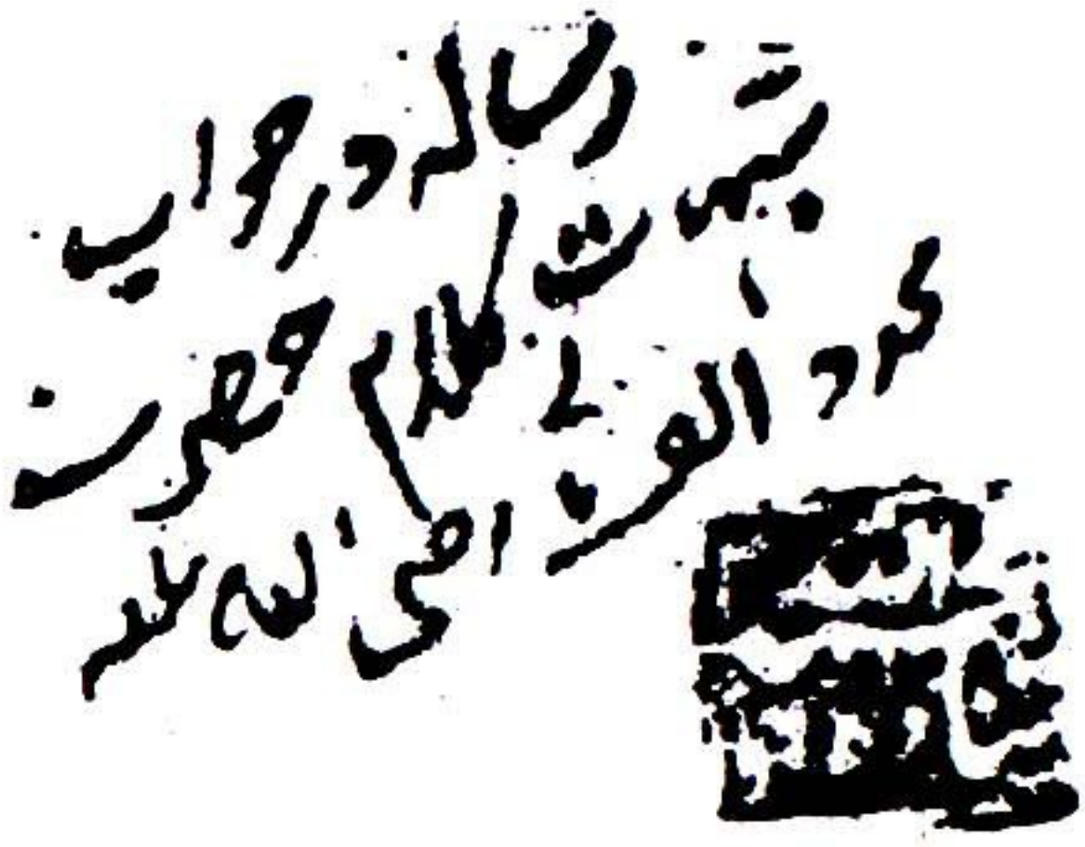

رسالہ در جواب شبہات
بر کلام حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

تالیف

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بے حد سپاس بے مد و الصلوٰۃ علی رسولہ نمودہ می آید کہ چندی از اہل عناد پیش کہ بر کلمات حضرت ایشان قدس سرہ از روی تعصب بعضی اعتراضات و شبہات ایراد نمودہ بودند نما بر آن جواب و حل آن بر وجہی کہ موافق عقل و نقل بود جمعی از مخلصان آنحضرت التماس نمودند لہٰذا رقوم نمودند و بعضے از آن شبہات کہ من بعد ظاہر شدہ باز در جواب آنہا نیز چند کلمہ رقمی نمودہ شد و بعین مخالط التماس نمودہ اند شبہہ اول آنست کہ حضرت شیخ در مکتوب ہشتاد و ہشتم از جلد ثالث نوشتہ اند کہ انبیا گرچہ متوسل نبی اند بحضرت ذات حق تعالیٰ برسند آن نبی و در میان ذات و در میان آن انبیا حائل نیست و انہارا بالاصالہ از حضرت ذات صیب است بخلاف امت نبی کہ بتوسل او برسد آن بمعبود و میان انہا حائل نبی است

Marfat.com

واذا اراد امتت را بالاصالة از حضرت ذات حق تعالی نصیب
بود انجا نیز حیلولة نبی مفقود است و متبعیت موجود انجا گوئیم که
این کدام افراد است که او را بالاصالة از حضرت ذات نصیب است تا انکه
در بهر کتب یافته میشود که اصالت انبیا راست دیگران توسل و متبعیت
نسبت و انچه در حق فرد امت می نویسند باید که از روی شفقت اثبات
کنند تا بهر کس قبول کند و لکن در عقدیات را عتبار نیست جواب ازین
شبهه بطریق اجمال انست که اصالت راد و اطلاق هست اطلاق
اول انکه نبی علیه الصلوة والسلام بی توسل و متبعیت احدی از حضرت
ذات حق تعالی نصیب و بهره محظ
وصول ذات حق تعالی حیلولة نبی مفقود باشد و توسل و متبعیت
نبی کاین بود و فرق بین اتا طلاقین واضح است زیرا که در اطلاق اول
توسل و متبعیت و توسل نیست در اطلاق ثانی اثبات توسل و متبعیت
و رفع حیلولة نبی مفقود باشد و بنا بر همین معترض را اطلاق اول که مخصوص

Marfat.com

بخاتم الرسل ثابت علیہ الصلوٰۃ والسلام باطلاق ثانی کہ در غیر نبی یافتہ
می شود مشتبہ شدہ است لہذا اطلاق ثانی بر اصالتی کہ عارف
بمثابت می نماید و میگوید کہ در ہمہ کتب یافت می شود کہ اصالۃ انبیاء است
و دیگر از متوسلین متبعیت ہست و ظاہر ہست کہ در کتب شریعت آنچہ
مؤلف قلمبند نمودہ نفی اصالت است و عقیدہ اجماعی رفع توسل
و متبعیت نبی و اصالت کہ بمعنی ثانی است یعنی فقد ان حیلولۃ نبی
را در مشہود و ذات لترائح تعرض و ذکر در کتب شریعت ہست اثبات
و نفی و ما نیز میگوئیم کہ اصالتی کہ بی توسل و متبعیت پیشوای ما علیہ
الصلوٰۃ والسلام مخصوص است و اوراد است البتہ متوسل بی
بی واسطہ است و نفی توسل و متبعیت در حق افراد امت الحاد و زندقہ
است و اصالۃ کہ بمعنی حیلولت ثانی است در مشہود و ذات افراد امت
را اثبات می نمائیم و ظاہر ہست این مقدمہ کشفی و بلہامی است و دکران در
در کتب شریعت کمتر است تا شاہد بر آن از شرع طلبیدہ شود با آنکہ گوئیم کہ
آنحضرت قدس سرہ درین باب تمسک بحدیث کردہ اند باین عبارت
کہ در حدیث صحیح آمدہ کہ بندہ چون بمقام فنا میرسد بجائی کہ حد سابق

Marfat.com

منکنده وخدا است جل شانه مرتفع مسکردد چنانچه مشیتی می آرد ان الله
سبحانه وتعالی از کلام صوفیه که صاحب کشف والهام اند
ست شیخ محی الدین ابن عربی که مقتدای اکثر صوفیه متاخرین است
در فصوص تصریح نموده است که خاتم الولایة اخذ فیض نبی توسط از ذات
حق تعالی میکند وعبارت فصوص وشرح مولوی جامی بعینه نقل
وخاتم الاولیاء الولی بالاستبطان من الحضرة المحمدیة کما ان خاتم الرسل فی شرایعه
واحکامه فالوراثة فیه بمنزلة الرسالة فانه عن الاصل بلا واسطة فیصح ان
یاخذ من ما خذ بواسطة وعین المقتضاة بهدایة الی ومکاتیب خود از
همین مقام جوشیده این عبارت آورده السر منی وانا من عبدی لا یطلع علیه
ملک مقرب ولا نبی مرسل وفی معنی الکمالات تصریح شیخ رحمه الله تعالی
لکن نقل عن بعض العارفین ان للرجل لا یکمل عند نبی مقام العلم حتی یکون
خاتم الرسل من یاخذ بلا واسطة فکما اخذه الخضر علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام
وقطب ربانی عارف سبحانی امام شعرانی قدس سره در کتاب یواقیت جواهر
مبحث سادس واربعین را در بیان وحی اولیاء که بالهام است وبیان فرق در
میان وحی او بلا واسطه میان وحی انبیاء علیهم الصلوة والسلام آورده است

Marfat.com

وبسط کلام در بیان الہام اولیا کہ بتوسط ملک باشد و بی توسط ملک
نمودہ ہست کہ ایرادات آن درین مقام بتطویل می انجامد و از جملہ کلمات
او این عبارت است قدس سرہ فان قلت فہل یکون الالہام بلا واسطۃ
لاحد فالجواب نعم قد یلہم العبد من الوجہ الخاص الذی بین کل انسان وبین ربہ
عزوجل فلا یعلم بہ ملک الالہام لکن ہذا الوجہ یتسارع الناس الی انکارہ ومنہ انکر موسی
علی الخضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰت والسلام وعذر موسی فی انکارہ ان لا نبی
بعدہ وانما خفی احکام شرعیتہ الاخری علیہ انتہی الملک پس ازین نقلہا کہ از کلام صوفیہ
بمیان آمدہ شد ظاہر میشود کہ قول مخالف کہ عندیات شیخ رد الاعتبار
نسبت باطل و فاسد است و ناشی از عدم تتبع کلام صوفیہ و جواب
تشفی این شبہ در مواضع متعددہ از مکاتیب شریفہ ایشان ظاہر و واضح میگردد
چنانکہ ارباب انصاف را ہیچ شبہ و ریب در آن نماند بلکہ بمطالعہ ایمان می افزاید اول
تعصب اصحاب خارج ند از جملہ آن مواضع مکتوب صد و یکم است از جلد ثالث
بنام میر حسام الدین مرحوم کہ بیان آن مفصل مرقوم انمودہ و ملخص آن ایراد نمودہ می آید
قال قدس سرہ حقیقت توسط عبدہ بتوسط بیان میدہد بغایہ نیک باستماع فرخندہ طریق
بندہ بہ راہ چونکہ گشتش از جانب مطلوب است ناچار قبول و سعادت مند گردد و طریق

Marfat.com

سبابک چونکہ انابت از جانب طالب است از وجود وسائط چارہ نبود در فرض
جذبہ بر چند وسائط دارکار نیست اما تمامی جذبہ بسلوک بستگی دارد کہ سلوک
کہ عبارت از اتیان شریعت است با جذبہ منضم نگردد جذبہ بتمام وا نمیرسد و در
طریق جذبہ اگر توسط متابعت شریعت کہ عبارت از سلوک است وصولی بمطلوب
میسر شود توسط بیعت اویسیہ تمنی خواہد بود و گفتہ اند لیتنا کنا معکم یعنی اللہ تعالیٰ یعنی
اگر شما بشوید ما بحضرت حق سبحانہ و تعالیٰ میرسیدیم شنوید یا بطن بطون ہر آئینہ در
میان شما و در میان حق جل و علا حیلولہ و حجاب ہیچ نخواہد بود و شاید بخاطر شریف
شما ہم مانده باشد کہ حضرت خواجہ ما قدس سرہ میفرمودند کہ وصول از راہ معیت حق
را جل سلطانہ بایندہ است اگر میسر شود و ناچار یی توسط می خواہد بود کہ مناسب
معیت است و راہ معیت یکی از طرق جذبہ است استماع فرمایند مہر طفل را با صل خود
شاہراہ است و ہیچ حیلولہ میان ایشان حایل نیست اگر بعنایت خداوندی جل شانہ
طفلی از صغر سن بنور وصلی پیدا شود و کشش با و ہویدا کردہ دولت متابعت صاحب
شریعت علیہ و علیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات آن طفل را با اصل وصولی
و لقائی حاصل با کبر ہر آئینہ بی حیلولہ تمامی خواہد بود و چون آن اصل اسمی است از اسماء
الٰہی جل شانہ چہارم اسم و مسمای او طایی نخواہد بود وصول طفل این راہ با اصل

Marfat.com

بوصل کہ بسمایہ آن اسم است بی توسط امری خواہد بود بصاحبہ کہ اصل حضرت
ذات تعالیٰ جوصول بچربی توسط حیلولۃ امری در حق او مفقود است
ستادہ لوحی از ین عدم توسط کہ در طریق جذبہ وغیر ما کفتہ شدہ است استغنا
از بعثت خیر البشر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام اگرچہ نسبت بعض بود تو
نکند و عدم احتیاج بمتابعت او علیہ السلام کہ ان بعد از آن کفر والحاد و زندقہ
قرب است و انکار بہت از شریعت عوذ باللہ کشتہ بہت کہ جذبہ بی توسط سلوک
کہ عبارت از اتیان شریعت ابتر و ناتمام است و نقمت است کہ بصورت نعمت
برادہ است و حجت را بر صاحب جذبہ ناتمام تمام کردہ بالجملہ کشف صحیح و الہام صریح متر
یقین بیوسہ است کہ ہیچ وقیقہ از دقایق این راہ و ہیچ معرفتی از معارف اتمقام
حکم بی توسط متابعت او علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام میسر نیست و بنہی راہ
مبتدی و متوسط فیوض و برکات این راہ بی متابعت و بی طفیلی او حاصل
محال است سعدی کہ راہ صفا تواں رفت جز در پی مصطفیٰ و مقصود ذاتی در عوالم کلی
از ین دعوت او علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام و دیگر انبیا طفیلی او طلبیدہ اند لولاک لما خلقت
الخلق و لما ظہر علیک الزجاجۃ کما ورد و چون دیگران ہمہ طفیلی او باشند و او مقصود اصلی
از ین دعوت بود ناچار ہمہ محتاج او باشند و بتوسط او فیوض برکات افاضہ نمایند
صلوٰۃ اللہ علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام

Marfat.com

علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والسلام استماع فرمایند کہ مکشوف گشتہ است کہ محبوبیت
او عایہ وعلی الہ الصلوٰۃ والسلام بآں محبت واجبی کہ شانہا ایں است کہ ذات تعالیٰ
او تعالیٰ بی مہ حظ منظور و اعتبارات نشیون نخنیم نرفتہ است و حضرت ذات تعالیٰ بآں محبت
بحسب محبوب گشتہ بخلاف محبوبیت دیگر ایں بآں محبت کا ایں است کہ تعلق
شیونی و احتیاجی بآں نہ دارد و بالتبع باسماء و صفاتست یا خلال اسماء و صفات
علی تفاوت الدرجات فال مفضل رسول اللہ لیس لہ حد فیعرب عنہ خالق نفہم
تحقیق این مقام آنست کہ توسط آں سرور علیہ وعلی الصلوٰۃ والسلام در معنی تواند بود
یکے آنکہ او صلی اللہ علیہ وسلم فیما بین و محاجب بود در میان سالک و میان شہود مطلوب
و معنی دوم آنست کہ سالک بطفیل او و بتوسط متبعت او و متابعت او علیہ الصلوٰۃ والسلام
بمطلوب واصل گردد و در طریق سلوک پیش از رسیدن بحقیقت محمدی توسط بہر دو معنی
کا ایں است و بعد از رسیدن بحقیقۃ الحقایق توسط بمعنی ثانی است متبعیت و طفیلیت
حیلولت و حجاب کہ پردہ شہود و مشاہدہ گفتہ میشود کہ ازیں عدم توسط اگرچہ بمعنی بود
قصوریست بجناب حضرت خاتمیت علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والسلام لازم می آید گوئیم کہ این عدم
بتوسط مستند بجمال آنجناب است نہ مستلزم قصور بلکہ قصور در وجود و توسط
چیزے کہ کمال مزید بر آنست کتابع او بطفیل و متبعیت او بجمع مدارج کمال برسد

Marfat.com

وہیچ دقیقہ فرو نگذارد و این معنی در عدم توسط کاین است در وجود توسط ابتر گفت
و حظمت خدوم است که خادم او در ہیچ مقامی از وی تخلف ننمود و بہ بیعت
او سر تمکین و دولت بہ کمتان او کرود ازینجاست کہ آنسرور فرموده علیہ و علی آلہ
الصلوٰۃ والسلام علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل در حدیث صحیح آمده است بنده
چون نماز را اصل میشود و حجابی کہ در میان بنده و خداست جل شانہ برفع میگردد
لہذا صلوٰۃ معراج مومن آمده حظ وافر از ان نصیب منتہی واصل گشت حد
رفع حجاب مخصوص بواصل منتہی است پس ارتفاع توسط و حیلولہ ثابت شد
اینمعرفت از خواص معارف لدنیہ این فقیر است کہ بمحض فضل و کرم آنرا عطا فرموده اند
مشایخ طریقت :: بتوسط و عدم توسط آن سر در انداخته فہا دارند علیہ و علیہم الصلوٰۃ
والتسلیمات جمعی بتوسط رفته اند و گروہی بعدم توسط و ہیچ کدام شان تحقیق نکرده
و عدم توسط ستوده است ارباب طوا بر نزد یکست کہ عدم توسط را کہ کمال ایمان است
کفر دانند و قایل آنرا ضال و مضل گویند و توسط را از کمال ایمان تصور نمایند
و حال انکہ عدم توسط مبنی از کمال متابعت است و توسط مشوار قصور
متابعت کما ہو حقہ منہم لعدم الدرک عن حقیقۃ الحال قال اللہ تعالیٰ
بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ و لما یاتہم تاویلہ کذلک کذب الذین من قبلہم فانظر کیف

Marfat.com

کلامہ قدس سرہ فی ذلک المکتوب و در حکایت دیگر در تحقیق این مطلب مرقوم
اند لیکن ایراد آن بتطویل می انجامد و برای ارباب انصاف که اجتناب دارند
از اعتساف اینقدر رہم کافی است شبہ دوم باین عبارت آورده و دیگر
در ہمان مکتوب نزدیک این قول می نویسد چہ مطلوب از دعوت مجموب
است و دیگر اینرا بطفیل او خواہند و بطفیل او طلبند اما ہمہ جلیس یک سفرہ اند
و در یک مجلس علی تفاوت الدرجات مشغول تلذذات و تنعمات می
فرمایند امتنان اند کہ زلہ بردارا لیشانند و او خوش خیر ایشان مگر فردی از افراد
امت ایشان کہ بکرم خداوندی حق شانہ مخصوص بود و جلیس مجلس اکابر بود
چنانکہ گذشت باکریمان کار ہا دشوار نیست آنجا بحاطر میرسد کہ ہمین را بطفیل
آن سرور صاحم بخوانند و بہ تبعیت او طلبند مگر فردی از افراد امت را کہ بکرم خود
طلبد و نقل افراد امت را حیلولہ بتبعی منتفی بود و تبعیت موجود درین نقل چنان
معلوم شد کہ این فرد امت را تبعیت و طفیلیت نیز ہست مگر بکرم خدای
تعالی مخصوص است و این در ہیچ کتاب دیده نشده کہ افراد امت را حیلولہ
بتبعی منتفی بداند و دیگری را بطفیل او طلبند و بہ تبعیت او خوانند مگر افراد امت را کہ بکرم
خویش مخصوص گردانند درین نقل نه حیلولہ ماند نه تبعیت نه طفیلیت

Marfat.com

پس این افراد مبدأ است شمرده باید که آنرا از شریعت اثبات کنند تا بر
مقتضائی شیخ اعتماد کرده شود جواب آنست که این طاعن معنی
کلام آنحضرت را بالکل نفهمیده اعتراض کرده و در معنی کلام آنحضرت غلطی
صریح خورده زیرا که محصول کلام ایشان که درمیان افصلیت انبیاء
واقع شده است راجع بچند حکم است حکم اول آنکه مقصود دعوت محبوبیت
و انبیاء دیگر بطفیل آنحضرت مدعو الیه اند حشر مجلس او سید علی انبیاء و علیهم الصلوات
والتسلیمات و بعد از تمام شدن این کلام حکم دیگر ایراد کرده اند باین عبارت که امتان
زنده بردار و اولش حواب است زنده یعنی حلیس مجلس ایشان نیز کرد و پس ظاهر است
که این استثناء راجع باین حکم و کلام ثانی است که با متان متعلق است نه بحکم
اول که به انبیا متعلق است زیرا که این حکم درمیان استثناء و کلام اول فصل
باجنبی واقع شده است و از حکم منفصل نه شده بحکم متصل راجع نمیتوانه شد و سر خلاف
است بغرض که حق کلام برای آنست و آن افضلیت انبیا بر قوم است
و هر که صاحب ادنی تمیز است آنرا فهم میتوانه کرد و معترض نا تمیز بیشتر طرز سوء فهم خود
خجل کرده که استثناء راجع بکلام سابق است لهذا حکم کرده که از ین النقل نه خیلونه
ماند و نه معیت پس این افراد بکدام روست باشند و این توهمی است باطل و خیالی

Marfat.com

فاسد و اعتراضی که بریں خیال فاسد ایشان کرده بر فاسد است الله تعالی طالبان
انصاف را و عقل و تمیز را در کنار دواعجب الحجایب آنست که بحکم شنیدن دیدن
مکتوب و در مکاتیب دیگر که در آن در جواب شبهه اول گذشته است
چندین تحقیقات برای همین مطلب یعنی اثبات تبعیت و ظلیت ما فرموده
نموده اند و کلمات محکمه بعبارات مستوفاه آورده و این بی انصاف کلمه ا
بر نحوت خیال خود محمول داشته و فهم معنی که خلاف مراد ایشان است نموده
از تمام تحقیقات سابقه و لاحقه چشم پوشیده است و عقل و فراست خود را برباد
داده خود در ورطه ضلالت افتاده جرات بطعن آنحضرت نموده شبهه
سیوم آنست که شیخ در مکتوب نود و دوم از جلد ثالث می نویسند که تعین
اول مرحضرت ذات را تعالی و تقدس تعین حضرت وجود است میگویند
این نیز بمکشوف ساخته اند که این تعین اول وجودی رب خلیل الرحمن است
و اکثر مشایخ علیه آنرا عین ذات گفته اند و منع زیادتی بر ذات نموده و هم
عفیف آنرا بحدیث برسنیده اند و این تمیز حق از مادون دولتی بود که برای این مسکین
واپس مانده ذخیره داشته بود و از این قول شیخ شاهی یا خواهد از کلام شیخ
قادریه و نقشبندیه و چشتیه معلوم میشود که تعین اول حقیقت محمدی یا

Marfat.com

دقول شیخ مخالف حادث است و خلاف اجماع جواب ازین شبهه آنست

کہ چیزیکہ مکشوف آنحضرت بیچگون بود کہ تعین اول تعین وجودی است

و آن رب حضرت خلیل است لیکن در آخر کار ازین مکشوف رجوع کرد و نیز

و جزم نمود کہ تعین اول حقیقت محمدیست چنانکہ در مکتوب بیست و یکم از جلد سیوم

مرقوم نموده اند کہ آنچہ در آخر کار بعد از طی مراتب ظلال منکشف ساخته اند آنست

کہ تعین اول تعین حبی است حقیقت محمدی است و حقیقۃ الحقائق عبارت آن

معنی کہ حقائق دیگر چہ حقائق انبیاء کرام و چہ حقائق ملائکہ عظام علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ

و السلام کالظلال اند مر او را و الواضح حقائق است کما قال علیہ السلام اول ما خلق

اللہ نوری پس مر تمامی حقائق را این حقیقت واسطہ شد میان سایر حقائق و میان حق جل

و علا و وصول مطلوب اصلی را بی واسطہ او محال ماند از اینجا است کہ انبیاء اولو العزم با وجود اصالت شعبیت امتی خواهند و با زور داخل امتیان او میگردند

و چون اصل واسطہ است در وصول ظل بمطلوب لاجرم حضرت خلیل نیز بتوسط

حضرت حبیب را درخواسته است و از روی آن مرده کہ داخل امتیان او شود و نیز

نوشته اند کہ مرکز این تعین حبی محبت است کہ حقیقت ابراہیم است پس صاحب اصل و ظل

کالظل و تحقیق این مقدمات در آن مکتوب شرح و بسط آورده اند کہ مزید بر آن

مقصود نیست

Marfat.com

متصور میست وظاہر است کہ بریں تحمیل آں شبہ بمخالف معترض کہ مکتوب
اول متعنی است مندفع میشود و تعصب وعناد را علاج میست و ما ازیں مباحثے
کہ موہم شبہہ است ایراد نمودہ اعتراض میکند و عبارتی کہ اصل و دفع آں شبہ
ازاں اعتراض میاید در ذیل ہر تقدیر تسلیم جواب میکنیم کہ آنچہ معترض ذکر کردہ کہ قول
شیخ بمخالف حدیث و اجماع است ساقط مطلق است زیرا کہ آنحضرت در عمان
مکتوب حدیثی کہ بمخالف تمسک بآں نمودہ و در بیان تعین وجودی کہ مشوف بوست
ایراد آں در ہیں مقام تطویل میی انجامد و بر کہ تفصیل آں میی خواہد بآں مکتوب
رجوع نماید و آنچہ بمخالف گفتہ کہ قول شیخ خلاف اجماع است جوابش آنست کہ
معترض معنی اجماع را نفہمیدہ است زیرا کہ در کتب اصول اجماع کہ حجت شرعیہ است
باتفاق مجتہدان ہر عصر بر حکمی از احکام شرعیہ تقریر کردہ اند و اتفاق عوام یعنی
غیر مجتہدین ہیچ منظور نداشتہ اند و ظاہر است کہ اصطلاح تعینات خمسہ و تقرر تعین
لاتعین و تعین ماوراء حقیقت محمدی بودن و امثال آں کہ مبنی بر قاعدہ توحید
وجودی است از شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ و اتباع او مقرر شدہ و از
زمن صحابہ تا انقراض زمان مجتہدین کہ اہل اجماع اند ہیچ کس از علماء ظواہر
تکلم بآں ننمودہ است خواہ مجتہدین باشند یا غیر ایشان از فقہاء و متکلمین

Marfat.com

ومفسرین ومحدثین بلکہ اگر اجماع علماء برخلاف آن کفتہ شود وجہی
وجیہ دارد بر مصطلحات متاخرین صوفیہ دعوی اجماع است کردن
جہالت صرف ست اگر اجماع صوفیہ را برای اصطلاحات دعوی کنند
ہم غلط ست زیرا کہ قدمای صوفیہ باین اصطلاحات اصلا نمیشود در ایں
شبہہ چہارم نیز مخالف بر عبارت مذکور ایراد نمودہ ست کہ شیخ میکوید در اکثر
مشائخ تمیز حق از ماسوی را عین ذات کفتہ اند و این تمیز حق از ماسوی آلتے
بود کہ برای این مسکین ذخیرہ داشتہ بودند کوئیم تا ہزار سال این ہمہ بزرگان
کہ ستند و ہیچ یکی تمیز حق از ماسوی نکردہ پس ایشان چگونہ مومن مخلص بودند
با آنکہ در حق ایشان وارد شدہ ست کہ ختم خیر امت و علمای امتی کانبیاء بنی اسرائیل
من قبل اشیخ انجار و قبا حت پیدا میکند یکی آنکہ تا ہزار سال کسی بر قدم
انبیا نبودہ کہ تمیز حق از ماسوی میکردہ دیگر آنکہ اگر بر قدم انبیا بودہ نفی مشارکت
غیر معبود نکردہ این کفت و کوی جای دیگر میکشد نعوذ باللہ منہا اگر این معنی
از روی شریعت ثابت کنند فہا والا در حق ہیچ خیر امت بطلان صریحیت
کہ تمیز حق از ماسوی نکردہ باشند جواب آنرین شبہہ آنست کہ مجتہدان اتباع و علماء
ہمہ سنت در صدر اول تا زمان انقراض مجتہدان غیر از شیخ ابو الحسن اشعری

تمام

بیچگس وجود را عین ذات نگفته بلکه همه زاید بر ذات بجزئیات
گوید اند چنانچه بشرح مواقف و غیر آن از کتب کلامیه تصریح
بآن نموده اند بلکه شیخ محی الدین ابن عربی و متابعان او که
قایل بوحدت وجود ند و بعینیت وجود بذات تعالی حکم کرده اند
و منع زیادتی نموده و همان یک وجود را در جمیع مراتب تعینات
ساری شناخته و از متاخران صوفیه هم جمعی بوحدت وجود
آن بذات تعالی قایل شده اند و مثل شیخ علاء الدوله سمنانی
و تابعان او و شیخ بدر برهان الحق و شیخ شهاب الدین سهروردی
و غیر ان ان کشوف الحضرت در مسئله وحدت وجود مذهب
علماء اهل سنت است بلکه جمیع مذهب متکلمین است که وجود را
بر ذات تعالی پس انچه طاعن گفته که هر گاه سه هزار سال هم بزرگان
و مجتهدان تمیز حق از باطل نکرده باشند پس چگونه اینها امور مختلفی
لهذه کلام لغو و باطل است و نارسائی او ظاهر است بمذهب حق اهل سنت
و عدم اطلاع بر انچه در کتب آنها مبرهن تحقیق کرده نه پس الحجة
مذهب موافق شریعت است و مراد ما از مشایخ در جای که در مقابله

(حاشیه: عبد الوهاب سروری)

Marfat.com

کہ اکثر مشائخ وجود را عین ذات گفتہ مشائخ متاخرین اینہا کہ قائل
بتوحید وجودی اند کہ مخالف بسبب جہالت خود مطلب شما باز
شرع بر مذہب ایشان می نماید و نمیدانند کہ مذہب ایشان علمی مذہب
متکلمین است و باین علم و وقوف خود متصدی اعتراض بر کلام اولیاء
کمل گردیدہ اللہ تعالیٰ ویرا انصاف دہاد شبہہ پنجم انکہ در مکتوب
نود و چہارم از جلد ثالث مینویسند کہ ولایت امیر فقیر بہ جنبہ
مرتبہ ولایت محمدی و ولایت موسوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
و بطفیل اینہا ذوالکابر کہ از نسبت محبوبی و نسبت محبی اند
کہ رئیس محبوبان حضرت رسالت است صلی اللہ علیہ وسلم و رئیس
محبان حضرت موسیٰ علیہ السلام اما بوسیلہ متابعت حضرت
خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم بولایت موسوی کار و بار دیگر است
و معاملہ علیحدہ با آن مربوط اگرچہ اصل امیر ولایت و ولایت بجنبہ
است صلی اللہ علیہ وسلم کہ ولایت محمدی می باشد کہ منشاء آن باطلاع
محبوبیت حضرت است لیکن خصوصیتش ولایت موسوی کہ باطلاع
از محبیت حضرت ایشان گشتہ است و منبع بزرگ آنہا نیز ستیاء محبیت

دیگر کی

Marfat.com

بیت دیگر پیدا کرده بلکه نوان گفت که حقیقت
دیگر گشته و ثمره دیگر داده و نتیجه دیگر آورده
شیخ اینجا مرجع دعوی پیش قدمی میکند اگر از
روی شریعت ثابت شود فبها والا معلوم
که چه خطر دارد جواب ازین شبه آنست
که دعوی پیش قدمی و فتی لازم می آید
که ولایت ممتزجه را افضل دانند از ولایت
محبوبیه که مخصوص بخاتم الرسل است و محبیت
که مخصوص بحضرت کلیم است و نیز اثبات
نمایند که فرد امت مخصوص است بولایت
ممتزجه و در انبیاء آن ولایت یافت نمی شود
و این هر دو مقدمه خلاف واقعیت و
مخالف است بتصفح و تتبع آنحضرت
چنانچه در مکتوب ۹۳ تصریح کرده
اند که محبوبیت صرف بذات خاصه

حق تعالیٰ نزدیک تر است واز جمیع و
ولایات سبقت دارد و تفصیل آن دران
مکتوب و عبارتی که درین مکتوب
ایراد نموده اند هیچ دلالت بر افضلیت
ولایتہ مجرد بفضل کلی بر سایر ولایات
ندارد زیرا که آن ولایت بسبب
مزج و ترکیب اگر هیئت دیگر
پیدا کند و حقیقت دیگر
شود و نتیجه و ثمره دیگر دهد لازم
نمی آید که افضل از سایر ولایات
گردد غایة الامر تو هم
فضل جزئیے ازین
کلیات مے آید
و آن را تعلق بخاطر
خارج است و بر افضلیت
ولایة

Marfat.com

ولایۃ محبوبیت بر سایر ولایات تفریق کردہ اند چنانکہ گذشت و نیز در میان
کمتوب تصریح کردہ اند کہ واپتہ ممتزجہ محیط و دایرۂ حقیقت محمدی است و
احمدی مرکزان و برترازان و نیز در مکتوب ۲۲ از جلد ۳ نوشتہ اند کہ در آخر
کار منکشف گشتہ اند کہ تعینِ اول حقیقت محمدی است و حقیقۃ الحقائق
کہ بر حقایق ہمچو ظلال اوست چنانکہ در جواب شبہ گفتیم کہ ثمانیہ بیت شد
کہ فضل کلی بر تبہ محبوبیت است کہ حقیقۃ الحقائق محمدیت و نیز ثابت شد کہ ولایۃ
ممتزجہ در اصل خبر و حقیقت محمدیست در مزج و ترکیب کہ سبب حسن و جمال شدہ
نیز مذکور شد کہ در تبہ اصل کمالیست و نیز ثابت شد کہ حقیقت محمدی حقیقۃ الحقائق
و حقایق دیگر ظلال اویند پس حقیقۃ فردانیۃ ولایت او نیز ظل باشد حقیقۃ
الحقائق را و ظاہر شد کہ حسن و جمال کہ در ظل ثابت است مستفاد و مستعار از اصل
و فرد اعنی آنرا از خانہ خود نیاورده و ظاہر شد برابری با صل حق کہ حقیقت
نتواند کرد پس ظاہر شد کہ بولایۃ احمدی کہ فوق ولایۃ محمدیست و برتر از ما
بعربی اولی مساوی نخواہد بود و نہ فضلیت و فوقیت خواہد کہ کمی و کاستی دارد
پس آنچہ معترض کفتہ کہ شیخ در جای دیگر قائل میکند باطل و بیوجہ شد و
اعتراض کہ ہست کہ جامع جمیع کمالات حقیقۃ محمدیہ ہاست دیگر کہ آن

Marfat.com

دعوی مذکور دلیل لذعندیات اوست موافق شرع نیست منشا نزاع همین فهم
و ملت مبرست زیرا که آنحضرت نفی ولایت مختصه و جامعیت آن بحبیب
لذولایت محمدی و حقیقت محمدی هرگز ننموده لذا حاشا ثم حاشا غایتش
اثبات ولایت ممزجه که جامع محبیت و محبوبیت است بنحوی نحوهم لذوا صل
این ولایت در حقیقت محمدی اثبات نحوهم نفی جامعیت و ولایت ممزجه
از حقیقت محمدی بیچ وجه لذ کلام ایشان مفهوم نمیشود و معترض نمیداند
کلام ایشان جائی که گفته اند که بوسیله متابعت حضرت رسالت پناه ولایت
مرتکار و یار دیگر است و حقیقت دیگر پیدا کرده فهم نموده نه کنه
ایشان این ولایت را بنحوه منسوب ساخته اند ناچار نفی آن لازم نگردد
نموده و نیز خیال کرده که ولایت نحوه را برتر از ولایت انبیاء دانسته
اند لهذا گفته که شیخ دعوی پیش قدمی میکند و این نیز دونوبم باطل
است چه هرگاه تخصیص و تصریح نموده اند که اصل این ولایت جذبان
جناب کامیت و حقیقت محمدی حقیقة الحقائق است چنانکه بالا گذشت
پس نفی این ولایت بدین حکم خواهد نمود و ایضا تخصیص و تصریح
حضرت افضلیت اویسی صحابی است بر اویس قرنی که خیر التابعین

ونیز معتقد ان است که بعض خواص امت اگر بسیار ترقی
نماید سر او تا پای دون پیغمبران خواهد رسید پس پیش قدمی خود را
بر خاتم الرسل چگونه تجویز نمود الا ف در کار است و نیز در بیان
مکتوب نوشته اند که بطفیل این دو اکابر جامعیت مذکوره
حاصل شده است و بوسیله متابعت حضرت خاتم الرسل جل جلاله
بولایت فنا کار و بار دیگر است و ظاهر است که طفیلی و تابع مطلق چگونه
برابری بمتبوع مطلق و بعد عوا اصلی خواهد نمود این سخن را الف
بدان نمی ماند که بعضی کاملان ملاحده گمان برده اند که حضرت
وجود جل جلاله در مراتب تعینات تنزل فرمود مرتبه اطلاق تا سیح
نماند تعالی الله عما یقول الظالمون علوا کبیرا
و نیز او می الف درین مقام اعتراض می نماید که رئیس محبان
محبوبان حضرت خاتم الرسل است پس حضرت کلیم رئیس محبان چگونه
باشند از حضرت مولوی جامی و مشائخ دیگر درین باب نقلها
می آرد جواب آنست که حضرت رسالت را در مقام محبیت و
عبودیت ریاست مطلقی است و حضرت کلیم را در مقام محبیت

Marfat.com

ریاست بسبب سایر مخلوقات است فلا تغفل ونکتہ نقل آوردہ کہ محبت
را اصلاً جزو نیست یک جزو ازان تمام عالم را است ونبود جز و یکجزو
رسالت مخصوص است پس از یکجز حضرت کلیم را چہ قدر رسیدہ باشد
تدریس محبان نوانند چہ جواب آنست کہ شخصی کہ تعلیم و تقسیم اجزار
محبت نمودہ بہ ظاہر است کہ بکشف خود حکم کردہ وگرنہ ہیچ نص
درین باب خود وارد نشدہ است تا بحث بر دیگری شود الحضرت ہم
بکشف خود معلوم کردہ زند کہ ریاست بوجہی در مقام محبت حضرت کلیم
را ثابت است اگرچہ بہ نسبت سایر مخلوقات باشد وکشف یکی بر کشف
دیگری حجت نیست وانچہ معترض از بحر المعانی نقل کردہ کہ ای در یغا
اگر موسیٰ رب ارنی در آئینہ محمدی خواستے ضرب لن ترانی نخوردی
اما چون بیرون آئینہ محمدی خواست ناچار ضرب لن ترانی خورد ایں را
ہیچ اصلی در شرع موجود نیست وایں مقدمہ از مکشوفات آنہیں
خواہد بود لیکن در حق پیغمبر اولی العزم بمجرد کشف خود ایں حکم
نمی کردند منجر بسبر و لعب است وہمچنین حدیثی کہ نقل کردہ قال
علیہ السلام لو ادرکنی موسیٰ وعیسیٰ وہم یوحنا بی لاتبعونی

بقیہ زیر

Marfat.com

نسخه دراخرا عنیه مکتوب منیو یسند ارحم الراحمین در سبب علیه و علی علما
حاصل جوابِ نسخت و غیرتی که در حق من دارد تجویز نمی فرماید که فعل دیگران
در تربیت من دخلی باشد و با من نامربوطی در میان معنی متوجه گردم سرمایه
او حسن شناسی و مجتبای کرم نامتناهی کار فقاشیخ توسط و متبعت معلوم تمشود
جنابه در مکتوب شتاد و ششم نوشته اند هر فردی را از افراد امت با کرم خویش
مخصوص گردانیده پس چرا ان در من فکر تمام کنند تا این کلام چه پیدا می آید
اگر این معنی از روی شریعت ثابت شود فبها و الا دعوی بی پیه میشود و جواب
ازین شبهه آنست که تمامی شیوخ که مربوط ایشان اند همین کلمات نشنیده اند
حضرت خاتم الرسل علیه الصلوة والسلام چگونه این نوشته در شان آنحضرت
تجویز کرده شود زیرا که مخاطب شخصی نبوده اند در شان آنحضرت
رسانت صلی الله علیه وسلم مملو و مشحون بت و مبالغات عظیم و تصدیقات
بلیغه در باب عصمه و حین بعض اصحاب رضی الله عنهم از مکتوب دوم
حیرت نموده اند مرا جعلهم الله مرجع این نوشته بسیار اند در جواب
مکتوب یکصد و بیست و یکم از جلد سوم تحریر رفته و حل می هم مشتبه باشد
نموده اند بگه مزید بران معلوم میشود حصار کجا بارهٔ ازان در شبهه نزول و عمر کرده

والسلام

Marfat.com

شرح بخاری کرتندا لجمار رلوره قال محمد بن سیرین لوحلف رجل
بالله غیر مستثنی لا للہ علی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نکر ولا کفر
الا من سمعتہ واحد دلو رد الامام الشعرانی فی طبقاتہ احوال قطب الاقطاب الشیخ
ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقدس سرہ فقال ذکر فی الاولیاء طائفہ
انفردوا بالمادۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یشہد لہم بذلک احد من المسلمین وہم
قلیلون ومنہم من الاولیاء من یشہد علیہ ومنہم من یحفر علیہ عینہ وہادتہ فیفنی
فیہا یدعیہ ولا یحصل بطلب مادتہ بل ہو مسروق بحالہ وشرطہ الخ صورت
کہ ادنی حاصلہ بحکم عبارت کہ رد بطفیل وتبعیت محدوم ان حاصل شد
دولت محدوم کہ ہیچ برابر و ہمچو ری ان خلوم ما بمحدوم لازم ایں ملک
بما نبیا انچہ بحسب عقل ونقل مذموم ست ان است کہ ما بمقلال ماشد و تبعیت ولی
نبی ملحق شد و در حکم مرا یا د کا ۱۱ بخصوصیات کہ نبی ما محمد است
شریک کہ صد و اگر شرکت در بعض امر حاصہ متحقق شود و ایں لفیا و تبعیت
نبی ماشد و رہ صورت ہیچ قباحت لازم نمی آید و مخالف بعقل و شرع نمی افتد
سہ ہم انکہ حدیث اول از مکتوب پانصد ہم مرجع سند کہ ہی و رمی و مصدق
رسے اللہ عنہ موہم نوہ نہ بس تکلف کہ ہر گز مثل ایں نہ نظر نیا رہ و بعد طالعہ

۱۱۱۹

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

است بواسطہ معراج عالم کبر و عالم خلق و در عالم خلق این معراج را کامل نشدہ
بی واسطیت ماندہ گویم کہ آنچہ شیخ گفتہ در کتب مشائخ بنظر نیامدہ ملکہ بطریق
جزم عبارت کردہ شاید این کمال از کجا کہ احرز بعد وجود نباشد و فقدان
و نیز گفتہ میشود کہ جواب دیگر نیز گفتہ لوائح العبودیہ یکون عبدہ کعینہ
و نیز قول شیخ مخالف ابتوں است کہ ارواح اصحاب را واصل یابد
از یہا معلوم میشود کہ چیزے غائب بکمال میرسد جسد کہ نیز بصفت روح متصف
میشود و ارادہ تمام کہ میکند و بحکم این آیہ بخرجہم من ظلمات الی النور
و نیز قول مشہور است کہ روز از نور انس و علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام
خانہ منور شد و نیز مادر کہ علیہ السلام در وقت تولد پسر کہ منور
و این منور کردن بیقوت قالب اسر و علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر نبود سایہ
پس تا بعان او نیز نصیبہ از نور جسد مثلی شمس است کہ این طائفہ مطعون
معنی رمض و حدان و بیمزگی نفہمد معلوم است زیرا کہ مدرک است بدہم و بحضرت
رسالت پناہ صلعم گفتہ اند کہ فہم من فہم عقل و فہم ہر ذاقی و رعا یا بحضرت میرسد
و ایں از حضرت ہدیہ معمول است کہ العجز عن درک الادراک ادراک نیز از ہمہ
حسی تحکم میدہد زیرا کہ ذوق و وجدان در مراتب طلال و تجلیات مستعد

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

جواب اعتراضات شیخ عبدالحق محدث دہلوی

ماخوذ

حضرت مجدد اور ان کے ناقدین

تالیف

حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی

مطبوعہ

شاہ ابوالخیر اکاڈمی، دہلی

۱۹۷۷ء

Marfat.com

مکتوب جناب شیخ کے متعلق

جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے حضرت مجدد کو آخری ایام میں ایک طویل مکتوب لکھا ہے، جس کو ۱۳۸۴ھ/ ۱۹۶۴ء میں پروفیسر خلیق احمد نظامی نے ''حیات شیخ عبدالحق'' میں طبع کیا ہے، جو اس کتاب کے صفحہ ۳۱۲ سے ۳۴۴ تک ہے۔ اگرچہ یہ مکتوب نئے تعلیم یافتہ افراد کے سامنے اس کتاب کے ذریعہ اَب آیا ہے، لیکن اہل علم اور اکابر سلسلہء مجددیہ کے سامنے پہلے دن سے آیا ہوا ہے اور ان حضرات نے اس ساڑھے تین سو سال کے عرصہ میں اس مکتوب کے جواب میں بہ کثرت رسالے لکھے ہیں، میں بعض اہم رسائل وتحریرات کو بیان کرتا ہوں۔

۱..... شیخ بدرالدین سرہندی نے ''حضرات القدس'' کے ساتویں حضرت میں بعض اعتراضات کا جواب لکھا ہے اور وہ مکالمہ بھی تحریر کیا ہے جو آپ کا جہانگیر سے کھلے دربار میں ہوا ہے۔

۲..... حضرت محمد یحییٰ فرزند اصغر حضرت مجدد نے ایک رسالہ لکھا ہے۔

۳..... حضرت محمد فرخ معروف بہ فرخ شاہ فرزندِ سوم حضرت محمد سعید، فرزندِ دوم حضرت مجدد نے رسالہ ''کَشفُ الْغِطَاءِ عَنْ اَذْهَانِ الْاَغْبِيَاءِ'' لکھا ہے، آپ اپنے وقت کے اجلہء علماء اعلام میں سے صاحبِ تالیفات قیمہ تھے۔

۴..... حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے ایک مختصر پُراز تحقیق رسالہ لکھا ہے جو آپ کے فتاویٰ کے آخیر میں طبع ہوگیا ہے۔

Marfat.com

۵..... حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے دو رسالے لکھے ہیں ایک شیخ عبدالحق کے اعتراضات کے رد میں۔ اس کا نام احقاق الحق ہے۔ دوسرا دیگر افراد کے اعتراضات کے رد میں۔ پہلے رسالے کی تالیف سے سہ شنبہ ۲۵ شوال ۱۱۶۰ھ کو فارغ ہوئے ہیں۔ یہ دونوں رسالے آپ کے ہاتھ کے تحریر کردہ میرے پاس موجود ہیں۔

۶..... حضرت شاہ غلام علی دہلوی نے ایک رسالہ لکھا ہے، جو انگریزوں کے غدر سے پہلے کا لکھا ہوا میرے پاس محفوظ ہے۔

۷..... مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے مستقل ایک کتاب ۳۳۶ صفحات کی جناب شیخ کے مکتوب کے ردّ میں لکھی ہے جو ۱۳۱۱ھ کو چھپ گئی ہے، اس کا نام ہدیہ مجددیہ ہے۔ اللہ ان کو اجر دے کہ انہوں نے جناب شیخ کے ادب واحترام کا پورا خیال رکھا ہے اور جناب شیخ کے تمام ایرادات کی حقیقت بیان کردی ہے، اور ان کی دوسری کتاب انوار احمدیہ ہے، اس میں اوروں کے ایرادات کا جواب ہے یہ کتاب ۱۳۰۹ھ میں چھپی ہے یہ دونوں کتابیں فارسی میں ہیں اور تیسری کتاب عربی میں الکلام المنجی لکھی ہے یہ ۱۳۱۲ھ میں چھپی ہے۔

مولانا وکیل احمد نے ''انوار احمدیہ'' کے صفحہ ۸۶ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ اہل حق نے ستر رسائل سے زائد ہفواتِ مخالفین کے ردّ میں لکھے ہیں۔

یہ تو ان رسائل اور کتابوں کا ذکر ہے جو مستقل طور پر اعتراضات کے رد میں لکھی گئی ہیں، بیانات اور تحریریں جو ضمناً کسی کتاب میں آگئی ہیں، ان کے علاوہ ہیں اور ایسی تحریریں بھی بہ کثرت ہیں اور اصحاب علم کی ہیں۔ جیسے حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت میرزا جان جانان مظہر، مولانا سید غلام علی آزاد بلگرامی، مولانا سید صدیق حسن خان قنوجی بھوپالی، وغیرہم۔ یہ سب نہایت قیمتی اور مہتم بالشان حق وصداقت سے معمور رسائل وتحریرات ہیں۔ ان کے علاوہ ۱۰۹۴ھ میں علامہ محمد بیگ نے مکہ مکرمہ میں،

Marfat.com

کتاب عَطِیَّۃُ الْوَھَّابِ الْفَاصِلَۃُ بَیْنَ الْخَطَاءِ وَالصَّوَابِ لکھی ہے، اس کتاب پر اس وقت کے نوجلیل القدر علماء نے تقریظیں لکھی ہیں۔ ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

۱..... شیخ الاسلام مفتی مکہ مکرمہ عبداللہ عتاقی زادہ۔

۲..... علامہ اجل شیخ حسن بن مراد تونسی۔ آپ کی تقریظ کیا ہے تحقیقات سے بھرا مستقل رسالہ ہے۔

۳..... علامہ اجل شیخ احمد بشیشی مصری ازہری شافعی، آپ کی وفات ۱۰۹۶ھ میں ہوئی ہے۔

۴..... علامہ اجل عبداللہ عباسی شافعی مکی۔

۵..... علامہ قاسم سنجقدار مکی حنفی۔

۶..... علامہ سید محمد حسینی مکی۔

۷..... علامہ سید علی بن محمد معروف بہ کُلَاہ زَادَہ، دِیارِ بکری، مکی۔

۸..... علامہ مرشدالدین بن احمد مرشدی۔

۹..... شیخ الاسلام مفتی مدینہ منورہ سید اسعد۔

علامہ محمد مراد منزاوی، قزانی، مکی سید محمد صالح زواوی سے بیعت تھے اور وہ حضرت شاہ محمد مظہر مہاجر مدینہ کے خلیفہ تھے (شاہ محمد مظہر میرے دادا حضرت شاہ محمد عمر کے چھوٹے بھائی تھے) انہوں نے چودھویں صدی ہجری کے اوائل میں مکتوبات قدسی آیات کو عربی میں ترجمہ کیا اور ۱۳۱۷ھ میں مکہ مکرمہ کے مطبع امیریہ میں اس کو طبع کیا۔ انہوں نے پہلے حصے کے حاشیہ پر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے مختصر احوال لکھ کر مندرجہ بالا نو علماء کی تقریظوں کو طبع کیا ہے اور تیسرے حصے (دفتر) کے حاشیہ پر رسالہ عطیۃ الوہاب ہے۔ محمد مراد نے مکتوبات کو عربی میں ترجمہ کر کے علماء عرب کو حضرت مجدد

Marfat.com

کے معارف سے مستفید ہونے کا موقع دے دیا ہے۔ جَزَاهُ اللهُ عَنِ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ خَیرًا

جناب شیخ نے یہ طویل مکتوب حضرت مجدد کی وفات سے بہت کم عرصہ پہلے لکھا ہے۔مکتوبات کا تیسرا دفتر ۱۰۳۳ھ میں بند ہوا ہے۔اس کے بعد حضرت مجدد نے سات آٹھ مہینے کے عرصہ میں دس مکاتیب تحریر فرمائے ہیں۔ان میں سے ایک مکتوب خواجہ حسام الدین احمد کے نام ہے (مکتوب:۱۲۱) جناب شیخ نے اپنے طویل مکتوب میں حضرت مجدد کے اس مکتوب کی بعض عبارات پر ردّ وقدح کی ہے۔آپ کی اس ردّوقدح میں جرح کا پہلو نمایاں ہے اور میرا یہ خیال ہے کہ یہی ناملائم جرح اخلاص نامہ لکھنے کا سبب ہوئی ہے (اخلاص نامہ کا ذکر عنقریب آرہا ہے)

اس میں کوئی محل ریب نہیں کہ اس طویل مکتوب میں حضرت مجدد کی جو عبارتیں نقل کی گئی ہیں ان میں سے بہت زیادہ محرف اور غلط ہیں، بنابریں بعض افراد نے کہا ہے کہ یہ مکتوب جناب شیخ نے نہیں لکھا ہے۔لیکن یہ خیال درست نہیں کیوں کہ مجددی حضرات پہلے ہی دن سے اس کا ذکر کررہے ہیں اور ردّ لکھ رہے ہیں جیسا کہ بیان کر چکا ہوں۔

اوراس میں بھی کوئی کلام نہیں ہے کہ اس مکتوب کی وجہ سے حضرت مجدد کے معاندین میں بہت اضافہ ہوا ہے۔البتہ مطابع کے ظہور کے بعد سے حالات نے پلٹا کھایا۔کیوں کہ جس نے بھی مکتوبات کا مطالعہ کیا وہ صدق دل سے آپ کی بزرگی اور جلالت قدر کا قائل ہوا۔اس پر ظاہر ہوگیا کہ الزامات باطل ہیں۔

محرم ۱۳۸۴ھ/مئی ۱۹۶۴ء میں پروفیسر خلیق احمد صاحب نظامی نے کتاب حیات شیخ عبدالحق میں جناب شیخ کے اس طویل مکتوب کو طبع کیا اور مکتوب سے پہلے یہ عبارت لکھی ہے۔

Marfat.com

''یہ مکتوب شیخ مجدد اور شیخ محدث کے تعلقات کو سمجھنے میں بے حد مدد دیتا ہے۔ شیخ محدث نے مجدد صاحب کے جن جن خیالات پر اعتراض کیا ہے۔ان پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے، جس شخص نے مجدد صاحب پر اعتراض کئے ہیں اس کو ان سے جو محبت تھی اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے۔''ایں مقدار کہ مرابہ شما محبت و اتحاداست کم کسے راخواہد بود''۔

کتاب ''حیات عبدالحق'' میں اس مختصر و موثر تعارف کے ساتھ مکتوب طویل کی طباعت نے نئی تعلیم کے دلدادگان میں ہلچل مچادی، کسی نے کتاب لکھی، کسی نے پیش لفظ عقیدت کے ساتھ پیش کیا کسی نے تحسین کی کسی نے صلہ دیا، کسی نے اس سے استفادہ کر کے دوسری کتاب لکھ دی، کسی کی کتاب ہندوستان میں چھپی، کسی کی لندن میں۔ان لوگوں کا خیال ہے کہ ان کے ہاتھ کوئی راز آ گیا ہے۔حالانکہ نہ وہ راز ہے اور نہ کوئی نئی بات۔ یہ سب کچھ صدہا سال پہلے گزر چکا ہے اور اہل حق نے خوب تفصیل سے الزامات کا بطلان ثابت کر دیا ہے۔

پروفیسر خلیق احمد کو چاہئے تھا کہ یا تو اس مکتوب کو نہ چھاپتے اور اگر کسی وجہ سے اس کا چھاپنا ضروری تھا تو پھر منصفانہ طور پر جناب شیخ کی تحریر کا جائزہ لیتے اور دیکھتے کہ آیا انہوں نے حضرت مجدد کی عبارتیں صحیح نقل کی ہیں یا ان میں تحریف ہے۔حضرت مجدد کے مکاتیب چند مرتبہ چھپ گئے ہیں۔ ہر شخص ان کا مطالعہ کر سکتا ہے۔

پروفیسر خلیق احمد صاحب نے لکھا ہے۔''مجدد صاحب کے جن جن خیالات پر اعتراض کیا ہے ان پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے''۔حضرت مجدد کی اولاد اور آپ کے ماننے والوں نے صدہا سال سے اس پر سنجیدگی سے غور کیا ہے اور سب کچھ بیان کر دیا ہے، اب تو ضرورت اس بات کی ہے کہ خلیق احمد صاحب سنجیدگی سے ان رسائل کو پڑھیں اور ان تحریرات کو سمجھیں جو عالی قدر حضرات چھوڑ گئے ہیں، اور پھر

Marfat.com

اس محبت کی قدرو قیمت کا اندازہ کریں جو''ایں مقدار کہ مرابہ شما محبت واتحاداست کم کسے راخواہد بود'' سے ظاہر ہوتی ہے۔

میں نے بہ کثرت حضرات مشائخ کرام کے مبارک احوال کا مطالعہ کیا ہے۔ جو ظلم وستم معاندوں نے حضرت مجدد کے ساتھ کیا ہے اور کررہے ہیں اس کی نظیر مجھ کو نہیں ملی ہے۔ غالباً اس کا سبب یہ ہے کہ آپ نے اہل زیغ کے لئے ان کی کج روی کے تمام راستے مسدود کردیئے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے کیا خوب حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ ''اللہ نے جوطریقہ اپنے انبیاء کے ساتھ رکھا ہے اور جواس کی عادت مستمرہ ہے، وہی اس نے حضرت مجدد کے ساتھ کیا۔ کہ ظالموں اور مبتدعین نے آپ کو ایذا پہنچائی اور متقشف فقہاء نے انکار کیا تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات میں اضافہ کرے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی حسنات میں بیشی ہوتی رہے''۔

میری نظر میں جناب شیخ کا یہ مکتوب ایک خصوصی مکتوب تھا جس میں انہوں نے اپنے دل کی وہ تمام الجھنیں جو پینتیس سال سے ان کو بیچین کئے ہوئی تھیں ظاہر کردی ہیں، ان کو جوبات بھی کسی ذریعہ سے پہنچی تھی لکھدی۔ انہوں نے ذریعہ کے مستند یا نامستند ہونے کو نہیں دیکھا ہے اور ان کو حضرت مجدد سے امید تھی کہ وہ اس کا جواب تحریر فرمائیں گے، لیکن وقت گزر چکا تھا اور حضرت مجدد مخصوص گوشہ میں مصروف عبادت ہو کر رفیق اعلیٰ کے پاس جانے کی تیاری کررہے تھے، بلکہ آپ کی علالت بھی شروع ہو گئی تھی اور آپ شوق وصال میں یہ ہندی مصرع زبان پر لاتے تھے۔ ''آج ملاوا کنت سوں سکھی سب جگ دینوں وار''۔ لہٰذا آپ نے جناب شیخ کو جواب تحریر نہ فرمایا۔ اور میرا خیال یہ ہے کہ جناب شیخ نے اپنے مکتوب میں بعض جگہ جو صریح جارحیت کی ہے۔ جیسا کہ تحریر فرمایا ہے ''در آخر سکر رابہانہ ساختہ اند''۔ اس کا اثر جناب شیخ پر ہوا ہے

Marfat.com

اورآپ نے خواجہ حسام الدین کو وہ مکتوب لکھا ہے جس کا بیان بہ عنوان ''اخلاص نامہ'' عنقریب آرہا ہے۔

چوں کہ یہ نجی مکتوب تھا بنابریں جناب شیخ نے اس کو اپنی کتاب ''المکاتیب والرسائل'' میں درج نہیں کیا، اور شاہ فتح محمد کی روایت اور حضرت مرزا جان جانان مظہر کا بیان یقیناً درست ہے کہ جناب شیخ نے اس مکتوب کو ضائع کرنے کی وصیت کی تھی۔

ایک نجی مکتوب جس میں برادرانہ شکوے شکایتیں ہوں عوام کے سامنے لانا اس پر رائے زنی کرنی از روئے انصاف کب درست ہے۔ایسے مکتوب کی تشہیر خود جناب شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے موجب بدنامی ہے۔

نہ ہر فعلے بسرت خیز باشد — نہ ہر قولے طرب انگیز باشد
بے کردار حملش بار گردد — بے گفتار خزی و عار گردد
بدی را ار چہ کم باشد بداں بیش — دلیلش ظاہر است اندک بیندیش
ببیں خارے بہ درد آرد تنے را — بسوزدا خگرے صد خرمنے را
بود زہرِ ہلاہل گرچہ اندک — شود وجہ ہلاکِ خلق بے شک
اگر در راویاں شخصے جہول است — بیانِ جملہ بیکار و فضول است
کلامِ نیک باشد جملہ مقبول — بہ تحریفے شود مردود و مبذول

چوں کہ جناب شیخ کے مکتوب کو حضرت مجدد کے مخالفوں نے صحیفہء آسمانی کا درجہ دے رکھا ہے اور بلاوجہ حضرت مجدد پر الزامات عائد کئے جارہے ہیں، اس لئے میں اس مکتوب کے ایک حصہ پر کچھ تبصرہ کرتا ہوں۔

Marfat.com

عیبِ مستاں مکن اے خواجہ کزیں کہنہ رباط
کس نہ دانست کہ رحلت بہ چساں خواہد بود

مکتوب کا کچھ بیان

''حیات شیخ عبدالحق'' میں یہ مکتوب چھپ کر ان افراد کے ہاتھوں تک پہنچ گیا ہے جو وحدت ادیان کے فلسفہ کی تشکیل میں لگے ہوئے ہیں جن کی نظر میں نماز، روزہ، حج ابتدائی تدریجی امور ہیں اور اصل کار ''سب وہی سب وہی'' ہے۔

چوں کہ ان لوگوں کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ حضرت مجدد کی ذات اور آپ کی تعلیمات ہیں اس لئے آپ کی مخالفت اور آپ کو بدنام کرنے کے لئے یہ سب ساعی ہو گئے ہیں۔ اس کام کیلئے شیعہ سنی کی تفریق بھی بہ ظاہر مٹادی گئی ہے۔ ان لوگوں کے سامنے جناب شیخ کی تحریر آئی تو اس کو تائیدِ غیبی سمجھ بیٹھے اور حضرت مجدد پر حملے شروع کر دیئے۔

میں جناب شیخ کی صرف ان عبارتوں پر کچھ تبصرہ کرتا ہوں جن کو ان لوگوں نے نقل کیا ہے۔

آہستہ برگِ گل بفشان بر مزارِ ما
بس نازک است شیشہء دل در کنارِ ما

۱..... جناب شیخ نے لکھا ہے:

''چوں در ضمنِ آں تنقیص و تخطیۂ بزرگانے کہ اتفاق است بر بزرگی ایشان مثل سیدالطائفہ جنید بغدادی وسلطان العارفین بایزید بسطامی و امثال ایشاں وگفتہ اند کہ ایں بیچارہ ہا حقیقت کار درنہ یافتہ و بہ اصل نہ رسیدہ وگرفتار

Marfat.com

ظل ماندہ اندواد عاے آں کہ آنچہ ایشان رادادہ اند ہیچ کس را نہ دادہ اند"[1]

ترجمہ: چونکہ اس ضمن میں ان بزرگوں کی تنقیص اوران کا خطا پر ہونا بیان کیا ہے جن کی بزرگی پر اتفاق ہے جیسے سید طائفہ حضرت جنید بغدادی اور سلطانِ عارفین حضرت بایزید بسطامی اوران جیسے دوسرے اکابر اور کہا ہے۔ یہ بیچارے معاملہ کی تہہ اوراس کی اصل تک نہیں پہنچے ہیں، بلکہ سایوں میں پھنس کر رہ گئے ہیں اور آپ نے یہ ادعا کیا ہے کہ جو کچھ آپ کو ملا ہے کسی کو نہیں ملا ہے"۔

یہ عبارت حضرت شیخ نے لکھی ہے۔ میں اب ان لوگوں سے دریافت کرتا ہوں جن کی نظر میں یہ تحریر صحیفہء آسمانی بنی ہوئی ہے کہ حضرت مجدد کے رسائل اور آپ کے مکاتیب سب کے سامنے ہیں کیا وہ یہ عبارت دکھا سکتے ہیں آپ نے جو عزت اوراحترام ان بزرگوں کا کیا ہے وہ اظہر من الشمس ہے آپ اپنے کو ان کے خوانِ نعمت کا ایک ادنی زَلّہ بردار اور ریزہ چین ظاہر کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں یہ مقام توحید ہر سالک کو راہِ سلوک میں پیش آتا ہے (چنانچہ خود مجھ کو بھی پیش آیا ہے) اور پھر اللہ کے لطف سے مقام شہود تک رسائی ہوئی ہے۔ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ان حضرات سے کلماتِ توحید کا صدور اس وقت ہوا ہے جب وہ اس مقام میں تھے۔ اللہ ان لوگوں کو انصاف دے یہ کہاں سے سمجھ گئے کہ ان بزرگوں کو اس مقام سے ترقی نہیں ہوئی ہے اوراس مقام میں بند ہو کر رہ گئے ہیں۔[2]

افسوس صد افسوس جن لوگوں کو دین ومذہب سے کوئی واسطہ نہیں ہے وہ آج

---

[1] حیات شیخ عبدالحق ص: ۳۱۳۔ چونکہ صحت کے اعتبار سے ہدیہ مجددیہ کی نقل کردہ عبارت میری نظر میں اصح ہے اسلئے اختلاف کی صورت میں اس کو ترجیح دیتا ہوں۔

[2] مکتوب: ۲۹۰ دفتر اول کو مطالعہ کریں

Marfat.com

معارف واسرار کے عقدے حل کرنے کی کوشش کررہے ہیں اور اولیائے پروردگار کو مطعون کررہے ہیں۔ ان لوگوں نے ظل کا لفظ دیکھا جس کے معنی سایہ ہیں اور یہ سمجھ بیٹھے کہ بارگاہِ قرب میں سائے ہوتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ وہ عالم تو بتمامہ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ہے وہاں ظل اور سایہ کا کیا سوال۔

نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ارشادِ ربانی ہے کہ نورانی طبقات ایک پر ایک ہیں حضرات مشائخ کرام ہر نورانی طبقہ کو اس سے بالاتر نورانی طبقہ کے لئے بہ منزلہ ظل سایہ قرار دیتے ہیں اور شریعت کی زبان میں اس کی تعبیر غین سے کی گئی ہے جو کہ غیم وسحاب اور اَبر کو کہتے ہیں۔ امام مسلم نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّهٗ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِيْ وَاِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مرةٍ [1] میرے قلب پر انوار کی تہہ پڑتی ہے، سکینہ کے بادل چھاتے ہیں اور میں سو بار دن میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں"۔ ہر آن اور ہر زمان آپ منازل طے کرتے تھے اور ہر تحتانی منزل بمنزلہ اَبر وسایہ اور ظل کے نظر آتی تھی۔

کشتگان خنجرِ تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است

حضرت مجدد تو اپنے کو حضراتِ مشائخ کا پروردہ اور خوشہ چین لکھتے ہیں ایک جگہ بھی آپ نے یہ نہیں لکھا کہ جو کچھ مجھ کو ملا ہے کسی کو نہیں ملا ہے یہ آپ پر بہتان اور صریح الزام ہے۔ کیا کوئی شخص حضرت کے رسائل یا مکاتیب میں یہ عبارت دکھا سکتا ہے؟

۲.....اور جناب شیخ نے لکھا ہے:

"ویکے ازاں مواضع کہ بے خطرناک واز رعایت مقام ادب دوراست آن است کہ درباب حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ گفتہ اند کہ

---

[1] مشکوٰۃ باب الاستغفار فصل اول

Marfat.com

کثرتِ ظہور کرامات ازایشان ازجہت آں بود کہ نزول ایشان ناقص بود"[1]

''میں شواہد تجدید'' کے بیان میں کثرت وقلتِ خوارق کے سلسلہ میں حضرت مجدد کی عبارت کا ترجمہ لکھ چکا ہوں جو کہ درج ذیل ہے۔

حضرت کا عروج اکثر اولیائے امت سے بلندتر واقع ہوا ہے اور آپ کا نزول مقامِ روح تک تھا جو کہ عالم اسباب سے بالاتر ہے''۔

اب میں آپ کے مکتوب گرامی سے جو کہ دفتر اول کا ۲۱۶ مکتوب ہے آپ کے الفاظ لکھتا ہوں۔

''عروج ایشاں از اکثر اولیاء بلند تر واقع شدہ است ودرجانب نزول تامقام روح فروآمدہ اند کہ ازعالم اسباب بلند تراست''

حضرت مجدد نے لفظ ناقص کہیں نہیں لکھا ہے یہ آپ پر الزام ہے اور جناب شیخ نے اسی لفظ کی وجہ سے ''موضع خطرناک'' اور ''ازرعایتِ مقام ادب دور'' کہا ہے۔

خیال کرنا چاہئے کہ ولایت وبزرگی کا تعلق عروج سے ہے۔ بارگاہ خداوندی سے جتنا زیادہ قرب حاصل ہوگا، ولایت کا مقام اتنا ہی بلند وبالا ہوگا۔ جب کہ حضرت مجدد صراحت کے ساتھ حضرت غوث الثقلین کے متعلق لکھ رہے ہیں کہ ان کا عروج اکثر اولیائے امت سے بلندتر ہے تو پھر ''بسے خطرناک'' اور ''ازمقام ادب دور'' لکھنے کی کیا وجہ!

حضرت مجدد نے رسالہ مکاشفات غیبیہ میں لکھا ہے۔

"واصلان ذات این بزرگواران کہ بہ افراد ملقب اند اقلِ قلیل انداکا بر صحابہ وائمہ اثنی عشر ازاہلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین بہ ایں دولت فائز

---

[1] حیاتِ عبدالحق صفحہ: ۳۱۴

Marfat.com

اند و از اکابر اولیاء اللہ غوث الثقلین قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس بہ ایں دولت ممتاز اند و دریں مقام شان خاص دارند کہ اولیائے دیگر ازاں خصوصیت قلیل النصیب اند"[1]

ترجمہ: حضرات مشائخ کرام میں سے وہ پاک نہاد جن کو "افراد" کہتے ہیں اور وہ واصلان ذات ہیں، نہایت قلیل ہیں۔ اکابر صحابہ اور ائمہ اثنیٰ عشر از اہل بیت اطہار اس دولت سے فائز ہیں اور اکابر اولیاء اللہ میں سے حضرت غوث اعظم اسی دولت سے ممتاز ہیں اور اس مقام میں آپ کی نرالی شان ہے کہ دیگر اولیاء اللہ اس دولت سے کم بہرہ ور ہیں"۔

اور حضرت مجدد نے رسالہ مبدا و معاد کے اوائل میں لکھا ہے۔

"و دریں عروج اخیر کہ عروج در مقامات اصل است مدد از روحانیت حضرت غوث الاعظم محی الدین شیخ عبدالقادر بود قدس اللہ سرہ الاقدس، و بہ قوتِ تصرف ازاں مقامات گزرانیدند و بہ اصل الاصل واصل کردند و ازانجا بہ عالم بازگردانیدند"[2]

ترجمہ: اس عروج اخیر سے جو کہ مقاماتِ اصل کا عروج ہے حضرت غوث اعظم کی روحانیت اور آپ کی قوتِ تصرف کی بنا پر میرا گزر اور اصل الاصل تک میرا وصول ہوا ہے اور وہاں سے میری واپسی عالم کو ہوئی ہے"۔

سیدنا عبدالقادر جیلانی سے جو محبت و ارتباط حضرت مجدد کو تھا محتاج بیان نہیں۔ حضرت مجدد نے قلت و کثرتِ خوارق کے سلسلہ میں جو بات کہی ہے کہ حضرت غوث کا نزول مقامِ روح تک تھا اس سے آپ کے مخالفین نے یہ فتنہ برپا کر دیا حالانکہ حضرت

---

[1] مجموعہ رسائل سبعہ قلمی ص: ۱۶۷ [2] مجموعہ رسائل سبعہ ص: ۴

Marfat.com

غوث کے لئے اس مقام تک نزول اکمل واَفضل تھا کیونکہ آپ سے اللہ تعالیٰ کو بہ کثرت خوارق ظاہر کرانے تھے۔ اگر آپ کا نزول مقام قلب تک ہوجاتا تو آپ سے خوارق بہ کثرت ظاہر نہ ہوتے۔

حضرت مجدد نے حضرت غوث کی ولایت و بزرگی کو نہایت عمدہ طریقہ پر بیان کیا ہے، پھر بھی حضرت مجدد کو بدنام کرنے کے لئے آپ پر الزام عائد کیا جارہا ہے۔ کیا یہی انصاف ہے کیا اسی کا نام تحقیق ہے کیا اسی کو آزاد خیالی کہتے ہیں۔

۳.....اور جناب شیخ نے لکھا ہے:

" وآں کہ در بعض مکتوبات نوشتہ اند کہ انگارم کہ حکمت در پیدا کردن من آن است کہ تا کمال ابراہیمی و محمدی دریک جا جمع شود اشد و اعظم است از ہمہ "[1]

ترجمہ: اور وہ جو بعض مکتوبات میں لکھا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ میرے پیدا کرنے کی حکمت یہ ہے کہ کمال ابراہیمی اور محمدی ایک جگہ جمع ہوجائے۔ سب سے زیادہ سخت اور سب سے بڑھا ہوا ہے"۔

اس عبارت کا تعلق دفتر دوم کے چھٹے مکتوب سے ہے۔ کاش کہ عبارت صحیح نقل کردی ہوتی۔ حضرت مجدد نے یہ الفاظ لکھے ہیں۔

"انگارم کہ مقصود از آفرینش من آن است کہ ولایت محمدی بہ ولایت ابراہیمی منصبغ گردد و حسنِ ملاحتِ ایں ولایت بہ اِجمالِ صباحتِ آں ولایت ممتزج شود وَرَدَفِی الْحَدِیْثِ اَخِیْ یُوْسُفُ اَصْبَحُ وَاَنَا اَمْلَحُ۔ وبہ ایں انصباغ و امتزاج مقامِ محبوبیت محمدیہ بہ درجہ علیا رسد"

---

[1] حیاتِ عبدالحق ص: ۳۱۴

Marfat.com

ترجمہ: میں سمجھتا ہوں کہ میری پیدائش کا مقصد یہ ہے کہ ولایتِ محمدی ولایت ابراہیمی سے رنگین ہو اور ولایت محمدی کا حسن ملاحت ولایتِ ابراہیمی کے اجمالِ صباحت سے مل جائے۔ حدیث شریف میں آیا ہے میرے بھائی یوسف میں صباحت اور مجھ میں ملاحت ہے۔ اس طرح کی رنگینی اور آمیزش سے محبوبیت محمدیہ کا مقام درجہء علیا کو پہنچ جائے گا۔

اِجمالِ صباحت سے اشارہ اس ضمنی اتباعِ ملت ابراہیمی کی طرف ہے جو آیت اِتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا سے مستفاد ہے۔

حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ جناب شیخ کا بہت ادب و احترام کرتے ہیں۔ باوجود اس کے جناب شیخ کا یہ اعتراض نقل کر کے لکھا ہے۔

"بداں کہ ہمیں عبارت است کہ موجب افترائے بسیار برایشاں گردیدہ و مردم بہ گمانِ خود سخنہا بر بافتہ اند چناں چہ حضرت شیخ در ہمیں رسالہ نوشتہ کہ شمامی گوئید در خلوتے کہ منم محمد بردراست ومردم مشہور ساختہ اند کہ ایشاں رسالہء معراجیہ نوشتہ اند و معراج خود بلند تراز معراج سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تحریر کردہ و نیز می گویند کہ ایشاں گفتہ اند من و رسول خدا اسپ درمیدانِ قرب تاختیم اسپ من سبقت کرد معاذاللہ، كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ایں ہرسہ مقدمہ محض افتراست در ہیچ جاو ہیچ وقت ایں کلمات نہ گفتہ اند"[1]

ترجمہ: جان لو کہ یہی وہ عبارت ہے جو حضرت مجدد پر بہت افترا اور تہمتوں کا سبب بنی ہے اور لوگوں نے صرف اپنے گمان کی بنا پر من گھڑت افسانے بنا ڈالے ہیں چناں چہ

---

[1] قلمی رسالہ ص: ۱۵

Marfat.com

خود حضرت شیخ نے اسی رسالے میں لکھا ہے کہ آپ کہتے ہیں ''جس خلوت میں میں ہوں محمد اس کے دروازہ پر ہیں'' اور لوگوں نے مشہور کیا ہے کہ ''آپ نے رسالہ معراجیہ لکھا ہے جس میں اپنی معراج کو سرور کائنات ﷺ کی معراج سے بلند تر بتایا ہے'' لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ نے کہا ہے ''میدان قرب میں میں نے اور رسول خدا نے گھوڑے دوڑائے اور میرا گھوڑا آگے بڑھ گیا''۔ پناہ بہ خدا ''کیا بڑی بات ہو کر نکلتی ہے ان کے منہ سے، سب جھوٹ ہے جو کہتے ہیں'' یہ تینوں باتیں نری تہمتیں ہیں۔ کسی جگہ اور کسی وقت بھی آپ نے یہ باتیں نہیں کہی ہیں''۔

افسوس صد افسوس کیسے جھوٹے الزام لگائے جا رہے ہیں اور ان الزامات کو دیکھ کر علماء کفر کا فتویٰ کیونکر نہ دیں گے اور آپ کو واجب القتل کیسے قرار نہ دیا جائے گا، یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور دعویٰ نہ ہے۔

"این مقدار کہ مرا بہ شما محبت واتحاد است کم کسے را خواہد بود"

ترجمہ: جس مقدار میں کہ مجھ کو آپ سے محبت اور یگانگت ہے، کم کسی کو رہی ہوگی''۔

حضرت مجدد اور آپ کے صاحبزادوں کو مطعون کرنے والے افراد حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ کی مندرجہ بالا تحریر کو پڑھیں اور اندازہ لگائیں کہ حضرت مجدد کے خلاف کیسی گہری اور گھناؤنی سازش برپا کی گئی تھی اور اس صورت میں جہانگیر کا آپ کو قتل نہ کرانا ایک عجوبہ ہے۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے:

قولہ انگارم ۔ الخ ۔ حاصل کلام شریف آن است کہ از کمالِ متابعت حضرت رسالت مرتبت علیہ السلام والتحیۃ ومتابعتِ ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام کہ بہ حکم وَاتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا در ضمنِ آں متابعت است ۔

Marfat.com

حق سبحانہ بہ طفیلِ ہردوصاحبِ شریعت چنانچہ خادم را از مخدوم می رسد کمالات آں ہر دوصاحب شریعت بہ من رسید و از اولیاء بہ ہیچ کس نہ رسید ایں اظہار نعمت و شکراست واگر افتخار براولیا ہم معلوم شود مضائقہ نہ دارد چہ اولیاء سابق کلماتِ افتخار بر فضل خودبسیار فرمودہ اند۔الخ[1]

ترجمہ: حضرت مجدد نے جو یہ بات کہی ہے کہ ''میں سمجھتا ہوں کہ میری پیدائش کا مطلب یہ ہے'' تو اس کا خلاصہ یہ ہے کہ سردارِ دوعالم ﷺ کے کمالِ متابعت کی وجہ سے مجھ کو متابعتِ ابراہیم علیہ السلام کا شرف بھی عنایت کیا ہے جوکہ اِتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا کے ضمن میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دونوں اصحابِ شریعت کے کمالات سے اس حیثیت سے مستفید کیا ہے جیسا کہ خادم زلہ بردار مستفید ہوا کرتا ہے، یہ صورتِ استفادہ اولیاء میں کسی کونصیب نہیں ہوئی ہے۔ آپ کا یہ ارشاد اظہار شکر کی بنا پر ہے اور اگر اس کو افتخار پر حمل کرلیا جائے تب بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ اولیائے پیشین سے اللہ کے فضل پر بہ کثرت افتخار ثابت ہے۔ الخ۔ اور آپ نے مثال میں حضرت غوث اعظم کا قول قَدَمِیْ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِ وَلِیّ اللهِ لکھا ہے۔

خُلّتِ ابراہیمی کی ولایت اور محبوبیت محمدی کی ولایت کے امتزاج اور اختلاط کے سلسلہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز نے پرازحقائق مضمون لکھا ہے، میں اس کا خلاصہ ذیل میں لکھتا ہوں۔

''ولایتِ خُلّت کے علاوہ دوسری ولایتوں کا بیان شارع نے کیا ہے۔ چاہے وہ بیان صراحت کے ساتھ ہوا ہو چاہے کنایہ اور اشارہ سے۔ جیسے ولایتِ محبت ہے۔ اس کا پتہ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهُ اور يُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهُ اور يُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُوْلُهُ سے اور

---

[1] رسالہ احقاق قلمی ص:۷

Marfat.com

ولایتِ رضا کا پتہ وَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہ اور لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْیُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ سے چلتا ہے لیکن ولایت خُلّت کا پتہ کسی جگہ سے نہیں ملتا۔

حضراتِ صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد حضرت جنید بغدادی اور مشائخ قادریہ وچشتیہ کے زمانے تک ولایتِ خلّت کے علاوہ دوسری ولایتوں کے ذریعہ کمالات حاصل کئے جاتے تھے اور ان ولایتوں سے کمالات حاصل کرنے کے طریقے کتابوں میں مدون ومرتب اور مبوّب ہوئے۔

حضرت مجدد سے پہلے طریقہء نقشبندیہ کی راہ محبت ومحبوبیت تھی۔ ذکر جہر ووجد وشوق ان کا مشغلہ تھا، حضرت عبدالخالق غجدوانی اس طریقہ کے بانی ہیں۔ ان کو حضرت خضر نے ذکر خفی کی تعلیم دی۔ حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند بخاری نے اس طریقے کی آبیاری کی اور وہ بارآور ہوا۔ حضرت خواجہ ناصرالدین عبیداللہ احرار کے زمانے میں علوم توحید کا امتزاج ہوا یعنی جناب شیخ اکبر کے بیان کردہ علوم اس طریقے میں بھی رائج ہو گئے اور اس امتزاج نے ایسا رنگ پیدا کیا کہ علوم توحید کا غلبہ ہو گیا۔

اب حضرت مجدد کا دور آیا، آپ نے ان تمام علوم کو بطونُ البُطون یں پہنچایا یعنی ان کو چھوڑا اور اپنے چاکِ سینہ سے محبوب تک پہنچنے کا ایسا راستہ نکالا کہ شوق ووجد ایک طرف رہ گئے اور مدارِ کار قلب وروح وسر وخفی واخفیٰ اور عناصر پر ہوا، یہاں تک کہ باطن سے انوار اٹھ کر پھر باطن پر گرنے لگے تا آں کہ مقامِ خُلّت نے جلوہ دکھایا۔

محبت عاشقی ہے اور محبوبیت معشوقی اور خُلّت دوستی ویاری، عاشقی میں آہِ ونعرہ و بیتابی اور سر پھوڑنا ہے، اور معشوقی میں ناز ودلال وفخر ومباہات، اور خلت میں صحبت و سرگوشی اور راز ونیاز از جانبین۔

یہ ہے اجمالِ صباحتِ خُلّت اور اگر کوئی تفصیل چاہتا ہے تو حضرات مجددیہ کی

Marfat.com

صحبت چند سال اختیار کرے اور پھر بہ طریق وجدان خود ملاحظہ کر لے (اور دیکھ لے کہ ولایتِ محمدی کا حسن ملاحت ولایتِ ابراہیمی کے جمالِ صباحت سے کس طرح ملا ہے اور اس آمیزش سے محبوبیت محمدیہ کا مقام کس درجہ علیا کو پہنچا ہے)۔

راہِ ولایت خلت کا بیان ایک ہزار سال سے کسی نے نہیں کیا تھا، یہ مقام سردارِ دو عالم ﷺ کے جوہر شریف میں مکنون ومخزون تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد قدس سرہٗ کی ذات کو اس مقام کے ظہور کا منشا بنایا اور آپ کے طفیل ہزار ہا طالبانِ حق اس راہ سے مستفید ہوئے۔

عجب تر یہ ہے کہ سالہا سال حضرت مجدد نے اس طریقہ اور راہ سے طالبانِ حق کی رہبری کی اور پھر حضرت سکندر فرزند پسر حضرت کمال کیتھلی سرہند آئے اور سر حلقۂ طریقۂ محبوبیتِ حضرت غوث صمدانی سیدنا عبدالقادر جیلانی کا مبارک خرقہ آپ کو پہنایا اس طرح آپ از راہِ مقامِ خُلّت مقامِ محبوبیت کو پہنچے۔ پروردگار اپنے خاص بندوں سے ایسے عجیب معاملات کرتا ہے عجب تر معاملہ یہ ہے جو اس نے اپنے محبوب کے ساتھ کیا ہے کہ ابتدائے کار مقام ابراہیمی سے ہوئی جب کہ آپ نے حجر اسود کو اس کے مقام پر رکھا۔ پھر آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور آپ نے یہود ونصاریٰ سے جہاد کیا اور آپ کو مقام موسوی اور مقام عیسوی عنایت ہوا۔ ان دونوں مقاموں کا آغاز از وقتِ اسرا بہ سوئے بیت المقدس ہو چکا تھا اور غزوۂ تبوک پر اس میں تضاعف اور تزاید ہوا۔ اور حجۃ الوداع میں پھر کمالِ ابراہیمی سے مشرف ہوئے اور اس طرح ''اَلنِّهَايَةُ هِيَ الرُّجُوْعُ اِلَى الْبِدَايَةِ'' متحقق ہوا۔ یعنی ابتدائے سیر سالک جہاں سے ہوتی ہے جب لوٹ کر پھر اس مقام پر آجاتا ہے تو سیر کی انتہا ہو جاتی ہے''۔ [1]

افسوس صد افسوس جناب شیخ نے نہ تو نقل میں صحت کا خیال رکھا اور نہ مفہوم کو سمجھنے

---

[1] اس بیان کو رسالہ دفع اعتراضات میں ملاحظہ کریں

Marfat.com

کی کوشش کی ہے۔ علم ظاہر اور شے ہے اور علم باطن کچھ اور ہے۔ حضرت مجدد پر جو کشف ہوتا تھا، اس کو وہ بیان فرماتے تھے اور آپ کے کشف کی صحت کے قائل آپ کے پیرومرشد تھے۔ جناب شیخ کو مناسب نہ تھا کہ وہ اسرار و معارف میں حضرت مجدد پر نکیر کرتے۔

حضرت شاہ غلام علی اپنے دور کے قیوم تھے۔ حضرت قاضی ثناء اللہ کو اُن کے پیرومرشد عَلَمُ الْھُدیٰ فرماتے تھے اور کہا کرتے تھے اگر مجھ سے رب العزت کہے گا کہ میرے واسطے کیا تحفہ لایا ہے تو میں عرض کروں گا ثناء اللہ اور حضرت قاضی صاحب کو ان کے استادزادے حضرت شاہ عبدالعزیز بیہقی وقت کہتے تھے اور حضرت شاہ عبدالعزیز کے علم و کمال کا ایک جہان قائل ہے، یہ تینوں حضرات سرچشمہائے علم و عرفان الٰہی تھے۔ جب یہ کسی کی عظمت و ولایت کے معترف ہوں تو یقین کامل ہے کہ وہ شخص ولی پروردگار ہے۔ صحیحین کی حدیث ہے کہ ایک جنازہ گزرا صحابہ نے اس کی خوبی کا بیان کیا آپ نے فرمایا ''وَجَبَتْ'' واجب ہوئی۔ پھر ایک جنازہ گزرا اور اس کی برائی کا بیان ہوا آپ نے فرمایا۔ واجب ہوئی۔ حضرت عمر نے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ کیا واجب ہوئی آپ نے فرمایا تم نے جس کی خوبی بیان کی اس کے واسطے جنت اور جس کی برائی بیان کی اس کے واسطے دوزخ واجب ہوئی۔ اَنْتُمْ شُھَدَاءُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ [1] تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔ یہ تینوں حضرات شہداء اللہ ہیں اور ان کی گواہی یقیناً مقبول ہے۔

جناب شیخ نے کہیں سے خلوت کی بات سنی کہیں سے رسالہ معراجیہ کی داستان اور کہیں سے اسپ دوانی کا قصہ اور پھر آپ کی محرف عبارت پڑھ کر ''اَشَدّ و اَعْظَم'' کا حکم صادر کر کے لکھا ہے۔

---

[1] مشکوٰۃ باب المشی بالجنازۃ

Marfat.com

" وگفتہ اندکہ ہمہ کمالات محمدیہ بے تفاوت درذاتِ من حاصل است لیکن بہ تبع و طفیل است مردے ثقہ صادق ازایشاں شنید، آن شخص گفت ازینجا مزیتِ شما برانبیالازم می آید جواب دادند آں جابہ اِصالت است وایں جابہ طفیل "۔[1]

ترجمہ: اورآپ نے کہا ہے کہ تمام کمالاتِ محمدیہ بلا تفاوت میری ذات کو حاصل ہیں لیکن ایک طفیلی اور تابع کی حیثیت سے۔ ایک ثقہ اور معتبر شخص نے یہ بات آپ سے سنی ہے اوراس نے آپ سے کہا ہے کہ اس صورت میں آپ کی فضیلت انبیاء پر لازم آتی ہے۔ آپ نے جواب دیا، وہاں یہ کمالات بہ طور اِصالت ہیں اور یہاں بہ طور تبعیت۔

جناب شیخ کی عجیب حالت ہے جو شخص بھی ان سے حضرت مجدد کے متعلق کوئی بات کہتا ہے۔ وہ اس بات کو قبول کرتے ہیں اوراس شخص کو صادق اور ثقہ قرار دیتے ہیں اور حضرت مجدد پر الزام عائد کردیتے ہیں۔ جناب شیخ کی اس عبارت کو حضرت شاہ غلام علی نے نقل کرکے لکھا ہے۔

''یہ بات خلاف واقع ہے حضرت مجدد نے یہ بات کبھی نہیں کہی ہے اور نہ ایسا دعویٰ کیا ہے البتہ آپ یہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو جو کچھ بھی ملا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے طفیل اور آپ کی متابعت کی وجہ سے ملا ہے''۔[2]

جناب شیخ نے مسموعاتِ کاذبہ اور الزاماتِ باطلہ لکھ کر اصل مقصد کا اظہار ان الفاظ سے کیا ہے۔ "ایں ہمہ را می گزرانیدیم تانوبت بہ ایں مکتوب رسید کہ باعث ایں ہمہ نفرت ووحشت گشت "[3]

ترجمہ: میں ان سب باتوں سے درگزر کررہا تھا یہاں تک کہ اس مکتوب کی باری آئی جو

---

[1] حیاتِ عبدالحق ص: ۳۱۴ [2] شاہ غلام علی کا قلمی رسالہ ص: ۲۵

[3] حیات عبدالحق ص: ۳۱۵

Marfat.com

اس تمام نفرت اور وحشت کا ذریعہ بنی''۔

جناب شیخ نے اس جگہ کھلے اور صاف الفاظ میں اپنی نفرت اور وحشت کا اعتراف کیا ہے، اس صورت میں آپ کی اس تحریر کے متعلق کیا کہا جائے گا جو اسی مکتوب میں آپ نے لکھی ہے۔

''ایں مقدار کہ مرا بہ شما نسبتِ محبت واتحاد است کم کسے را خواہد بود''[1]

ترجمہ: جس قدر محبت اور اتحاد مجھ کو آپ سے ہے کم کسی کو ہوگا۔

اس تحریر کے بعد جناب شیخ نے حضرت مجدد کے اس مکتوب کو جو نفرت و وحشت کا سبب بنا ہے کاملاً نقل کیا ہے اور پھر اس پر تنقید کی ہے۔ یہاں پر خاص طور پر ذکر کرنے کی یہ بات ہے کہ اس مکتوب کی نقل میں کسی تصرف کا اثر نہیں ہے۔ جزوی اختلاف اور غلطیاں ہیں اور وہ نقل در نقل کا ثمرہ ہیں، چوں کہ اس مکتوب کی وجہ سے جناب شیخ نے حضرت مجدد پر سخت اعتراضات کئے ہیں اس لئے میں پہلے اس مکتوب کو نقل کرتا ہوں اور یہ نقل مکتوبات شریف سے کرتا ہوں تا کہ حضرت مجدد کی تحریر صحیح طور پر سب کے سامنے آئے اور پھر اس کا ترجمہ لکھ کر جناب شیخ کے اہم اعتراضات کا بیان کروں گا، حضرت مجدد نے لکھا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی من ہم مُرِیْدِ اَللہ اَم جَلّ وَعَلَا وَہم مُرَادِ اَللہ عَزَّ شانہٗ، سلسلۂ ارادتِ من بے توسط بہ اَللہ متصل است تعالیٰ، وَیَدِ من نائب منابِ یَدِ اَللہ است سبحانہ ارادتِ من بہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ وَسائطِ کثیرہ است ۔ در طریقہ نقشبندیہ بیست ویک واسطہ درمیان است و در طریقۂ قادریہ بیست وپنج در

---

[1] حیاتِ عبدالحق ص: ۳۴۳

Marfat.com

طریقۂ چشتیہ بیست و ہفت ، وارادتِ من بہ اللہ تعالی قبول وساطت نہ می نماید چنانچہ گزشت ، پس من ہم مرید محمد رسول اللہ ام صلی اللہ علیہ وسلم وہم ہم پرّہ پس رواو[1] برخوانِ ایں دولت ہرچند طفیلی ام امّا ناخواندہ نیامدہ ام، وہرچند تابع ام امّا از اِصالت بے بہرہ نیم، وہرچند اُمتم اما شریکِ دولتم،نہ شرکتے کہ ازاں دعوے ہمسری خیزد کہ آں کفراست بلکہ شرکت خادم است بامخدوم تا نہ طلبیدہ اند بر سفرۂ ایں دولت حاضر نہ شدہ ام و تا نہ

---

[1] وَہم ہَم پرّہ پس رَدِاُو، چونکہ لفظ پرہ کا استعمال کم ہے اسی واسطے ناقلوں کا تختۂ مشق بنا ہے۔ حیاتِ عبدالحق میں جناب شیخ کے طویل مکتوب میں دو طرح لکھا ہوا ہے۔ صفحہ ۳۱۵ میں ''وہم ہمرہ پس رَدِاُو'' اور صفحہ ۳۱۹ میں ''ہمسرہ اویم'' اور مکتوبات شریف مطبوعہ احمدی دہلی کے ۱۲۸۸ھ کے نسخہ میں اور نولکشور کے ۱۲۹۴ھ کے مطبوعہ میں ''وہم ہمپیرۂ پس نزدِاو'' اور مطبوعہ مولوی نور احمد پسروری امرتسری در ۱۳۳۴ھ میں ''وہم ہمپیرۂ پس رَدِاو'' ہے۔ مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے کتاب ہدیہ مجددیہ کے صفحہ: ۱۹۵ میں لکھا ہے ''مکتوبات شریف میں ہمپیرہ کا لفظ نہیں ہے اور نہ از روئے لغت اس کے کوئی معنی ہیں۔ اگر کسی کو اس لفظ کا ادّعا ہے تو وہ لغت سے ثابت کرے۔ یہ لفظ ہم پرہ ہے۔ حرفِ را مشدد ہے اور اس پر فتحہ ہے۔ اس کے معنی صفِ لشکر اور پرِ کاہ کے ہیں۔ ان دونوں معانی سے عاجزی اور انکساری کا اظہار ہو رہا ہے''۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۶۹ میں لکھا ہے۔ ''اصحابِ ارادت جو پس رو ہوا کرتے ہیں صفِ لشکر سے مشابہت رکھتے ہیں''۔

وکیل احمد کا بیان پڑھ کر میں نے حضرات اجدادِ کرام کے قلمی نسخوں کو نکالا۔ ۱۲۰۴ھ کا تحریر شدہ نسخہ حضرت شاہ احمد سعید کے تصرف میں رہا ہے اور آپ نے غالباً اسی نسخہ میں حضرت شاہ غلام علی سے مکتوبات شریفہ از اول تا آخر پڑھے ہیں دوسرا نسخہ دفتر دوم وسوم پر مشتمل ہے۔ کاغذ اور تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ بارہویں صدی میں لکھا گیا ہوگا۔ تیسرا نسخہ ۱۲۸۰ھ میں محمد بخش نادان نے لکھا ہے۔ یہ بھی دفتر سوم ودوم پر مشتمل ہے۔ ان تینوں قلمی نسخوں میں وضاحت کے ساتھ ہم پرہ لکھا ہے۔ مولانا وکیل احمد کی تحقیق درست ہے۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ

Marfat.com

خواستہ اند دست بہ ایں دولت دراز نہ کردہ ام ، ہرچند اُویسی اَم اما مربی حاضر وناظر دارم ، ہرچند در طریقۂ نقشبندیہ پیرِ من عبدالباقی است ، اما متکفلِ تربیتِ من اَللہ الباقی است ، من بہ فضل تربیت یافتہ اَم و بہ راہِ اِجتبا رفتہ ، سلسلۂ من سلسلۂ رحمانی است کہ من عبدالرحمن اَم چہ رَبِّ من رحمن است و مربی من ارحم الراحمین و طریقۂ من طریقۂ سبحانی است کہ از راہ تنزیہ رفتہ اَم واز اسم وصفت جز ذاتِ اقدس تعالیٰ نہ خواستہ، ایں سبحانی نہ آں سبحانی است کہ بسطامی بہ آں قائل گشتہ است کہ آں را بہ ایں مساسے نیست کہ آں دَائرۂ انفس نہ برآمدہ است و این ماورائے انفس وآفاق ست وآں تشبیہ است کہ لباسِ تنزیہ پوشیدہ است و ایں تنزِیہ اُست کہ گردے از تشبیہ بہ وے نہ رسیدہ وآں از سرچشمۂ سکر جوش زدہ است و ایں از عینِ صحو برآمدہ است، ارحم الراحمین درحق من اسبابِ تربیت راغیراز معدّات نہ داشتہ است وعلتِ فاعلی درتربیتِ من غیراز فضلِ خود را نہ ساختہ از کمالِ کرم اہتمام وغیرتے کہ درحق من دارد تعالیٰ وتقدّس تجویز نمی فرماید کہ فعل دیگرے را دَر تربیتِ من مدخلتے باشد یا من بہ دیگرے دریں معنی متوجہ گردم ، مربّائے الٰہی اَم جلّ شانہٗ ومجتبائے فضل وکرمِ نامتناہی اوتعالیٰ

با کریماں کارہا دشوار نیست

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَالْمِنَّۃُ وَالصَّلَاۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالتَّحِیَّۃُ اَوَّلًا وَآخِرًا[1]

---

[1] دفتر سوم کا مکتوب: ۸۷

Marfat.com

ترجمہ: تعریف اللہ کے واسطے اور سلام اس کے برگزیدہ بندوں پر۔ میں اللہ تعالیٰ کا مرید بھی ہوں اور مراد بھی ہوں، میری اِرادت کا سلسلہ بغیر کسی تَوَسط وحَیْلُولَت کے اللہ سے متصل ہے اور میرا ہاتھ اللہ کے ہاتھ کا نائب مناب ہے۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ سے میری اِرادَت میں بہت واسطے ہیں، طریقہء نقشبندیہ میں اکیس واسطے اور طریقہ قادریہ میں پچیس اور طریقہ چشتیہ میں ستائیس، لیکن اللہ کی ارادت میں جیسا کہ لکھ چکا ہوں وساطت کا سوال نہیں، بنابریں میں محمد رسول اللہ ﷺ کا مرید بھی ہوں اور آپ کا ''ہَم پَرَّہ پَس رَوْ'' بھی (پیچھے چلنے والا خادم بھی) اگرچہ اس خوانِ نعمت پر طفیلی ہوں، تاہم بن بلائے نہیں آیا ہوں۔ اگرچہ تابع ہوں لیکن اِصالت سے محروم نہیں ہوں اور اگرچہ امتی ہوں لیکن نعمت میں شریک ہوں۔ نہ وہ شرکت جس میں ہَمسرِی کا دعویٰ ہو کیونکہ وہ کفر ہے بلکہ وہ شرکت جو ایک خادم کو اپنے مخدوم سے ہوا کرتی ہے، جب تک بلایا نہ گیا خوانِ نعمت پر حاضر نہ ہوا اور جب تک اجازت نہ ملی نعمت کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا، اگرچہ اویسی ہوں (روحانیوں کا پروردہ وتربیت یافتہ)[1] لیکن حاضر و ناظر مربی رکھتا ہوں۔ اگرچہ طریقۂ نقشبندیہ میں میرے پیر عبدالباقی ہیں لیکن میری تربیت کا متکفِّل اللہ الباقی ہے۔ اس کے فضل نے میری تربیت کی ہے اور راہِ اجتباء پر چلا ہوں (پسندیدہ راہ پر) میرا سلسلہ رحمانی ہے اور میں عبدالرحمن ہوں، میرا رب رحمان ہے[2] اور مربی ارحم الراحمین، میرا طریقہ طریقۂ سبحانی ہے جس تک رَاہِ تنزیہہ سے پہنچا ہوں، نام اور صفت سے مسمّٰی کے علاوہ جو کہ ذاتِ بحت ہے کسی کا طالب نہیں، یہ سبحانی وہ سبحانی نہیں ہے جس کے قائل بایزید بسطامی ہوئے تھے۔ ان کے قول کو میرے قول سے کوئی ارتباط نہیں کیوں کہ ان کے قول کا صدور دائرہ انفس سے ہوا ہے

---

[1] اویسی کا یہ بیان آپ نے دفتر سوم کے مکتوب ۱۲۱ میں کیا ہے۔ [2] حضرات مشائخ نے کہا ہے کہ ہر شخص کا مربی اللہ تعالیٰ کا کوئی اسم مکرم ہوتا ہے۔ آپ کا مربی اسم رحمن تھا اور آپ عبدالرحمن ہوئے

Marfat.com

(ابھی بسطامی مقام توحید واحوالِ سکر میں تھے) اور میرے قول کا صدور دائرۂ انفس وآفاق سے وراء ہوا ہے۔ وہ تشبیہ ہے جو کہ لباس تنزیہہ میں ہے اور یہ سراسر تنزیہہ ہے کہ تشبیہہ کا کوئی اثر اس پر نہیں، وہ چشمۂ سکر ومدہوشی سے اُبلا ہے اور یہ ہوش وآگاہی کی سوت سے نکلا ہے۔[1] میرے لئے اسبابِ تربیت کو ارحم الراحمین نے بہانہ بنایا ہے اور بجز اس کے فضل کے کوئی شے میری تربیت کی علتِ فاعلی نہیں، کمالِ کرم سے جو عنایت اس کی مجھ پر ہے وہ نہیں چاہتی کہ اس کے سوا کسی اور کے فعل کو میری تربیت میں دخل ہو یا میں کسی کی طرف اس کام کے لئے متوجہ ہوں میں اپنے مولیٰ کا پروردہ اور اس کے فضل وکرمِ نامتناہی کا برگزیدہ ہوں۔ ''باکریماں کارہا دشوار نیست''۔ تعریف اللہ کے واسطے جو جلال واکرام اور احسان والا ہے اور اس کے رسول پر درود ونیاز، شروع میں بھی اور آخر میں بھی''۔

حضرت مجدد کے اس مبارک مکتوب کو جب میں پڑھتا ہوں ضمیر کہتا ہے کہ جس وقت حضرت نے اس کو لکھا ہے آپ کی ہَیئتِ وَحدَانی رِیاضِ اُنس وحضوری میں سائر ودائر تھی۔ جو انعامات ہو رہے تھے اور جن اِکرامات کو یاد دلایا جا رہا تھا، زبانِ قلم ان کا بیان کر رہی تھی، آپ کی کیفیت بہ زبان حال کہہ رہی تھی۔ لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَایَسَعُ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ[2]

ترجمہ: میری ایک گھڑی اللہ کے ساتھ ایسی بھی ہوتی ہے کہ اس میں کسی دوسرے کی

---

[1] شیخ اکبر اور وحدتِ وجود کے بیان میں دفتر دوم کے مکتوب: ۴۲ کو انفس وآفاق کے سلسلہ میں دیکھیں

[2] ملا علی قاری نے موضوعاتِ کبیر میں اس کو ذکر کر کے لکھا ہے کہ صوفیہ اس کو بکثرت نقل کرتے ہیں اور ملک مقرب سے جبرئیل مراد ہیں اور نبی مرسل سے مراد خود آنحضرت ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے اور اس میں اشارہ اس مقام استغراق کی طرف ہے جو حضور کے وقت ہوتا ہے اور جس کو فنا کہتے ہیں یعنی اسوقت سالک روحاً وخیالاً اپنے مولیٰ ہی میں مستغرق ہوتا ہے۔

Marfat.com

گنجائش نہیں ہوتی۔ نہ کسی مقرب فرشتہ کی اور نہ کسی مرسل نبی کی۔

کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ رَحِمَہُ اللّٰہُ

جا اَے خیالِ غیر کہ فرصت نہیں ہمیں ہیں جلوہِ نگار کی مہمانیوں میں ہم

حضرت مجدد نے لکھا ہے کہ میری ارادت کا سلسلہ بغیر کسی توسط کے اللہ سے متصل ہے۔

یہ عبارت جناب شیخ کے واسطے نہایت برہمی کا سبب بنی ہے اور میرا خیال یہ ہے کہ اس عبارت کی وجہ سے حضرت مجدد کے مُعانِدوں نے جو کچھ جناب شیخ سے کہا تھا اور جو محرّف عبارتیں پیش کی تھیں، ان سب کو جناب شیخ نے صحیح تسلیم کرلیا۔ اور حضرت مجدد کے متعلق یہ خیال کرلیا کہ آپ کو، پناہ بہ خدا، رسول اللہ ﷺ سے ہمسری کا دعویٰ ہے۔ اور ''ہَم پَرَّہ'' کے لفظ کو ہمسر سمجھنے کی وجہ سے مزید اس خیال میں تقویت ہوگئی۔

اندریں احوال اگر جناب شیخ دوسرے ''نیم مُلا'' کی طرح آپ کو کافر اور واجب القتل قرار دیتے تو کوئی بڑی بات نہ تھی۔ لیکن آپ کا اِتقا، آپ کا اولیائے پروردگار سے اِرتِباط، اور آپ کا علم آپ کے کام آیا اور اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہوا آپ نے تکفیر نہیں کی بلکہ زجر و توبیخ کے حدود میں معاملہ کو دائر رکھا اور اس عبارت اور اس کے بعد کی چند عبارتوں پر صفحات لکھ ڈالے۔

وہ افراد جو علومِ دین سے ناواقف ہیں۔ یا وہ افراد کہ جن کے علم کا تعلق ظاہری علوم سے ہے اور وہ حضرات مشائخ کرام کے اقوال اور ان کے علوم سے ناواقف ہیں، یقیناً جنابِ شیخ کی حمایت کریں گے اور حضرت مجدد کے متعلق بری رائے کا اظہار کریں گے۔

میرا خیال یہ ہے کہ جس شخص کو بھی شریعت اور طریقت کے علوم اور اصطلاحات سے واقفیت ہے وہ جناب شیخ کے رَویہ کو بعید از انصاف قرار دے گا، کیوں کہ انصاف کا

Marfat.com

تقاضا یہ ہے کہ اگر کوئی بات بری ہے تو وہ سب کے لئے بری ہے۔ یہ نہیں کہ بعض کے لئے بری اور بعض کے لئے اچھی۔ جناب شیخ نے اپنے اس مکتوب میں جو رویہ اختیار کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حضرت مجدد کے ساتھ امتیاز برت رہے ہیں، حضرت مجدد نے اس مبارک مکتوب میں اَحوالِ مُرَادِیَّت کا بیان کیا ہے جس کو مقامِ جذبہ کہتے ہیں یعنی پروردگار اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے جَذْب کرتا ہے اور اس وقت اس پر نوازشیں کرتا ہے اور ان نوازشوں کے وقت کوئی واسطہ حائل نہیں ہوتا۔ اس سلسلہ میں حضرت مجدد نے لکھا ہے۔

"تحقیق ایں مقام آن است کہ توسط آں سرورِ کائنات عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلامُ بہ دو معنی تواند بود، یکے آں کہ اُو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حائل و حاجب بُوَد درمیانِ سالک ودرمیانِ مطلوب و معنی دوم آن است کہ سالک بہ طفیلِ او و بہ توسطِ تبعیت و متابعتِ اُو علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام بہ مطلوب واصل گردد ودر طریق سلوک وپیش از رسیدن بہ حقیقتِ محمدی توسط بہ ہردو معنی کائن است بلکہ می انگارم کہ دریں طریق از شیوخ ہر کہ درمیان آمدہ است متوسط و حاجب شہودِ سالک است۔ وائے اگر اَوَاخرِ حالِ جذبہ تدارک آں نہ نماید و معاملہ از پردہ بہ بے پردگی نہ کشد زیرا کہ درطریق جذبہ و بعداز رسیدن بہ حقیقۃ الحقائق توسط بہ معنی ثانی است کہ طفیل وتبعیت است نہ حیلولت وحجاب کہ پردۂ شہود ومشاہدہ ومانند آنہا بود"[1]

---

[1] مکتوب:۱۲۱ دفتر سوم

Marfat.com

''اس مقام کی تحقیق اس طرح پر ہے کہ سردارِ دوعالم ﷺ کی وساطت کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ آنحضرت ﷺ طالب اور مطلوب کے درمیان حائل اور حاجب ہیں اور دوسری یہ کہ آپ کے طفیل اور آپ کی تبعیت اور متابعت کے طفیل طالب اپنے مطلوب سے واصل ہوگیا ہے۔ سلوک کے راستہ میں جب تک سالک حقیقت محمدی تک نہیں پہنچا ہے، توسط بہ ہر دو صورت موجود ہے بلکہ میرا خیال ہے کہ وہ تمام مشائخ جو کہ سلسلہ میں آئے ہیں سالک کے شہود میں حاجب [1] ہیں

افسوس ہے اگر جذبہ کا اواخرِ حال اس کا تدارک نہ کرے اور پردہ سے بے پردگی تک معاملہ نہ پہنچے کیونکہ راہِ جذبہ میں حقیقت الحقائق (حقیقت محمدی) تک پہنچنے کے بعد توسط دوسری صورت اور درجہ کا ہوتا ہے جو بہ معنی طفیلیت اور تبعیت ہے نہ بہ معنی حیلولت وحجاب جو کہ شہود ومشاہدہ اور ان جیسے دوسرے مقامات کے لئے بہ منزلہ پردہ وحجاب کے ہے''۔

حضرت مجدد کے اس بیان کو جو میں نے نقل کیا ہے جناب شیخ نے پڑھ کر اپنا طویل خط لکھا ہے اور حضرت مجدد کے اس کلام کو جس کا تعلق اَواخر حالِ جذبہ سے ہے اور جس کو حضراتِ مشائخ وصل عریان کے نام سے یاد کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:

اُو شود عریان زِ تن من اَز خیال تا خرامم در نہایاتُ الوصال

جناب شیخ بہ صورتِ اطلاق ذکر کرتے ہیں اور حضرت مجدد کے اس واضح بیان کو کہ طفیلیت اور تبعیت کا توسط ہر حال میں ہے۔ نظر انداز کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"آں کہ می گوئید۔ در قرب و وُصول تا بہ مقامے رسیدہ ام کہ ہیچ کس واسطہ نیست وہیچ یکے رادخلے نیست نہ رسول و نہ غیرویرا۔ اگر واسطہ بودند در

---

[1] یہ حجاب دوربین کے شیشوں کی طرح ہیں کہ خود نظر نہیں آتے اور نظر پہنچانے کا ذریعہ بنے ہیں

Marfat.com

وقت سلوک بودند حالانکہ سلوک تمام شدہ وقرب درگاہ حاصل گشتہ و وُصول بہ حصول پیوستہ ،ہیچ کس واسطہ نیست وہمہ منقطع شدند"

ترجمہ: آپ جو یہ کہتے ہیں کہ قرب ووصول کے ایسے مقام پر پہنچ گیا ہوں کہ کوئی شخص واسطہ نہیں ہے اور کسی کا کوئی دخل نہیں ہے، نہ رسول کا نہ ان کے سوا کسی دوسرے کا۔ اگر وہ واسطہ تھے تو دورانِ سلوک میں تھے، اب جب کہ سلوک تمام ہوگیا ہے اور درگاہ کا قرب حاصل ہوگیا ہے، کوئی واسطہ نہیں رہا اور سب منقطع ہو چکے"۔ [1]

حضرت شاہ غلام علی دہلوی اپنے رسالہ کے صفحہ ۲۶ پر اس عبارت کو نقل کر کے لکھتے ہیں۔

"اَلْعَیَاذُبِاللّٰہِ ایں چہ خلاف نویسی است وایں چہ بے تحقیق گوئی است ۔ درہیچ مکتوبِ ایشاں ایں چنین عبارت نیست۔ یَاشَیْخُ عَفَی اللّٰہُ عَنْكَ

ترجمہ: پناہ بہ خدا۔ یہ کیسی اُلٹ تحریر اور کیسی بے تحقیق بات ہے حضرت مجدد کے کسی مکتوب میں ایسی عبارت نہیں ہے۔ اے شیخ، اللہ تم کو معاف کرے"۔

اس جگہ یہ بات ظاہر کرنی ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت شاہ غلام علی نے مسلسل پینتالیس سال مکتوباتِ قدسی آیات کا درس دیا ہے لہٰذا جب آپ لکھ دیں کہ حضرت مجدد نے یہ بات کہیں نہیں لکھی ہے تو وہ قطعاً درست ہے مع ہذا اگر کوئی تحقیق کرنی چاہے شوق سے مکتوبات ورسائل کی اوراق گردانی کرے۔

افسوس ہے کہ جناب شیخ اس حدیث سے صرفِ نظر کر رہے ہیں جس کو حضرات

---

[1] حیات عبدالحق ص:۳۱۶۔ لیکن میں نے حضرت شاہ غلام علی کے رسالہ سے جو قلمی ہے یہ عبارت صفحہ ۲۶ سے نقل کی ہے

Marfat.com

صوفیہ نقل کرر ہے ہیں اور جس کی تشریح ملا علی قاری نے کی ہے، اور جناب شیخ اتنا خیال نہیں فرماتے کہ جو بات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے کہی ہے آپ سے پہلے صدہا مشائخ فرما چکے ہیں، حضرت شاہ غلام علی نے اپنے رسالہ کے صفحہ: ۲۹ میں امام شعرانی اور شیخ اکبر کے اقوال نقل کئے ہیں اور مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے اپنی کتاب میں خوب تفصیل سے سیدنا عبدالقادر جیلانی اور دوسرے مشائخ کبار کی عبارتیں نقل کی ہیں ان کو ملاحظہ کیا جائے۔[1]

اگر اس بات کی وجہ سے حضرت مجدد پر اعتراض وارد ہوتا ہے تو یہ اعتراض صدہا مشائخ کبار پر بھی وارد ہوتا ہے۔ مولانا سید صدیق حسن خان نے کیا خوب لکھا ہے۔

وَقَدْ شَارَكَهُ فِيهَا غَيْرُهُ مِمَّنْ لَا يُحْصَى كَثْرَةً فَلَيْسَ اِذًا يَخُصُّهُ الْاِنْكَارُ[2]

ترجمہ: اس طرح کی باتوں میں بے حساب افراد آپ کے شریک ہیں، لہٰذا اس انکار کی تخصیص آپ سے نہیں ہے''۔ کیا سیدنا عبدالقادر جیلانی اور کیا دوسرے مشائخ کبار اس انکار میں داخل ہیں۔

میں حضرت شاہ غلام علی کے اس قول پر "ایں چہ خلاف نویسی وچہ بے تحقیق گوئی است یا شیخ عَفَى اللهُ عَنكَ''۔ جو کہ تمام لغزشوں کا جواب اور ہر قسم کی نفرت ووحشت کے لئے بہ منزلہ تریاق ہے اس رنجدہ اور مؤلم بیان کو ختم کرتا ہوں۔ اور تازہ دم ونوخاستہ محققین سے یہ گزارش ہے کہ وہ تحقیق کے معیار کو گرانے کی کوشش نہ کریں۔ کتابیات کی لمبی فہرست لکھ دینے سے غلط بیانی جامہ صحت نہیں پہن سکتی۔ جھوٹ کا اظہار ہو کر رہے گا اور وہ لمبی فہرست طوقِ رسوائی بنے گی ع

اگر در خانہ کس است یک حرف بس است

---

[1] ہدیہ مجددیہ کے صفحہ ۱۶۹ سے ۱۸۵ تک [2] ابجد العلوم ص: ۹۰۰

Marfat.com

اخلاص نامہ

شاہ نعیم اللہ بہرائچی نے اپنی کتاب بشارات مظہریہ میں اپنے پیرومرشد حضرت میرزا جان جاناں مظہر شہید قدس سرہ کا یہ بیان لکھا ہے۔

"می فرمودند کہ از اخلاص نامۂ شیخ عبدالحق دہلوی کہ بہ جانب حضرت خواجہ حسام الدین احمد کہ از اَجلِّ خلفائے عارف وکامل وخدا آگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ اند، ومکتوبے طولانی کہ بہ اولاد خود بدیں مضمون نوشتہ اند، آنچہ مسودات اقتراحات کہ بر کلماتِ قدسی آیات حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوشتہ ام درآبِ جمن بشویند۔ معلوم می شود آنچہ غبارے بہ نسبت حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ خاطرایشاں رسیدہ بود آخر بہ صفا انجامیدہ است وآن اخلاص نامہ ایں است"

سَلَّمَکُمُ اللّٰہُ وَاَبْقَاکُمْ عَلٰی رُؤُسِ الْمُحِبِّیْنَ الطَّالِبِیْنَ الْمُخْلِصِیْنَ

دریں دو سہ روزکہ از احوالِ شریف خبر نہ گرفت یا بہ جہتِ تقصیرے کہ در جبلتِ بشراست یا بہ قصدِآں کہ مطلقا از آلایشِ ضعف و فترت پاک شدہ باشند تا بہ خبرِ مسرت اثرِ صحتِ کلی و عافیتِ تام مشرف ومسرور گردد وامید کہ بہ اعلام آں مشرف گردانند، دیدۂ محبت درراہِ انتظارِ وصولِ اخبارِ مسرت آثارِ بندگی حضرت میاں شیخ احمد دوچار است، امیدوار است کہ دعائے محبان بہ اجابت رسیدہ اثرِ عظیم آرد، نسبتِ ایں فقیر درایں ایام وصفائے باطن بہ خدمت ایشان از حد متجاوز است وَاَصلاً پردۂ بشریت وغشاوۂ جبلت درمیان نہ ماندہ نہ می داند کہ از کجااست۔ باقطعِ نظراز رعایتِ طریقۂ انصاف وحکمِ عقل کہ بہ ایں چنین عزیزان و

Marfat.com

بزرگان بد نہ باید بود ودر باطن بہ طریق ذوق و وِجدان و غلبہ ۔ چیزے اُفتادہ است کہ زبان از تقریر آں لال است۔ سُبْحَانَ اللهِ مُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ وَ مُبَدِّلِ الْاَحْوَالِ ،شاید کہ ظاہر بینان درایں جا استبعاد کنند۔ من نہ می دانم کہ حال چیست و بہ چہ منوال است۔ زیادہ چہ گوید و چہ نویسد وَاللهُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَةِ الْحَالِ [1]

ترجمہ: فرماتے تھے کہ جو اخلاص نامہ شیخ عبدالحق دہلوی نے حضرت خواجہ حسام الدین احمد کو ارسال کیا ہے جو کہ عارف وکامل وخدا آگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے عالی قدر خلفا میں سے ہیں اور جو طویل مکتوب اپنی اولاد کو اس مضمون کا لکھا ہے کہ حضرت مجدد کے کلمات قدسی آیات پر جو اقتراحاتی مسودے میرے تحریر کردہ ہیں ان کو جمنا کے پانی میں دھوڈالو۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مجدد کی طرف سے جو غبار اُن کے دل میں تھا وہ صاف ہو گیا تھا اور وہ اخلاص نامہ یہ ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت اور چاہنے والے مخلص طالبوں کے سروں پر باقی رکھے۔ اس دو تین دن کے عرصہ میں آپ کے احوالِ شریفہ کی خبر معلوم نہ کرنے کی وجہ یا تو وہ

---

[1] بشاراتِ مظہریہ کا پورا نام بشاراتِ مظہریہ در فضائل مجددیہ" ہے۔ شاہ نعیم اللہ بہرائچی رمضان ۱۱۸۹ھ میں حضرت میرزا جانِ جاناں کی خدمت میں پہنچے۔ تقریباً تین سال آپ کی خدمت میں رہے اور خلافت حاصل کر کے وطن کو گئے اسی عرصہ میں انہوں نے یہ کتاب لکھی ہے اور اپنے پیر ومرشد کو دکھائی ہے اور آپ نے جزوی طور پر ملاحظہ بھی فرمائی ہے اس کتاب کا ایک نسخہ ۱۲۰۷ھ کا تحریر کردہ لندن کے کتب خانہ میں ہے۔ اس نسخہ کے حاشیہ پر حضرت شاہ غلام علی نے اپنے ہاتھ سے بعض جگہ تحریر فرمایا ہے۔ اس نسخہ کا عکس میں نے لندن سے منگوایا ہے۔ واضح رہے کہ مصنف نے حضرت میرزا جانِ جاناں کی شہادت کے بعد آخر میں کچھ اضافہ بھی کیا ہے۔ اس کتاب کے ورق ۳۴ کے دوسرے صفحہ پر یہ عبارت ہے۔

Marfat.com

کوتاہی ہوسکتی ہے جوانسان کی فطرت میں ہے یا پھر وہ ارادہ ہوسکتا ہے کہ کامل صحت حاصل ہو جانے اور پھر خبرِ مسرت سننے میں آئے امید ہے صحت کی خبر سے آگاہ کریں گے۔

بندگی حضرت میاں شیخ احمد کے اخبارِ مسرت آثار پر چشم شوق لگی ہوئی ہے۔ امید ہے چاہنے والوں کی دُعا قبول ہوکر بڑا اثر پیدا کرے گی۔ آج کل ان سے فقیر کا قلبی تعلق بے حد زیادہ ہے۔ بشریت کا کوئی پردہ یا اُفتادِ طبع کا کوئی اثر بالکل حائل نہیں رہا۔ میں خود نہیں جانتا کہ یہ کس بنا پر ہے۔

اس سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ طریقہء انصاف کی رعایت اور حکم عقل کا تقاضا ہے کہ ایسے عزیزوں اور بزرگوں کے ساتھ برا نہ ہونا چاہئے۔ میرے دل میں ذوق و وِجدان اور غلبہ کی بنا پر کچھ ایسی کیفیت پیدا ہوگئی ہے کہ اس کے بیان سے زبان قاصر ہے۔ پاک ہے اللہ دلوں کا پلٹنے اور احوال کا بدلنے والا۔ ظاہر بین شاید اس پر یقین نہ کریں۔ میں خود بھی نہیں جانتا کہ کیا حال ہے اور کیوں ہے۔ زیادہ کیا کہوں اور کیا لکھوں۔ حقیقت حال کا پورا علم اللہ کو ہے"۔

حضرت میرزا قدس سرہ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے جناب شیخ کے اس طویل مکتوب کو ملاحظہ کیا ہے جو جناب شیخ نے اپنی اولاد کے نام لکھا ہے۔ آپ کے واسطے اس کے ذرائع اچھی طرح مہیا ہو گئے تھے۔ آپ کے پیر و مرشد سید نور محمد بدایونی قدس سرہٗ حضرت شیخ سیف الدین کے خلیفہ تھے، مع ہذا انہوں نے حضرت حافظ محمد محسن سے بھی استفادہ کیا ہے جو کہ حضرت سیف الدین کے اور پھر آپ کے حضرت والد خواجہ محمد معصوم کے خلیفہ تھے اور بشارات مظہریہ میں لکھا ہے کہ آپ جناب شیخ عبدالحق کے نواسے تھے۔[1]

حضرت محمد محسن کے صاحبزادے حضرت محمد احسان آپ کے قدمائے اصحاب

---

[1] بشاراتِ مظہریہ ورق ۲۷ کا دوسرا صفحہ

Marfat.com

اور کمّلِ خلفا میں سے تھے اور ان کے بھائی شیخ غلام حسن بھی آپ کے مخصوص اصحاب اور زبدۂ احباب میں سے تھے۔[1]

شاہ فتح محمد چشتی فتح پوری کی عبارت ''آپ کی مخالفت'' کے بیان میں میں نقل کر چکا ہوں۔ انہوں نے صاف الفاظ میں بیان کیا ہے کہ شیخ دہلوی کے ہاتھ کا تحریر کردہ مکتوب میں نے دیکھا ہے۔

جناب شیخ نے حضرت مجدد کو جو طویل مکتوب ارسال کیا ہے اس کے آخر میں لکھا ہے۔

''این کلمات بہ قصدا ستفسار واستکشاف حال و دفعِ تالمِ عارضِ بال و تسکینِ حرقتِ صدر نوشتہ شد[2]

یعنی حقیقت حال معلوم کرنے اور دریافت کرنے اور دل کی تکلیف (جو پیش آگئی ہے) رفع کرنے اور سینہ کی جلن زائل کرنے کی خاطر یہ مکتوب لکھا گیا ہے''۔

اس عبارت سے ظاہر ہو رہا ہے کہ جناب شیخ کو توقع تھی کہ حضرت مجدد ان کو جواب ارسال کریں گے لیکن جواب کی جگہ ان کو یہ خبر ملی کہ حضرت مجدد کی علالت خطرناک دور میں داخل ہو چکی ہے اور عنقریب آپ سفر کرنے والے ہیں۔ لہٰذا آپ پر یقیناً اثر ہوا ہوگا اور آپ نے اس کا اظہار خواجہ حسام الدین احمد پر کیا ہوگا کیونکہ جناب خواجہ کی خواہش تھی کہ جناب شیخ کا دل حضرت مجدد سے صاف ہو۔

میرے نزدیک حضرت میرزا جان جاناں مظہر قدس سرہ کے بیان میں شبہہ کیلئے قطعاً گنجائش نہیں ہے۔ یقیناً جناب شیخ نے اپنی اولاد کے نام کوئی تحریر چھوڑی ہے اور اس کو شاہ فتح محمد فتح پوری چشتی نے اور حضرت میرزا نے ملاحظہ کیا ہے اور یقیناً جناب شیخ نے خواجہ حسام الدین احمد کو بھی یہ رقعہ ارسال کیا ہے، جس کو حضرت میرزا نے اخلاص نامہ کا نام دیا ہے۔

---

[1] مقامات، مظہری ص: ۸۲ و ۸۴ [2] حیات عبدالحق ص: ۳۴۳

Marfat.com

اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر جناب شیخ کا دل حضرت مجدد سے صاف ہو گیا تھا تو انہوں نے مدارجِ النبوہ میں "در مزاجِ وقت بعضے درویشانِ مغرور ایں روزگار" لکھ کر آپ کی طرف کیوں اشارہ کیا ہے؟

یہ سوال تو اس وقت صحیح طور پر وارد ہوتا کہ مدارجِ النبوہ کی تالیف حضرت مجدد کی وفات کے بعد ہوئی ہوتی، میں نے مدارج النبوہ کو مختلف مقامات سے دیکھا لیکن یہ بات ثابت نہ ہو سکی اور میرا یہ خیال ہے کہ یہ کتاب حضرت مجدد کی وفات سے اور جناب شیخ کے طویل مکتوب لکھنے سے پہلے تالیف ہوئی ہے اور اگر کسی صورت سے یہ بات متحقق ہو جائے کہ یہ کتاب حضرت مجدد کی وفات کے بعد لکھی گئی ہے تو یہی کہا جائے گا کہ جناب شیخ کا معاملہ عجائبات پر مشتمل ہے جو مکتوب انہوں نے حضرت مجدد کو لکھا ہے اس کے اوائل میں لکھا ہے "تا نوبت ایں مکتوب برسید کہ باعثِ نفرت و وحشت گردید"[1] اگر ایک ہی مکتوب نفرت و محبت اور وحشت و اتحاد کو جمع کر سکتا ہے تو پھر تالیفات مختلفہ جن کی تالیف و تحریر میں سالہا سال کا فرق ہے "بہ ایں چنین عزیزان و بزرگان بدنہ باید بود" اور "در مزاج وقت بعضے درویشان مغرور ایں روزگار" کو جمع کر لیں تو کیا استبعاد ہے۔

نہ ہمی مے رَمد آں نو گلِ خندَان از من
می کشد خار دریں بادِیہ دَامان از من
نیست پرہیزِ من از زُہد کہ خاکم بر سر
ترسم آلودَہ شود دامنِ عصیان از من

تعجب ہے کہ عبدی خویشگی و امثالہٗ کی غلط بیانیوں کو وقعت دی جائے اور حضرت میرزا قدس سرہٗ کے بیان کو نظر انداز کیا جائے جن کی بزرگی اور جلالت قدر کے حضرت شاہ ولی اللہ معترف ہوں۔ اِنَّهَا لَمِنَ الْمُضْحِكَاتِ الْمُبْكِيَاتِ

---

[1] حیاتِ عبدالحق ص: ۳۱۵

Marfat.com

بقیہ طلیعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

کا مرقع

علامہ ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی قدس سرہ العزیز

ماخوذ

سرمایۂ ملت کا نگہبان

جنوری ۲۰۱۱ء

Marfat.com

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات کے ان معدودے چند افراد میں سے ہیں کہ جنہیں حضور اکرم ﷺ کے ظاہری و باطنی کمالات و فیوضات سے حظِ وافر نصیب ہوا۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يشآء

ایں سعادت ، بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشدء خدائے بخشندہ

حضرت امام ربانی پر ہونے والی عنایات رسالت اور کمالات نبوت ﷺ میں سے ایک عنایت و کمال بقیہ طینت محمدی ﷺ ہے۔ چنانچہ آپ اپنے عجیب و نایاب علوم و معارف کے ظہور کی وجہ اپنے خمیر کو قرار دیتے ہوئے ارقام پذیر ہیں:

بنیادش نسبتِ نقشبندیہ است۔۔۔ اگر ایں بنیاد نمی بود معاملہ تا اینجا نمی افزود تخم از بخارا و سمر قند آوردہ در زمینِ ہند کہ مایہ اش از خاک یثرب و بطحا است کِشتند و بآبِ فضل سالہا آں را سیراب داشتند و بتربیتِ احسان مربّے ساختند چوں آن کشت و کار بکمال رسید این علوم و معارف ثمرات بخشید [1]

اس کی بنیاد نسبتِ نقشبندیہ ہے اگر یہ بنیاد نہ ہوتی تو معاملہ یہاں تک نہ پہنچتا، بخارا

---

[1] دفتر اول، مکتوب: ۲۶۰

Marfat.com

وسمرقند سے اس تخم کو لاکر زمین ہند (سرہند شریف) میں بویا گیا کہ ''جس کی اصل مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ کی خاک سے ہے'' اور آبِ فضل سے اسے برسوں سیراب کیا گیا اور تربیتِ احسان سے اس کی پرورش کی گئی جب وہ کھیتی کمال کو پہنچ گئی تو ان علوم ومعارف کا ثمرہ حاصل ہوا۔ بقول شاعر

نے نے ترا ز تربت یثرب سرشتہ اند
پنہاں ز شام و روم بہ سرہند ہشتہ اند

آپ نے ایک مقام پر اپنے بقیہ طینتِ محمدیہ (ﷺ) ہونے پر وارد ہونے والے شبہ کا جواب بطریق دفع دخل مقدر تحریر فرمایا ہے، ملاحظہ ہو

ازاں دولتِ خاصۂ او علیہ الصلوٰۃ و السلام بعد از تخلیق و تکمیل او علیہ و علیٰ الہ الصلوات و التسلیمات بقیہ ماندہ بود کہ در خوانِ دولتِ ضیافت کریماں زیادتی ہا لازم است کہ اُولش گویانِ نصیب خادماں بود آن بقیہ را بہ یکے از دولت مندانِ امتِ او علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والسلام اُولش گویاں عطا فرمودہ اند و آن را خمیر مایہ ساختہ تخمیر طینتِ او نمودہ و بہ تبعیت و وراثتِ او شریک دولتِ خاصۂ او گردانیدہ علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام

ع باکریمان کارہا دشوار نیست۔۔۔ایں بقیہ در رنگِ آں بقیہ طینتِ حضرتِ آدم ست علیٰ نبینا و علیہ الصلوۃ و السلام کہ نصیبِ خلقت درختِ خرما آمدہ است کمال قال علیہ و علیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام اَکْرِمُوْا عَمَّتَکُمُ النَّخْلَۃَ فَاِنَّھَا خُلِقَتْ مِنْ طِیْنَۃِ اٰدَمَ بلے

Marfat.com

وَلِلْاَرْضِ مِنْ كَأْسِ الْكِرَامِ نَصِيْبٌ [1]

حضور اکرم ﷺ کی تخلیق و تکمیل کے بعد جو آپ ﷺ کی دولتِ خاصہ سے کچھ باقی رہ گیا تھا جس طرح سخیوں کی دولتِ ضیافت کے دستر خوان پر کچھ نہ کچھ بچ جانا لازمی امر ہے وہ پس خوردہ خادموں کا حصہ ہوتا ہے وہ بقیہ آپ ﷺ کی امت کے دولت مندوں میں سے ایک خوش نصیب کو بطور اُلُش عطا فرمایا گیا ہے۔اس کا خمیر مادہ بنا کر اس خوش نصیب امتی کی طینت میں گوندھا گیا ہے اور اسے تبعیت و وراثت کے طور پر حضور اکرم ﷺ کی دولتِ خاصہ میں شریک کیا گیا ہے سخیوں کے لئے کوئی کام مشکل نہیں ہے۔

یہ بقیہ حضرت آدم علیہ السلام کے بقیہ طینت کی مانند ہے جو کھجور کے درخت کی خلقت کا نصیب ہو گیا ہے۔جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اَكْرِمُوْا عَمَّتَكُمُ النَّخْلَةَ فَاِنَّهَا خُلِقَتْ مِنْ طِيْنَةِ اٰدَمَ وَفِيْ رِوَايَةٍ مِنْ بَقِيَّةِ طِيْنَةِ اٰدَمَ [2]

(اپنی پھوپھی کھجور کی عزت کرو کیونکہ وہ حضرت آدم کی طینت سے پیدا کی گئی ہے)

ہاں سخیوں کے پیالے سے زمین کو حصہ ملا کرتا ہے۔

عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلے میں رقمطراز ہیں:

مسئلہ: ممکن ۔۔۔ است کہ بعضے اولیا از بقیہ طینت بعضے انبیاء پیدا شدہ باشند وہم از طینت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا شدہ باشند

سوال: این معنی معقول نمی شود چرا کہ ہر کس از نطفہ والدین خود پیدا می شود

مسئلہ: اکثر چیز ہستند کہ بعقل انسان ثابت نمی تواند شد از شرع ثابت می شود یا کشف و الہام چنانچہ نفس ولایت کہ عبارت از قرب بچون است

---

[1] دفتر سوم مکتوب:۱۰۰ [2] جمع الجوامع للسیوطی، رقم الحدیث:۱۰۱ تفسیر الکبیر جز ۱۳:۸۹

Marfat.com

خطیب از ابن مسعود روایت کردہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا وَ فِیْ سُرَّتِہٖ مِنْ تُرْبَتِہِ الَّتِیْ یُوْلَدُ مِنْھَا فَاِذَا رُدَّ اِلٰی اَرْزَلِ عُمُرِہٖ رُدَّ اِلٰی تُرْبَتِہِ الَّتِیْ خُلِقَ مِنْھَا حَتّٰی یُدْفَنَ فِیْھَا وَ اِنِّیْ وَاَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرُ خُلِقْنَا مِنْ تُرْبَۃٍ وَّاحِدَۃٍ وَ فِیْھَا نُدْفَنُ

جائز است کہ خاکے کہ حق تعالیٰ برائے پیغمبری مہیا کردہ باشد واز خلقت زمین آن را با انوار برکات و نزول رحمت پرورش کردہ باشد از جملہ آن چیزے بقیہ ماندہ باشد کہ خمیر مایہ شخصے از اولیاء شود۔ این امر عقلاً محال نیست و از شرع مستفاد و از کشف ثابت می شود و این را در اصطلاح اصالت گویند و صاحب اصالت در نظر کشفی چنان بنظر می درآید کہ گویا جسدِ او مرصع است از جواہر واجسادِ دیگراں از آب وگل۔

مسئلہ: اصالت ہرچند موجب فضل است اما افضلیت صاحبِ اصالت برکسانیکہ افضلیتِ شان باجماع ثابت است لازم نمی آید۔ نمی بینی کہ عبداللہ ابن جعفر بموجب نص حدیث صاحبِ اصالت است حالانکہ عثمان وعلی وحسن وحسین رضی اللہ عنہم از وے افضل اند باجماع۔

ممکن ہے کہ بعض اولیاء بعض انبیاء (علیہم السلام) کے باقی خمیر سے پیدا ہوئے ہوں اور رسول اکرم ﷺ کے بقیہ خمیر سے بھی پیدا ہوئے ہوں۔

سوال: یہ بات قرین عقل نہیں لگتی کیونکہ ہر شخص اپنے والدین کے نطفہ سے پیدا ہوتا ہے۔

جواب: اکثر چیزیں ایسی ہیں جو انسانی عقل سے ثابت نہیں ہوسکتیں مگر شرع سے ثابت

Marfat.com

ہوتی ہیں یا کشف والہام سے جیسے نفس ولایت، جو بیچون قرب سے عبارت ہے۔

خطیب نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یعنی ''ہر مولود کی ناف میں وہ مٹی ہوتی ہے جس سے وہ پیدا کیا جاتا ہے۔ جب وہ ارزل عمر (موت) کو پہنچتا ہے تو اسے اس مٹی کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے جس سے وہ پیدا ہوا تھا حتی کہ اسی میں دفن کیا جاتا ہے۔ بے شک میں، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ایک ہی مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں اور اسی میں دفن کیے جائیں گے''۔ [1]

یہ جائز ہے کہ حق تعالیٰ نے جو خاک کسی پیغمبر کے لئے مہیا کی ہو اور خلقتِ زمین کے وقت سے اسے انوارِ برکات اور نزول رحمت سے پرورش کیا ہو اور اس میں سے کچھ مٹی بچ رہی ہو وہ کسی ولی کے جسم کا خمیر بن جائے۔ یہ بات عقلاً محال نہیں ہے، شریعت مطہرہ سے مستفاد ہے اور کشف سے بھی ثابت ہوتی ہے، اس کو اصطلاح میں ''اِصالت'' کہتے ہیں اور صاحبِ اصالت کشف کی نظر میں یوں دکھائی دیتا ہے کہ گویا اس کا جسم جواہرات سے آراستہ ہے اور دوسروں کا جسم پانی اور مٹی سے بنا ہے۔

ہر چند اصالت موجب فضل ہے لیکن صاحبِ اِصالت کی افضلیت ان لوگوں پر جن کی افضلیت اجماع سے ثابت ہے لازم نہیں آتی۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نص حدیث کے بموجب صاحبِ اصالت ہیں حالانکہ حضرات عثمان، علی، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم بالاجماع ان سے افضل ہیں۔ [2]

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے معاندین اعتراض کرتے ہیں کہ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ بقیہ طینت محمدیہ (ﷺ) سے ہیں تو ''پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا'' کے مطابق آپ کو گنبد خضریٰ کے نیچے مدفون ہونا چاہئے تھا حالانکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مدفن مبارک سرہند شریف (انڈیا) میں ہے۔

---

۱ جامع الاحادیث، رقم الحدیث: ۲۰۷۷۶ ۲ ارشاد الطالبین

Marfat.com

جواباً عرض ہے کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما حضور اکرم ﷺ کی بقیہ طینت مطہرہ سے ہیں جیسا کہ ارشادات نبویہ ﷺ اِنَّ عَلِیًّا مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ خُلِقَ مِنْ طِیْنَتِیْ [1] اور اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ یَا عَبْدَ اللهِ هَنِیْئًا لَكَ مَرِیْئًا خُلِقْتَ مِنْ طِیْنَتِیْ وَ اَبُوْكَ یَطِیْرُ مَعَ الْمَلَائِكَةِ فِی السَّمَاءِ [2] سے عیاں ہے مگر ان کی قبور مقدسہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ نہیں بلکہ دوسرے مقامات شریفہ پر ہیں۔ جیسا کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مزار پرانوار بروایتِ اشہر نجف اشرف میں ہے۔

علاوہ ازیں خود حضور اکرم ﷺ، جدالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طینتِ مبارکہ سے ہیں، مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مرقد انور کہیں اور ہے اور حضور اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہیں جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے خُلِقْتُ مِنْ طِیْنَةِ اِبْرَاهِیْمَ [3]

البتہ حضور اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تینوں حضرات کی تخلیق ایک ہی طینت مقدسہ سے ہوئی اور آپ نے شیخین کریمین کو اپنے ہمراہ مدفون ہونے کی نوید جانفزا سنا کر ان دونوں حضرات کی تخصیص فرمادی جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ اِنِّیْ وَاَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ خُلِقْنَا مِنْ تُرْبَةٍ وَاحِدَةٍ وَفِیْهَا نُدْفَنُ [4] سے آشکارا ہے۔

غرضیکہ مقبولانِ بارگاہ احدیت پر اعتراض وانکار سے کلیۃً اجتناب کرنا چاہئے یہ محض اللہ تعالیٰ کا اجتباء واختصاص ہے۔ کسی بندہ مؤمن پر عطائے الٰہی اور انعام ربانی

---

[1] المعجم الاوسط جز سادس: ۱۶۲ [2] کنز العمال، رقم الحدیث: ۳۷۱۶۷۔ جامع الاحادیث، رقم الحدیث: ۲۶۰۸۵ [3] المعجم الاوسط جز ششم: ۱۶۲

[4] جامع الاحادیث للسیوطی، رقم الحدیث: ۲۰۷۷۶

Marfat.com

دیکھ کر رشک کرنا چاہئے نہ کہ حسد ــــــ قُبِلَ مَنْ قُبِلَ بِلَا عِلَّةٍ

با خدا دادگان ستیزہ مکن
کہ خدا دادہ را خدا دادہ است

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں:

وبالجملہ شیخ مجدد اِرہاصِ ایں دورہ اند ــــ تعظیمِ شیخ تعظیم حضرت مدوّرِ ادوار و مکوّنِ کائنات است و شکرِ نعمتِ شیخ شکرِ نعمتِ مفیضِ او است اَعْظَمَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہُ الْاُجُوْرَ

المختصر شیخ مجدد رضی اللہ عنہ دورۂ الف دوم کے لئے معدنِ خیر ہیں آپ کی تعظیم مدوّرِ ادوار اور مکوّنِ کائنات (اللہ تعالیٰ) کی تعظیم ہے اور آپ کے انعامات و برکات کا شکریہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شکر کرنا ہے۔[1]

---

[1] المجموعۃ السنیۃ: ۹۵

Marfat.com

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ

اور

منصبِ قیومیّت

علامہ ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی مدظلہ العزیز

ماخوذ

سرمایۂ ملت کا نگہبان

جنوری ۲۰۱۱ء

Marfat.com

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کو اپنی صفات کا مظہر اتم بنا کر خلافت عظمیٰ اور نیابتِ مطلقہ کا منصبِ جلیل عطا فرمایا آپ ﷺ کی بزم گیتی میں جلوہ گری سے قبل انبیائے کرام اور اُولوالعزم رسل عظام (علیہم الصلوات) آپ کی نیابت وخلافت کا مقدس فریضہ سرانجام دیتے رہے اور جمیع ممکنات ان حضرات سے فیضیاب ہوتی رہی پھر جب آپ ﷺ بذات خود کائنات ہست وبود میں جلوہ افروز ہوئے تو وَاللّٰہُ یُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِمٌ کے مصداق بہ نفس نفیس کائنات میں حسنات و برکات تقسیم فرماتے رہے۔

آپ کے وصال مبارک کے بعد تقسیم فیض کا منصب آپ کے نائبین کو تفویض ہوتا رہا آپ ﷺ کے ہزار برس بعد عادت الٰہیہ کے مطابق ایسا اولوالعزم فرد کامل چاہئے تھا جو حضور اکرم ﷺ کے ظاہری وباطنی کمالات کا مظہر اکمل ہو اور کائنات اس کی وساطت سے برکات وخیرات سے سیراب ہو، تاکہ آیہ کریمہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ اور ارشاد نبوی ﷺ مَثَلُ اُمَّتِیْ کَمَثَلِ الْمَطَرِ لَا یُدْرٰی اَوَّلُہٗ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُہٗ[1]

---

[1] سنن ترمذی، رقم الحدیث: ۲۸۶۹

Marfat.com

کا مفہوم آشکارا ہو جائے، سو اللہ تعالیٰ نے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو مبعوث فرما کر قیومیت کا مرتبۂ عظمیٰ عطا فرما دیا۔ اس لیے تا قیامت فیضانِ قیومیت کے قسیم آپ ہی ہیں..... وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَاءُ

ع خاص کند بندۂ مصلحتِ عام را

قیوم کا معنی

لفظ قیوم مبالغہ کا صیغہ ہے جو قیام مصدر سے مشتق ہے، یہ فَیْعُوْلٌ کے وزن پر قَیْوُوْمٌ تھا جو صرفی تعلیل سے قیوم بن گیا۔

بیہقی وقت حضرت قاضی ثناء اللہ مجددی رحمۃ اللہ علیہ قیوم کے متعلق ارقام پذیر ہیں:

قال المجاھد القیوم القائم علی کل شیئ قال الکلبی القائم علی کل نفسٍ بما کسبتْ و قیل ھو القائم بالامور قال ابوعبیدۃ الذی لایزول و قال البیضاوی الدائم القیام بتدبیر الخلق و حفظہٖ فیقول مَنْ قام بالامر اذا حفظہٗ و قال السیوطی الدائم البقاء قلت مرجع الاقوال انّہٗ دائم الوجود القائمُ بنفسہٖ و قیّم الاشیاء کلِھا لایتصوّر قیام شیئٍ و بقاءُہٗ اِلّا بہٖ فمقتضیٰ ھذا الاسم انّ ماسِواہٗ یحتاج الیہ فی بقاء ہٖ کما یحتاجُ الیہِ فی وجودہٖ کالظلِ بالنسبۃِ اِلَی الاصل [1] یعنی حضرت مجاہد نے کہا قیوم وہ ہے جو ہر شئی پر قائم ہو..... کلبی نے کہا قیوم وہ ہے جو ہر جاندار شئی کے اکتساب پر قائم ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قیوم وہ ہے جو تمام امور پر قائم ہو..... ابوعبیدہ نے کہا قیوم وہ ہے جو لازوال ہو.....

---

[1] تفسیر مظہری ۱:۳۵۷

Marfat.com

بیضاوی نے کہا قیوم وہ ہے جو ہمیشہ رہے اور خلقت کی تدبیر وحفاظت پر قائم ہو یہ بھی کہتے ہیں کہ امر پر قائم ہونے سے مراد اس کی حفاظت کرنا ہے..... امام سیوطی نے کہا قیوم وہ ہے جسے دائمی بقا ہو..... میں کہتا ہوں تمام اقوال کا ماحصل یہ ہے کہ قیوم وہ ہے جس کا وجود (ہونا) دائمی ہو وہ بذات خود قائم ہو اور تمام اشیاء کو قائم رکھنے والا ہو بایں طور کہ کسی بھی شئی کا قیام اور اس کی بقاء اس کے بغیر متصور نہ ہو تو اس اسم (قیوم) کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ہر ماسوا اپنی بقاء میں بھی اسی کا محتاج ہوتا ہے جس طرح اپنے وجود میں اس کا محتاج ہوتا ہے جیسے ظل (سایہ) کی نسبت اصل کے ساتھ ہے۔

علامہ ابن اثیر تحریر فرماتے ہیں:

قیومٌ و ھی من ابنیة المبالغة و ھی من صفات اللہ تعالیٰ و معناہٗ القائم بامور الخلق وٗ مدبّر العالم فی جمیع احوالہٖ و منه الحدیث حتی یکون لخمسین امرأۃ قیم واحدٌ قیم المرأۃ زوجها لانّہٗ یقوّم بامرھا و ما تحتاج الیہِ یعنی قیوم مبالغہ کے اوزان میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے جس کا معنی مخلوق کے امور کو قائم رکھنے والا اور عالم کے تمام احوال کی تدبیر فرمانے والا یہ مفہوم حدیث سے ماخوذ ہے کہ

قرب قیامت پچاس عورتوں کے امور کی تدبیر کرنے والا ایک مرد ہوگا اس معنی میں عورت کے خاوند کو قیوم المرأۃ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اس عورت کے معاملات کی تقویم وتدبیر کرتا ہے جن کی اسے ضرورت ہوتی ہے۔ [1]

قیوم سے مراد وزارت وخلافت ہے

قیوم مخلوق پر تمام انعاماتِ الٰہیہ کا سبب ہوتا ہے اُولوالعزم رسول کا نائب ہوتا

---

[1] نہایہ جلد چہارم: ۱۳۵

Marfat.com

ہے اس کا مخالف اس کے فیض سے محروم ہوتا ہے۔ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے فرمایا:

معاملہ انسان کامل تا بجائے می رسد کہ او را قیوم جمیع اشیاء بحکم خلافت می سازند و ہمہ را افاضہ وجود و بقاء و سائر کمالاتِ ظاہری و باطنی بتوسط اومی رسانند [1]

ترجمہ: قیوم انسان کامل ہوتا ہے جس کو تمام اشیاء کائنات کا قیوم یعنی خلیفۃ اللہ بنایا جاتا ہے۔ تمام مخلوق کو وجود اور بقاء اور تمام کمالاتِ ظاہری و باطنی اسی کے وسیلے سے پہنچتے ہیں۔

نیز آپ نے فرمایا:

''این عارفے کہ بہ منصب قیومیتِ اشیاء مشرف گشتہ است حکم وزیر دارد کہ مہماتِ مخلوق را با و مرجوع داشتہ اند ہرچند انعامات از سلطان است اما وصولِ آنہا مربوط بتوسطِ وزیر است'' [2]

ترجمہ: وہ عارف جو قیوم کے مرتبے پر فائز ہوتا ہے وزیر کا حکم رکھتا ہے کہ مخلوق کے اہم معاملات کا تعلق اسی کے ساتھ ہوتا ہے اگرچہ انعامات بادشاہ کی طرف سے ہیں لیکن ان کا وصول وزیر کی وساطت سے وابستہ ہے۔

قیوم کے دو مفہوم

لفظ قیوم جب ذاتِ باری تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے لئے بولا جائے تو اس کا معنی قَائِمًا بِذَاتِہٖ وَمُقَوِّمًا لِغَیْرِہٖ ہوگا [3] یعنی جو بذاتِ خود قائم ہو اور دوسروں کو قائم

---

[1] دفتر دوم مکتوب: ۴۷ [2] دفتر دوم مکتوب: ۴۷ [3] شرح فقہ اکبر: ۱۹۳

Marfat.com

رکھنے والا ہو اور یہ لفظ جب کسی مخلوق کے لئے بولا جائے تو اس کا لغوی معنی مراد لیا جائے گا اور اس کی تاویل کی جائے گی یعنی کسی شئے کے قیام اور بقاء کا وسیلہ و ذریعہ۔

صوفیائے کرام نے وضاحت فرمائی ہے کہ قیوم، غوث، قطب الاقطاب اور فرد کامل تقریباً ایک جیسا مفہوم رکھتے ہیں۔ صرف قیوم کی اصطلاح حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ سے مشہور ہوئی اور آپ نے قیومیت سے خلافت اور وزارت مراد لی ہے چنانچہ آپ نے اپنے متعلق اور اپنے جانشین عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق منصبِ قیومیت کے عطا ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

"بعد از لمحہ دید کہ بفرزندی مرحمت فرمودند و آن خلعت او را بتمام پوشانیدند و این خلعت زائلہ کنایت از معاملہ قیومیت بودہ است کہ بتربیت و تکمیل تعلق داشتہ" [1]

یعنی آپ نے واقعہ میں دیکھا تھا کہ آپ کے جسم سے ایک خلعت جدا ہو گئی اور وہ آپ کے فرزندِ ارجمند خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو مرحمت فرمائی گئی وہ خلعت زائلہ معاملہ قیومیت ہے جو کہ تربیت و تکمیل سے تعلق رکھتا ہے۔

صاحب روضۃ القیومیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے قیوم اول حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے سر مبارک پر دستار مبارک باندھی اور منصب قیومیت کی مبارک باد دی۔ [2]

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ قیومیت کے متعلق رقمطراز ہیں:

قیوم درین عالم خلیفۂ حق است جل و علا و نائب مناب او اقطاب و ابدال در دائرہ ظلال وے مندرج اند و افراد و اوتاد در محیط کمال او مندمج،

---

[1] دفتر سوم مکتوب: ۱۰۴ [2] روضۃ القیومیہ مترجم: ۱۷۱

Marfat.com

افرادِ عالم ہمہ بوے روئے دارند و قبلہ توجہ جہانیان او ست دانند یا ندانند بلکہ قیامِ عالمیان بذات او ست چہ افراد عالم چونکہ مظاہر اسما و صفا تند ذاتے درمیان شان کائن نیست ہمگی اعراض و اوصاف اند و اعراض و اوصاف را از ذات و جوہر چارہ نیست تا قیام شان بآن بود و عادت اللہ جاری ست کہ بعد از قرون متطاولہ عارفے را نصیبے از ذات ارزانی داشتہ ویرا ذاتی عطا می فرمایند کہ بحکم نیابت و خلافت قیوم اشیا می گردد و اشیا بوے قائم می باشند [1]

یعنی قیوم اس عالم میں حق جل وعلا کا خلیفہ اور اس کا قائم مقام ہوتا ہے۔ اقطاب وابدال اس کے دائرہ ظلال میں داخل اور افراد واوتاد اس کے محیطِ کمال میں شامل ہوتے ہیں۔ تمام افراد عالم اس کی طرف رخ رکھتے ہیں اور اہل جہان کی توجہ کا قبلہ وہی ہوتا ہے، خواہ وہ جانے یا نہ جانے، بلکہ اہل عالم کا قیام اسی کی ذات سے ہے۔ اس لئے کہ افراد عالم چونکہ اسماء وصفات کے مظاہر ہیں۔ کوئی ذات ان کے درمیان کائن (موجود) نہیں ہے۔ سب کے سب اعراض واوصاف ہیں اور اعراض واوصاف کو ذات جوہر کے بغیر چارہ نہیں ہے تا کہ ان کا قیام اس کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی عادت جاری ہے کہ طویل زمانوں کے بعد کسی عارف کو ذات سے حصہ عطا فرما کر اس کو ایک ایسی ذاتِ موہوب عطا فرماتے ہیں کہ وہ نیابت وخلافت کے طور پر اشیاء کا قیوم ہو جاتا ہے اور اشیاء اس کے ساتھ قائم ہوتی ہیں۔

جب بھارت کے دو مفتیانِ خام نے خبثِ باطن کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی قیومیت پر تکفیری فتویٰ داغ دیا تو اہل علم، آپ کے معتقدین اور

---

[1] مکتوبات معصومیہ دفتر اول: ۸۶

Marfat.com

عامۃ المسلمین ورطہء حیرت میں مبتلا ہو گئے اور پکار اٹھے

خرد کی نامسلمانی سے فریاد

تعجب ہے ایسے نام نہاد مفتیوں کی جہالت وحماقت پر جو کرم کتابی بن کر ہمہ وقت ورق گردانی اور دماغ سوزی کرتے رہتے ہیں مگر نور ہدایت اور باطنی بصیرت سے یکسر محروم ہیں اور آیہ کریمہ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَ خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشَاوَةً [1] اور ارشاد نبوی ﷺ اَيُّمَا رَجُلٌ قَالَ لِاَخِيْهِ كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا [2] کے مصداق ٹھہرے ہیں۔

مولانا روم مست بادۂ قیوم نے شاید اسی قسم کے علماء سو کو وصیت فرمائی تھی

صد کتب ، صد ورق در نار کن
روئے دل ہمرا جانبِ دلدار کن

صد افسوس اس شخصیت کے آفتابِ ایمان کو بغض وعناد کی گرد وغبار سے گہنانے کی مذموم کوشش کی گئی جن کی بدولت چہار دانگ عالم اور برصغیر میں اسلامی عقائد وافکار اور روحانی اقدار وآثار محفوظ ہوئے ..... دین اسلام کا احیاء ہوا ..... سنت وشریعت کو فروغ ملا .....

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے اصلاحی و تجدیدی کارناموں پر چشم کشا اور بصیرت افروز تبصرہ ملاحظہ ہو:

"آج جو مساجد میں اذانیں دی جارہی ہیں اور مدارس سے قال اللہ تعالیٰ وقال رسول اللہ ﷺ کی دل نواز صدائیں بلند ہو رہی ہیں، خانقاہوں میں جو ذکر و فکر ہو رہا ہے اور قلب وروح کی گہرائیوں سے جو اللہ کی یاد کی جاتی ہے یا لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگائی جاتی ہیں ان سب کی گردنوں پر حضرت مجدد کا بار منت ہے اگر حضرت مجدد

---

[1] الجاثیۃ ۴۵: ۲۳ [2] صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۶۱۰۴

Marfat.com

اس الحاد وارتداد کے اکبری دور میں اس کے خلاف جہاد نہ فرماتے اور وہ عظیم تجدیدی کارنامہ انجام نہ دیتے تو نہ مساجد میں اذانیں ہوتیں، نہ مدارس دینیہ میں قرآن، حدیث، فقہ اور باقی علومِ دینیہ کا درس ہوتا اور نہ خانقاہوں میں سالکین وذاکرین اللہ، اللہ کے روح افزا ذکر سے زمزمہ سنج ہوتے۔ الّا ماشاء اللہ"[1]

کاش! کتاب وسنت اور علمائے اسلام کی کتابوں کا بنظر غائر مطالعہ کیا جاتا تو نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔

o.....قرآن میں انسان کو سمیع وبصیر کہا گیا ہے..... فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا

اللہ تعالیٰ کو بھی سمیع وبصیر کہا گیا ہے..... اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ

o.....والدین کو رب کہا گیا..... كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا

اللہ تعالیٰ کو رب کہا گیا..... اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

o.....تقسیم وراثت کے وقت یتیموں، مسکینوں کو رزق دینے کا حکم دے کر گویا ورثاء کو رازق کہا گیا..... فَارْزُقُوْهُمْ مِنْهُ[2]

اللہ تعالیٰ کو رازق کہا گیا..... وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

o.....حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خالق کی صفت سے متصف کہا گیا.....

اَنِّيْ اَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّيْنِ

اللہ تعالیٰ کو خالق کہا گیا..... فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ

مذکورہ بالا آیات طیبہ کے علاوہ متعدد آیات کریمہ اور احادیث نبویہ ﷺ اس مفہوم پر دال ہیں جن سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ سمیع وبصیر اور بھی ہیں..... خالق اور بھی ہیں..... حاکم اور بھی ہیں..... رب اور بھی ہیں..... قیوم اور بھی ہیں..... مگر فرق یہ ہے کہ

---

[1] سیرت مجدد الف ثانی: ۱۲ [2] النساء: ۸

Marfat.com

باقی سمیع مجازی ہیں ..... اللہ سمیع حقیقی ہے
باقی بصیر مجازی ہیں ..... اللہ بصیر حقیقی ہے
باقی رب مجازی ہیں ..... اللہ رب حقیقی ہے
باقی خالق مجازی ہیں ..... اللہ خالق حقیقی ہے
باقی حاکم مجازی ہیں ..... اللہ حاکم حقیقی ہے
باقی حی مجازی ہیں ..... اللہ حی حقیقی ہے
باقی قیوم مجازی ہیں ..... اللہ قیوم حقیقی ہے

جس طرح بندگانِ خدا کے لئے سمیع وبصیر، خالق وحاکم وغیرہا صفات مجازاً ماننے سے بندہ، مؤمن وموحد ہی رہتا ہے مشرک نہیں ہوتا ایسے ہی اگر کسی انسانِ کامل کیلئے صفت قیوم بعطائے الٰہی مجازاً مان لی جائے تو وہ مؤمن موحد ہی رہے گا مشرک نہیں ہوگا۔

عاشق رسول حضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ نے حقیقت ومجاز کے درمیان امتیاز بیان کرتے ہوئے ایک قاعدہ کلیہ تحریر فرمایا ہے:

نسبت واسناد دو قسم ہے حقیقی کہ مسند الیہ حقیقت سے متصف ہو اور مجازی کہ کسی علاقہ سے غیر متصف کی طرف نسبت کردیں جیسے نہر کو جاری یا جالس سفینہ کو متحرک کہتے ہیں حالانکہ حقیقتاً آب وکشتی جاری ومتحرک ہیں پھر حقیقی بھی دو قسم ہے ذاتی کہ خود اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو اور عطائی کہ دوسرے نے اسے حقیقتاً متصف کردیا ہو خواہ وہ دوسرا خود بھی اس وصف سے متصف ہو..... قرآن عظیم میں جابجا اولوا العلم وعلموا بنی اسرائیل اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسبت لفظ علیم وارد، یہ حقیقتِ عطائیہ ہے یعنی بعطائے الٰہی وہ حقیقتاً متصف بعلم ہیں اور مولیٰ عزوجل نے اپنے نفس کریم کو علیم فرمایا، یہ حقیقتِ ذاتیہ ہے کہ وہ بے کسی کی عطا کے اپنی ذات سے عالم ہے۔

Marfat.com

سخت احمق وہ کہ ان اطلاقات میں فرق نہ کرے۔ [1]

محدثِ جلیل حضرت ملا علی قاری احراری رحمۃ اللہ علیہ خصوص اسمی اور معنی لغوی کے درمیان فرق کرتے ہوئے ارقام پذیر ہیں:

ومن قال لمخلوق یاقدوس اوالقیوم او الرحمن اوقال اسماً من اسماء الخالق کفر انتھی وھو یفید انہ من قال لمخلوق یاعزیز و نحوہ یکفر ایضاً الّا ان اراد بھما المعنی اللغوی لا الخصوص الاسمی والاحوط ان یقول یا عبدالعزیز و یا عبدالرحمن [2] یعنی جس بندۂ مؤمن نے کسی مخلوق سے مخاطب ہوکر کہا یا قدوس، یا قیوم، یارحمن یا اسمائے خالق میں سے کسی اسم کے ساتھ مخاطب کیا کافر ہوگیا (انتہیٰ) اوراس سے یہ مفہوم بھی اخذ ہوتا ہے کہ جس بندۂ مؤمن نے کسی مخلوق کو یا عزیز وغیرہ کہا وہ بھی کافر ہوجائے گا لیکن اگر صفاتی اسم سے اس کی مراد ''لغوی معنی'' ہوتو کافر نہیں ہوگا ہاں اگر اسمی خصوصیت (مختص بالخالق جل سلطانہ) مراد ہوتو کافر ہوجائے گا البتہ احوط یہی ہے کہ یاعبدالعزیز ..... یاعبدالرحمن کہے۔

مجمع الانہر کی عبارت کا بھی یہی مفہوم ہے کہ بندۂ مؤمن تب ہی کافر ہوگا جب مختص بالخالق جل جلالہ اسماء میں سے کسی اسم کے ساتھ مخلوق کو مخاطب کیا جائے ورنہ کافر نہیں ہوگا او اطلق علی المخلوق من الاسماء المختصۃ بالخالق (جل جلالہ) نحو القدوس والقیوم والرحمن وغیرھا یکفر [3]

تصریحات بالا سے حقیقی ومجازی، ذاتی وعطائی اور اختصاص اسمی اور معنائے لغوی کا فرق واضح ہے جو بہر حال پیش نظر رہنا چاہئے۔

---

[1] الامن والعلیٰ: ۱۵ [2] شرح فقہ اکبر: ۱۹۳ [3] مجمع الانہر جزدوم: ۵۰۴

Marfat.com

علاوہ ازیں آیہ کریمہ ھوالحی القیوم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو قیوم فرمایا ہے جبکہ اَمْوَالُکُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰہُ قِیَامًا [1] میں اللہ تعالیٰ نے اموال کو انسانوں کا ذریعہ قیام بنایا ہے اور ارشاد نبوی ﷺ اَلْاَبْدَالُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ بِھِمْ تَقُوْمُ الْاَرْضُ وَ بِھِمْ تُمْطَرُوْنَ وَ بِھِمْ تُنْصَرُوْنَ [2] میں ابدالوں کو زمین کا ذریعہ قیام بتایا ہے۔

اگر اموال و ابدال بعطائے الٰہی اور باذن اللہ ذریعہ قیام (یعنی قیوم) بن سکتے ہیں اور اس سے کسی قسم کا کوئی کفر لازم نہیں آتا تو حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ بھی باذن اللہ قیوم ہو سکتے ہیں جس سے کوئی کفر لازم نہیں آتا۔ البتہ قیومِ حقیقی، واجب الوجود، قدیم و خالق اور قیومِ مجازی، ممکن الوجود، حادث اور مخلوق کا باہمی امتیاز ہر باشعور مسلمان ضرور ملحوظ رکھتا ہے۔ چونکہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قیومیت سے مراد خلافت و وزارت ہے بنابریں غلط فہمیوں کا غبار خود بخود چھٹ جاتا ہے اور شرک کا امکان و احتمال ختم ہو جاتا ہے۔

شیخ الاسلام حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ قیومیت کے متعلق ارقام پذیر ہیں:

ملک العلماء، بحر العلوم علامہ عبدالعلی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ وَحْدَۃُ الْوُجُوْد میں انسانِ کامل کے متعلق لکھتے ہیں: ''انسانِ کامل اللہ کے تمام اسماء و صفات کا مظہر ہے۔ اللہ نے اس کو اپنا خلیفہ بنایا ہے تاکہ وہ اپنے باطن کی مدد سے کائناتِ عالم کو باقی رکھے اور کائنات میں سے ہر ایک کو اس کے لائق کمال اور نقصان عطا کرے۔ اس بیان سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ کائنات کو بقا دینے والا انسانِ کامل ہے۔ ایسا خیال کرنا کفر ہے۔ دینے والا اور باقی رکھنے والا اللہ ہی ہے، انسانِ کامل صرف وسیلہ بنا ہے۔

---

[1] النساء ۴:۵ [2] جمع الجوامع، رقم الحدیث: ۱۹۔ کنز العمال، رقم الحدیث: ۳۴۵۹۳ قال المصنف وسندہ صحیح

Marfat.com

تمام خلائق میں انسانِ اکمل اور اللہ کے خلیفہ اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ دنیا میں آپ کی آمد سے پہلے انبیاء اور رسل آپ کے نائب اور اللہ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی وفات کے بعد قطب الاقطاب آپ کا نائب اور اللہ کا خلیفہ اور اللہ کی مُہر ہے"۔

انسانِ کامل اور قطب الاقطاب کے متعلق جو کچھ شیخ اکبر نے کہا ہے حضرت مجدد نے بھی وہی کہا ہے اس سلسلہ میں آپ کے دفتر دوم کا مکتوب گیارہ اور دفتر سوم کا مکتوب اسی (۸۰) ملاحظہ کیا جائے۔ فرق صرف نام کا ہے۔ شیخ اکبر جس فردِ اکمل کو قطب الاقطاب کہتے ہیں حضرت مجدد اسی کو قیوم کہتے ہیں۔ اس بات پر دونوں حضرات کا اتفاق ہے کہ وہ فردِ اکمل اللہ کے تمام اسماء وصفات کا مظہر ہے۔ چونکہ قیوم بھی اللہ کی ایک صفت ہے اور وہ فردِ اکمل اس صفت کا بھی مظہر ہے لہٰذا وہی صفت اس کے منصب کا نام ہونا چاہئے۔ اَلْقَيُّوْمُ مُدَبِّرُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَكُلُّ شَيْءٍ قَائِمٌ بِاَمْرِهٖ قیوم آسمانوں اور زمین کا مدبر ہے اور ہر شے کا قیام اس کے امر سے۔

حضرت مجدد کے تجویز کردہ نام پر بعض لوگ لاحول واستغفار پڑھتے ہیں ان کے نزدیک یہ تسمیہ سوءادب کو متضمن ہے۔ کوئی ان سے پوچھے کہ سننے والے کو سمیع..... دیکھنے والے کو بصیر..... علم والے کو علیم..... حکمت والے کو حکیم کہتے ہو تو بے ادبی کا احساس کیوں نہیں ہوتا اور قیوم میں یہ احساس کیوں ہوا کیا شریعت میں اس نام کی تخصیص آئی ہے۔

چو بشنوی سخنِ اہل دل مگو کہ خطا ست
سخن شناس نہ ئی دلبرا خطا ایں جا است

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے شاہ اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب عبقات میں لکھا ہے:

Marfat.com

اِتَّفَقَ اَهْلُ الْكَشْفِ وَ الْوِجْدَانِ وَ اَرْبَابُ الشُّهُوْدِ وَ الْعِرْفَانِ مُؤَيَّدِيْنَ بِالْبَرَاهِيْنِ الْعَقْلِيَّةِ وَ الْاِشَارَاتِ النَّقْلِيَّةِ عَلٰى اَنَّ الْقَيُّوْمَ لِلْكَثْرَاتِ الْكَوْنِيَّةِ وَاحِدٌ شَخْصِيٌّ

ترجمہ: اصحابِ کشف و وجدان اور خداوندانِ شہود وعرفان جو کہ عقلی دلائل اور نقلی اشارات سے مؤید ہیں اس بات پر متفق ہیں کہ کائنات کی کثرت کا قیوم (قائم اور باقی رکھنے کا ذریعہ) ایک شخص ہے۔

جو بات شیخ اکبر اور حضرت مجدد نے کہی ہے تمام مشائخ نے کہی ہے۔ اگر فرق ہے تو صرف نام میں ہے کسی نے غوث کا نام رکھا..... کسی نے قطب الاقطاب کا..... کسی نے قطب مدار کا..... کوئی مشکل کشا کہتا ہے..... کوئی کرتا دھرتا..... کوئی قیوم۔ حضرت سیدنا عبدالقادر غوث کہلائے..... حضرت شاہ نقشبند مشکل کشا..... حضرت مجدد قیوم..... منصب ایک ہے نام مختلف۔

انسانِ کامل میں بھی تفاوتِ درجات ہے جیسا کہ حضرات انبیاء میں ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۔ یہ سب رسول، بڑائی دی ہم نے ان میں سے ایک کو ایک سے۔

یہ منصب جلیل قیومیت کے نام سے سب سے پہلے حضرت مجدد کو ملا۔ اب قیامت تک جو بھی قیوم ہوگا آپ کے ظِل سے خارج نہ ہوگا جس طرح پر ہر فقیہ عیالِ ابوحنیفہ ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ [1]

حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی رحمۃ اللہ علیہ کا دکھ بھرا تبصرہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

ہمارے دور کے بعض لوگ جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے مزاج سے "مشرف" ہیں اور سنی بلکہ رضوی کہلانے کے باوجود حکم تکفیر یا تفسیق میں بہت جلد باز واقع ہوئے

---

[1] حضرت مجدد اور ان کے ناقدین: ۶۵، ۶۶

Marfat.com

ہیں۔ کسی بھی بزرگ کی گستاخی کرنے کے بہانے تلاش کرتے رہتے ہیں اور اگر کہیں سے کیسی ہی کمزور دلیل بھی مل جائے تو ان کے لئے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بن جاتی ہے۔ اعلحضرت مجدد ملت رحمۃ اللہ علیہ نے بزرگوں کا جتنا ادب سکھایا ہے، یہ اتنی ہی بے ادبی کر کے خوش ہوتے بلکہ اپنی للّٰہیت پر وجد میں آ کر رقص کرتے ہیں۔ چنانچہ کبھی یہ ''مجدد الف ثانی'' جیسی ترکیب پر سیخ پا ہوتے ہیں اور کبھی لفظ ''قیوم'' پر۔ انہیں لاکھ سمجھاؤ کہ اعلحضرت بھی انہیں مجدد الف ثانی کہتے ہیں اور اکابر اسلام میں شمار کرتے ہیں مگر ایک نہیں سنتے۔ وقتی طور پر خاموش ہو جائیں تو بھی دل اُن کے بغض سے کالا ہی رہتا ہے۔ [1]

---

[1] حضرت مجدد الف ثانی کی مجددیت و قیومیت: ۱۳۷

Marfat.com

Marfat.com

مسئلہ نیت

اور

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی قدس سرہ العزیز

ماخوذ

البینات شرح مکتوبات جلد چہارم

جولائی ۲۰۱۰ء

Marfat.com

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز حقائق الٰہیہ سے متحقق اور کمالاتِ نبوت سے متصف ہونے کی بناء پر علمائے راسخین اور عرفائے کاملین کے سرخیل ہیں۔آپ کی مجددانہ تحقیقات ، انفرادی شان اور عارفانہ تخلیقات ،امتیازی مقام رکھتی ہیں۔مقام مشاہدہ وامامت اور مرتبہ یقین ومجددیت پر فائز المرام ہونے کی بدولت آپ پر حقائق شریعت اور اسرار نیت آشکارا ہوئے۔مسئلہ نیت پر آپ نے اپنی مجددانہ تحقیق یوں بیان فرمائی۔

علماء در نیت نماز مستحسن داشتہ اند کہ با وجود ارادۂ قلب بزبان نیز باید گفت و حال آنکہ ازان سرور علیہ و علی آلہ الصلوۃ و السلام ثابت نشدہ است نہ بروایت صحیح و نہ بروایت ضعیف و نہ از اصحاب کرام و تابعین عظام کہ بزبان نیت کردہ باشند بلکہ چون اقامت می گفتند تکبیر تحریمہ میفرمودند پس نیت بزبان بدعت باشد واین بدعت را حسنہ گفتہ اند واین فقیر میداند کہ این بدعت چہ جائے رفع سنت کہ رفع فرض می نماید چہ در

Marfat.com

تجویز آن اکثر مردم بزبان اکتفا می نمایند و از غفلت قلبی باک ندارند پس درین ضمن فرضی از فرائض نماز کہ نیت قلبی باشد متروک میگردد و بفسادِ نماز میرساند [1]

ترجمہ: بعض علماء نے نماز کی نیت میں مستحسن جانا ہے کہ باوجود قلب کے ارادہ کے زبان سے بھی نیت کہنی چاہئے حالانکہ آنحضرت ﷺ سے کسی صحیح حدیث یا ضعیف روایت سے ثابت نہیں ہوا اور نہ ہی اصحاب کرام و تابعین عظام سے، کہ انہوں نے زبان سے نیت کی ہو، بلکہ جب اقامت ہوتی تھی تو وہ ساتھ ہی تکبیر تحریمہ کہتے تھے۔ لہٰذا زبان سے نیت کرنا بدعت ہے اور اس بدعت کو حسنہ کہا گیا ہے حالانکہ یہ فقیر جانتا ہے کہ یہ بدعت رفع سنت تو بجائے خود رہا یہ تو فرض کو بھی رفع کرتی ہے کیونکہ اس تجویز میں اکثر لوگ زبانی نیت پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور دل کی غفلت پر کچھ نہیں ڈرتے کہ اس ضمن میں نماز کے فرضوں میں سے ایک فرض جو نیت قلبی ہے متروک ہوجاتا ہے اور نماز کے فاسد ہونے تک پہنچا دیتا ہے۔

سطور بالا میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائے نماز میں تکبیر تحریمہ سے قبل زبان کے ساتھ نیت کرنے کو بدعت قرار دیا ہے کیونکہ اس سے رفع فرض لازم آتا ہے جو فسادِ نماز کا باعث ہے۔ آپ کے اس موقف کی تائید علمائے اعلام اور فقہائے کرام کی درج ذیل تحقیقات سے بھی ہوتی ہے۔

نیت کا شرعی معنی

لغتِ عرب میں نیت کا معنی قصد کرنا ہے جیسا کہ قاموس میں ہے نَوَی الشَّیْئَ اس نے کسی چیز کا قصد کیا۔

---

[1] دفتر اول مکتوب: ۱۸۶

Marfat.com

محدث کبیر حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نیت کی شرعی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

تَوَجُّهُ الْقَلْبِ نَحْوَ الْفِعْلِ اِبْتِغَاءً لِوَجْهِ اللّٰهِ وَالْقَصْدُ بِهَا تَمْيِيْزُ الْعِبَادَةِ عَنِ الْعَادَةِ [1] یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کسی فعل کی طرف قلب کا متوجہ کرنا نیت کہلاتا ہے تا کہ عبادت، عادت سے متمیّز ہو جائے۔

نیت کی تعریف یوں بھی کی گئی ہے:

فَاَمَّا مَعْنَى النِّيَّةِ فَهِيَ عَزْمُ الْقَلْبِ عَلٰى فِعْلِ الْعِبَادَةِ تَقَرُّبًا اِلَى اللّٰهِ وَحْدَهٗ [2] یعنی نیت کا معنی اللہ وحدہٗ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر ادائے عبادت کیلئے قلب کا عزم کرنا ہے۔

حکم نیت کے متعلق اختلافِ فقہاء

اِنَّ النِّيَّةَ لَازِمَةٌ فِي الصَّلٰوةِ فَلَوْ تُرِكَتْ بَطَلَتِ الصَّلٰوةُ بِاِتِّفَاقِ الْمَذَاهِبِ اِنَّ الْمَالِكِيَّةَ وَالشَّافِعِيَّةَ اِتَّفَقُوْا عَلٰى اَنَّ النِّيَّةَ رُكْنٌ مِّنْ اَرْكَانِ الصَّلٰوةِ فَلَوْ لَمْ يَنْوِ الصَّلٰوةَ فَاِنَّهٗ لَا يُقَالُ لَهٗ قَدْ صَلّٰى اَصْلًا وَالْحَنَفِيَّةُ وَالْحَنَابِلَةُ اِتَّفَقُوْا عَلٰى اَنَّهَا شَرْطٌ بِمَعْنٰى اَنَّهٗ اِنْ لَمْ يَأْتِ بِهَا فَاِنَّهٗ يَكُوْنُ قَدْ صَلّٰى صَلَاةً بَاطِلَةً وَبِذَالِكَ تُعْلَمُ اَنَّ النِّيَّةَ بِالْمَعْنَى الْمُتَقَدِّمِ فَرْضٌ اَوْ شَرْطٌ لَابُدَّ مِنْهُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ [3]

یعنی بے شک نیت نماز میں لازم ہے۔ اگر نیت چھوڑ دی گئی تو تمام مذاہب کے نزدیک نماز باطل ہو جائے گی..... حضرات مالکیہ اور شافعیہ رحمۃ اللہ علیہم اس امر پر متفق ہیں کہ نیت ارکان نماز میں سے ایک رکن ہے۔ پس اگر کسی نے نماز کی نیت نہیں

---

[1] مرقاۃ المفاتیح جزاول: ۹۸ [2] الفقہ علی المذاہب الاربعہ: ۲۰۹

[3] الفقہ علی المذاہب الاربعۃ مطبوعہ مصر: ۲۱۰

Marfat.com

کی تو اس کی نماز ہرگز نہیں ہوگی۔ جبکہ فقہائے حنفیہ وحنابلہ کا یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ نیت نماز کیلئے شرط ہے بایں معنی کہ اگر شرط مفقود ہوئی تو نماز باطل ہوجائے گی۔ اس سے یہ حقیقت عیاں ہوئی کہ نیت سابقہ معنی کے اعتبار سے فرض ہو یا شرط بہرحال یہ نماز کیلئے ضروری ہے۔

لسانی نیت سنت سے ثابت نہیں

فقہائے احناف کے نزدیک نیت شرائط نماز میں سے ہے جو قلب کا فعل ہے۔ اس لئے تکبیر تحریمہ سے پہلے لسانی نیت کرنے سے شرط مفقود ہوجاتی ہے جو مشروط (نماز) کے فاقد وفاسد ہونے کا باعث ہوتی ہے۔ چونکہ لسانی نیت حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت نہیں ہے اور نہ ہی تابعین عظام اور فقہائے اربعہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے اقوال سے ثابت ہے اس لئے یہ بدعت ہے:

امت کے دیگر فقہائے کرام اور علمائے اعلام کے فرمودات بھی حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کی تائید کرتے ہیں ملاحظہ ہوں۔

۞.....حضرت امام ابن ھمام ارقام پذیر ہیں:

قَالَ بَعْضُ الْحُفَّاظِ لَمْ يَثْبُتْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَرِيْقٍ صَحِيْحٍ وَلَا ضَعِيْفٍ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ اُصَلِّيْ كَذَا وَلَا عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ بَلِ الْمَنْقُوْلُ اَنَّهٗ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَهٰذِهٖ بِدْعَةٌ [1]

یعنی بعض حفاظ حدیث نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے صحیح یا ضعیف، کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نماز شروع کرتے وقت یہ الفاظ فرماتے ہوں

---

[1] فتح القدیر مع الکفایہ جلد اول: ۲۳۲ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

Marfat.com

اُصَلِّیْ لِلّٰہِ اَ (کہ میں فلاں نماز ادا کرنے لگا ہوں) اور نہ ہی کسی صحابی یا تابعی (رضی اللہ عنہم) سے زبان کے ساتھ نیت کرنا ثابت ہے بلکہ احادیث مبارکہ میں یہی منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ادائے نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو صرف تکبیر تحریمہ کہتے تھے۔ اس لئے زبان کے ساتھ نیت کرنا بدعت ہے۔

۞.....حضرت علامہ احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ ارقام پذیر ہیں:

لَمْ یَنْقُلْ اَحَدٌ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَلَفَّظَ بِالنِّیَّۃِ وَلَا عَلَّمَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِہِ التَّلَفُّظَ بِھَا وَلَا اَقَرَّہٗ عَلٰی ذَالِكَ بَلِ الْمَنْقُوْلُ عَنْہُ فِی السُّنَنِ اَنَّہٗ قَالَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ وَتَحْرِیْمُھَا التَّکْبِیْرُ وَتَحْلِیْلُھَا التَّسْلِیْمُ [1]

یعنی نبی اکرم ﷺ کا زبان کے ساتھ لفظاً نیت کرنا منقول نہیں اور نہ ہی آپ نے صحابہ کرام میں سے کسی کو تلفظ بالنیۃ کی تعلیم دی اور نہ ہی آپ نے اس کی تلقین فرمائی۔ بلکہ کتب سنن میں آپ کا ارشاد گرامی منقول ہے کہ نماز کی کلید طہارت ہے، اس کی تحریم تکبیر تحریمہ ہے اور اس کی تحلیل، تسلیم ہے۔

۞.....صاحب کبیری تحریر فرماتے ہیں:

وَفِی الْکِفَایَۃِ عَنْ شَرْحِ الطَّحَاوِیْ اَلْاَفْضَلُ اَنْ یَّشْتَغِلَ قَلْبُہٗ بِالنِّیَّۃِ وَلِسَانُہٗ بِالذِّکْرِ یَعْنِیْ التَّکْبِیْرِ وَیَدُہٗ بِالرَّفْعِ [2] یعنی کفایہ میں شرح طحاوی کے حوالہ سے نقل ہے افضل یہ ہے کہ نمازی کا قلب نیت میں، زبان ذکر یعنی تکبیر تحریمہ میں اور ہاتھ اٹھنے میں مشغول ہوں۔

۞.....حضرت حافظ ابن قیم رقمطراز ہیں:

کَانَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ قَالَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَمْ یَقُلْ شَیْئًا قَبْلَھَا وَلَا تَلَفَّظَ

---

[1] المواہب اللدنیہ جلد چہارم: ۷۲ [2] کبیری شرح منیہ: ۲۹۶، فتح القدیر مع الکفایہ: ۲۳۲

Marfat.com

بِالنِّيَةِ اَلْبَتَّةَ وَلَا قَالَ اُصَلِّيْ لِلّٰهِ صَلٰوةً كَذَا مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ اِمَامًا اَوْ مَأْمُوْمًا وَلَا قَالَ اَدَاءً وَلَا قَضَاءً وَلَا فَرْضَ الْوَقْتِ وَهٰذِهٖ عَشْرُ بِدَعٍ لَمْ يَنْقُلْ عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَحَدٌ قَطُّ بِاَسْنَادٍ صَحِيْحٍ وَلَا ضَعِيْفٍ وَلَا مُسْنَدٍ وَلَا مُرْسَلٍ لَفْظَةً وَاحِدَةً مِّنْهَا اَلْبَتَّةَ بَلْ وَلَا عَنْ اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ وَلَا اِسْتَحْسَنَهٗ اَحَدٌ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَلَا الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ وَاِنَّمَا غَرَّ بَعْضُ الْمُتَاَخِّرِيْنَ قَوْلَ الشَّافِعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الصَّلٰوةِ اِنَّهَا لَيْسَتْ كَالصِّيَامِ لَا يَدْخُلُ فِيْهَا اَحَدٌ اِلَّا بِذِكْرٍ فَظَنَّ اَنَّ الذِّكْرَ تَلَفُّظُ الْمُصَلِّيْ بِالنِّيَّةِ وَاَنَّ مُرَادَ الشَّافِعِيِّ بِالذِّكْرِ تَكْبِيْرَةُ الْاِحْرَامِ لَيْسَ اِلَّا وَكَيْفَ يَسْتَحِبُّ الشَّافِعِيُّ اَمْرًا لَمْ يَفْعَلْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلَاةٍ وَاحِدَةٍ وَلَا اَحَدٌ مِنْ خُلَفَائِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَهٰذَا هَدْيُهُمْ وَسِيْرَتُهُمْ فَاِنْ اَوْجَدَنَا اَحَدٌ حَرْفًا وَاحِدًا عَنْهُمْ فِيْ ذَالِكَ قَبِلْنَاهُ ..... وَلَا سُنَّةً اِلَّا مَا تَلَقَّوْهُ عَنْ صَاحِبِ الشَّرْعِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [1]

یعنی حضور اکرم ﷺ جب ادائے نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع فرما دیتے اور اس سے قبل کچھ نہ کہتے اور نہ زبان کے ساتھ نیت فرماتے اور نہ یوں کہتے کہ میں اللہ تعالیٰ کے لئے فلاں نماز پڑھنے لگا ہوں میرا رخ بجانب قبلہ چار رکعات بحیثیت امام یا مقتدی اور نہ ہی آپ ﷺ ادا یا قضا اور وقت فرض کے الفاظ فرماتے۔

اس طرح تکبیر تحریمہ سے پہلے ان الفاظ کے ساتھ نیت کرنے والا نمازی دس بدعتوں کا مرتکب ہوتا ہے کیونکہ آپ ﷺ سے ان الفاظ میں سے کوئی لفظ سند صحیح یا

---

[1] زاد المعاد فی ہدی خیر العباد جلد اول: ۱۹۴

Marfat.com

ضعیف یا مسند اور مرسل کے ساتھ کسی نے قطعاً نقل نہیں کیا بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی صحابی سے بھی منقول نہیں ہے اور نہ ہی تابعین کرام اور ائمہ اربعہ میں سے کسی نے اسے مستحب کہا ہے۔

البتہ بعض متاخرین کو حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے مغالطہ ہوا کہ نماز روزوں کی طرح نہیں ہے کہ جس میں کوئی نمازی ذکر کے بغیر داخل نہیں ہوتا۔ پس ان متاخرین فقہاء کو لفظ ذکر سے نمازی کا زبان کے ساتھ نیت کرنے کا گمان ہوا ہے حالانکہ ذکر سے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی مراد تکبیر تحریمہ کے سوا کچھ بھی نہیں اور امام شافعی کسی ایسے کام کو کیسے مستحب قرار دے سکتے ہیں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایک نماز میں بھی نہیں کیا اور نہ ہی آپ کے خلفائے عظام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے کیا ہے اور یہی ان کا راستہ اور سیرت ہے۔ اگر ہم ان سے ایک حرف بھی کتب احادیث میں پاتے تو اسے بسر و چشم قبول کرتے۔

❁.....حضرت ملا علی قاری احراری کے نزدیک بھی تَلَفُّظٌ بِالنِّیَّةِ کرنے والا بدعتی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

لَایَجُوْزُ التَّلَفُّظُ بِالنِّیَّةِ فَاِنَّهٗ بِدْعَةٌ وَالْمُتَابَعَةُ کَمَا تَکُوْنُ فِی الْفِعْلِ تَکُوْنُ فِی التَّرْکِ اَیْضًا فَمَنْ وَاظَبَ عَلٰی فِعْلٍ لَمْ یَفْعَلْهُ الشَّارِعُ فَهُوَ مُبْتَدِعٌ[1] یعنی زبان کے ساتھ نیت کرنا جائز نہیں بلکہ یہ بدعت ہے۔ متابعت جیسے کسبِ فعل میں ہوتی ہے ایسے ہی ترکِ فعل میں بھی ہوتی ہے لہٰذا جس شخص نے ایسے فعل پر مواظبت کی جسے حضرت شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا وہ بدعتی ہے۔

واضح رہے کہ نیت قلب کا فعل ہے اور رَبِّ اجْعَلْنِیْ اُقِیْمَ الصَّلٰوةَ ... الخ کے الفاظ دعا ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائے احرام میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھائے۔

---

[1] مرقاۃ المفاتیح: ۳۴

Marfat.com

چنانچہ علامہ احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ عَلَيْهِ الصَّلٰوة والسلام اَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثِيْنَ اَلْفَ صَلٰوةٍ فَلَمْ يُنْقَلْ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ نَوَيْتُ اُصَلِّيْ صَلَاةً كَذَا وَ كَذَا وَتَرْكُهٗ سُنَّةٌ كَمَا اَنَّ فِعْلَهٗ سُنَّةٌ [1]

یعنی حضور اکرم ﷺ نے اپنی ظاہری حیاتِ طیبہ میں تیس ہزار سے زائد نمازیں ادا فرمائیں مگر آپ سے کہیں بھی یہ منقول نہیں کہ آپ نے بایں الفاظ زبان کے ساتھ نیت فرمائی ہو اُنَاۃ لِلّٰہِ تَعَالٰی اور آپ ﷺ کا کسی فعل کو ترک کرنا بھی سنت ہے جیسا کہ آپ کا کسی فعل کو کرنا سنت ہے۔

❁..... یہ امر ذہن نشین رہے کہ لسانی نیت چونکہ نبی اکرم ﷺ، صحابہ و تابعین کرام اور آئمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ہے اس لئے یہ سنت نبوی ﷺ نہیں بلکہ بعض مشائخ کی سنت ہے جو لائق اعتبار نہیں۔ چنانچہ حضرت امام حسن بن عمار حنفی ارقام پذیر ہیں:

فَمَنْ قَالَ مِنْ مَّشَائِخِنَا اَنَّ التَّلَفُّظَ بِالنِّيَّةِ سُنَّةٌ لَمْ يَرِدْ بِهٖ سُنَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ سُنَّةُ بَعْضِ الْمَشَائِخِ [2]

اسی طرح حضرت ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں:

وَالنِّيَّةُ بِالْقَلْبِ لِاَنَّهٗ عَمَلُهٗ وَالتَّكَلُّمُ لَا مُعْتَبَرَ بِهٖ [3]

حقیقتِ نیت

کاشف اسرار طریقت حضرت خواجہ محمد موسیٰ بن خواجہ عیسیٰ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ تحریر

---

[1] مرقاۃ المفاتیح جلد اول: ۳۷، المواہب اللدنیہ جلد چہارم: ۷۳ [2] مراقی الفلاح: ۸۳

[3] مرقات: ۳۶

Marfat.com

فرماتے ہیں:

اے عزیز حقیقت صلوٰۃ شنیدی اکنوں سرِ نیت بشنو اہل ظاہر چہ دانند کہ چہ نیت باشد و نیت برائے صلوٰۃ شرط است نماز وقتی درست باشد کہ نیت درست شود کَمَاقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَلاَعْمَالُ بَالنِّیَّاتِ وعبداللہ سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ می گوید النیۃ النور ومحمد بن جعفر مکی رحمۃ اللہ علیہ می گوید در حروفات نیت فرمودہ نیت آنست کہ آن حرف النون اشارۃ الی النور وحرف الیاءاشارۃ الی ید اللہ وحرف التاء اشارۃ الی ھدایت اللہ فان النیۃ نسیم الروح وریحان وجنت نعیم پس ہمہ علمہا موقوف بہ نیت اُست ونیت از عالم کسب نباشد اما از عالم عطاء و خلعت الٰہی باشد ازین جا بود کہ بشر حافی بر جنازہ حسن بصری نماز نگذارد وگفت نیت را نیافتم ایں چنیں نیت در نماز باید [1]

یعنی اے عزیز! حقیقت نماز کے متعلق تو سماعت کرلیا اب نیت کا راز سنیے۔ اہل ظاہر کو کیا معلوم کہ نیت کیا ہے۔ نیت نماز کے لئے شرط ہے، نماز تب ہی درست ہوگی جب نیت درست ہوگی جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ حضرت عبداللہ سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نیت ایک نور ہے اور شیخ محمد بن جعفر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لفظ نیت تین حروف کا مجموعہ ہے اس کا حرف نون نور کی طرف اشارہ ہے، حرف یاء یدُاللہ کی طرف اشارہ ہے اور حرف تاء ہدایتُ اللہ کی طرف اشارہ ہے۔ پس نیت خوشبوئے روح، پھول اور جنت نعیم ہے اس لئے تمام اعمال نیت پر ہی

---

[1] نوادرالمعارف:۵۶ قلمی

Marfat.com

موقوف ہیں اور نیت عالم کسب سے نہیں بلکہ یہ عطائے ربانی اور خلعت الٰہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت شیخ بشر حافی، حضرت خواجہ حسن بصری (رحمۃ اللہ علیہما) کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوئے تو استفسار پر فرمایا کہ مجھے حضورِ نیت میسر نہ تھا۔ اس طرح کی نیت نماز میں ہونی چاہئے۔ (من شاء التفصیلات فلیراجع الیٰ مذاق العارفین المجلد الرابع)

قدوۃ الکاملین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ارقام پذیر ہیں:

ایک روز امام اہلسنت حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نماز شام کے وقت شجاع طریقت حضرت خواجہ حبیب عجمی رضی اللہ عنہ کے حجرہ عبادت کے پاس سے گذرے وہ تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز میں مشغول ہو گئے۔ خواجہ حسن اندر تشریف لائے مگر ان کے پیچھے کھڑے نہ ہوئے کیونکہ وہ عجمی ہونے کی وجہ سے عربی تلفظ صحیح ادا نہیں کر سکتے تھے۔ خواجہ حسن کو خواب میں دیدار الٰہی نصیب ہوا اور عرض کیا بار خدایا رضائے تو اندر چہ چیز است گفت یا حسن رضائے ما یافتہ بودی قدرش ندانستی گفت بار خدایا آں چہ بود گفت تو اگر دوش از پسِ حبیب نماز می کردی و صحت نیتِ وی ترا از انکار عبادتش باز نداشتی من از تو راضی شدم [1]

یعنی خدایا تیری رضا کس چیز میں ہے؟ فرمایا اے حسن! تجھے میری رضا کا مرتبہ ملا مگر تو نے اس کی قدر نہیں جانی۔ عرض گذار ہوئے خدایا وہ کیا چیز تھی؟ ارشاد فرمایا اگر تو کل حبیب کے پیچھے نماز ادا کر لیتا تو اس کی صحتِ نیت تجھے حقیقتِ عبادت سے آشنا کر دیتی اور میں تجھ سے راضی ہو جاتا۔

۞... یہ امر بھی مستحضر رہے کہ حقیقت نیت چونکہ عالم کسب سے نہ ہونے کی بناء پر غیر اختیاری ہے اس لئے اگر سالکین طریقت بعض اعمال صالحہ میں یوں نیت کر لیں کہ جو

---

[1] کشف المحجوب فارسی: ۹۴

Marfat.com

نیت ہمارے شیخ مکرم کی ہے وہی نیت ہماری ہے تو اس طرح شیخ کے صدق نیت کی بدولت مریدین کے اعمال بھی شرف قبولیت پا جائیں گے جیسا کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ اور حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کے عمل سے ثابت ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ کو مخاطب ہو کر فرمایا بِمَا اَهْلَلْتَ يَا عَلِيُّ قَالَ بِمَا اَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [1] یعنی اے علی! احرام باندھتے وقت کیا نیت کی تھی انہوں نے عرض کیا جو نیت میرے نبی مکرم نے کی ہے وہی میری نیت ہے۔

یونہی آپ ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو فرمایا: بِمَا اَهْلَلْتَ فَقُلْتُ اَهْلَلْتُ كَاِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [2] یعنی اے ابوموسیٰ! کس نیت سے احرام باندھا ہے انہوں نے عرض کیا میں نے اسی نیت سے احرام باندھا ہے جس نیت سے میرے نبی اکرم ﷺ نے باندھا ہے۔

---

[1] صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۱۵۵۷ [2] صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۱۵۵۹

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں

محمد اقبال مجددی

ماخوذ

نور اسلام (شرقپور) حضرت مجدد الف ثانی نمبر جلد دوم
جنوری۔فروری ۱۹۸۸ء

Marfat.com

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (۹۷۱۔۱۰۳۴ھ/ ۱۵۶۳۔۱۶۲۴ء) کے خیالات ونظریات کو جس قدر اور جس کثرت سے تسلیم کیا گیا ہے۔ پاکستان وہند کی کسی شخصیت سے اس کا تقابل بے سود ہوگا۔

عالم اسلام اور یورپ میں آپؒ کے نظریات پر نقد ونظر کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ بہت سے فقہی واجتہادی مسائل میں علمائے عرب وعجم نے آپ کی تائید کی ہے۔

مسائل تصوف کا بھی یہی معاملہ ہے، خصوصاً آپ کے نظریہ وحدت الشہود کو صوفیہ نے اپنی تحریر وتقریر میں خوب جگہ دی ہے۔ پاک وہند میں وحدت الوجود اور وحدت الشہود پر بکثرت رسائل لکھے گئے ہیں۔ تقریباً ہر رسالہ میں آپ کے ساتھ اتفاق یا اختلاف کیا گیا ہے۔

اگر اختلافِ رائے کا معاملہ محض علمی ہوتا تو یہ الگ بات تھی، بہت سے مخالفین نے آپ کے معاصر اور پیر بھائی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ''رسالہء اعتراضات بر حضرت مجدد'' کو آڑ بنا کر ایسے ایسے پہاڑ کھڑے کئے ہیں کہ ان دونوں معاصر شخصیتوں کو متحارب گروہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ حالانکہ یہ اختلافات محض کشفی نوعیت کے اور وقتی تھے۔ یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ بعد میں رجوع کر لیا گیا تھا۔

Marfat.com

۱۹۷۰ء کے اوائل میں ہمیں اپنی تالیف ''احوال و آثار عبداللہ خویشگی'' کی ترتیب کے دوران حضرت مجدد کے خلاف لکھے گئے رسائل کا جائزہ لینے کا موقع ملا تھا۔ اور اس وقت کی معلومات کے مطابق ہم نے اس نوعیت کے مواد کی ایک مختصر فہرست بھی اس کتاب میں شامل کر دی تھی۔

اگر دستیاب شدہ اس سارے مواد کا بغور مطالعہ کیا جائے جو حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کے خلاف مدوّن ہوا تھا، تو مفصلہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

۱..... اکثر مخالفین کی ایسی قوتیں پشت پناہی کر رہی تھیں جو حسد و بغض زدہ لوگوں پر مشتمل تھیں۔

۲..... عرب میں باقاعدہ حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف مہم چلا کر مخالفت کی گئی اور آپ کی تحریرات میں تحریف کر کے علمائے عرب کے لئے ان کا عربی میں ترجمہ کیا گیا۔

۳..... علمائے عرب کے اس موضوع پر بعض رسائل کے عربی سے فارسی میں اضافی ترجمے کر کے ہندوستان میں شائع کیے گئے۔

۴..... پاک و ہند کے صرف صوفیۂ خام ہی معاندین کے ساتھ تھے، راسخ العقیدہ صوفیہ نے آپ کی تائید میں کمر ہمت باندھے رکھی جس میں وہ خدا کے فضل سے کامیاب ہوئے۔

۵..... چونکہ حضرت مجدد قدس سرہٗ کی تحریک احیائے دین، تصوفِ اسلامی کی بدعات سے تطہیر اور اعلائے کلمۃ الحق کی تحریک تھی، اس لئے آپ کی مخالفت میں کبھی پس پردہ اور کبھی علانیہ سیاسی ہاتھ بھی کام کرتے رہے۔

۶..... داراشکوہ کے مقابلہ میں اورنگ زیب عالمگیر کی کامیابی دراصل حضرت مجدد کے احیائے دین کے مشن کی کامیابی تھی، اس لئے اورنگ زیب کے عہد میں ہم نے ترتیب زمانی کے اعتبار سے ۱۰۹۴ھ/ ۱۶۸۳ء کے تحت جس مخالفت کا ذکر کیا ہے اور رد مخالفین

Marfat.com

میں جن رسائل کا تعارف کروایا ہے۔ دراصل وہ بھی اس جنگ تخت نشینی جو کہ حق و باطل کے درمیان ایک معرکہ تھا، میں شکست خوردہ گروپ کی وہ انتہائی پشیمانی اس وقتی مخالفت کے روپ میں ظاہر ہوئی تھی۔ مقاماتِ تصوف، خصوصاً نظریہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود میں آپ کے خیالات کے ردوقبول کا مستقل سلسلہ جاری ہے۔ اس موضوع پر صرف پاک و ہند میں اتنے رسائل لکھے گئے ہیں کہ ان کا احاطہ اس مختصر مقالہ میں ممکن نہیں ہے اس لئے انہیں اس فہرست میں جگہ نہیں دی گئی۔

اسی طرح حضرات القدس (تالیف ۱۰۵۳ھ/ ۱۶۴۳ء) سے لے کر آج تک حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے تمام مخلص سوانح نگاروں نے اپنی تالیفات میں مستقل ابواب کے تحت معترضین کے جواب دیے ہین چونکہ یہ بھی تعداد میں سینکڑوں سے متجاوز ہیں اس لئے اس مضمون میں ان کا اندراج نہیں کیا گیا۔

اگر آپ کی تردید میں لکھے گئے رسائل کا جائزہ لیا جائے تو ان میں نہ صرف دلائل کی کمی ہے بلکہ وہ تعداد میں بھی کسی طرح اس تائیدی کتب کی فہرست سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔ ہم نے پیش نظر فہرست میں جتنے رسائل کا تعارف کروایا ہے ان میں سے اکثر کے مولفین کے حالات اور علمی کمالات معتبر کتب رجال و سیر میں ملتے ہیں، گویا معاشرے میں ان کی علمی حیثیت مسلمہ تھی جبکہ اکثر معترضین کا صرف نام ہی ملتا ہے ان کے حالات تو درکنار، نشان تک کا پتہ نہیں جو آپ کی قطعی نصرت کی واضح دلیل ہے۔

عصرِ حاضر کے بعض سائنٹیفک سٹڈیز کے دعویداروں نے معلوم نہیں یہ مفروضہ کیسے تراش لیا کہ ''حضرت مجدد'' مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی اقلیت کے ایک تنگ نظر نمائندے تھے''۔ اس دور میں نام نہاد مسلمانوں کا ایک گروہ شب و روز راسخ العقیدہ مسلمانوں کی تحریکوں کے خلاف زہر اگلنے اور اسے یورپین زبانوں میں منتقل کرنے میں مصروف ہے اس جماعت کا دوسرا مفروضہ یہ ہے کہ:

Marfat.com

''حضرت مجدد علماء کی حمایت حاصل کرنے میں ناکام رہے''

یقیناً اس آخری مفروضہ کے جواب میں جہاں وزنی دلائل مہیا کیے جاسکتے ہیں وہاں مسلم علماء کے ان تائیدی و دفاعی رسائل کی یہ فہرست بھی فخر کے ساتھ پیش کی جاسکتی ہے۔

چونکہ اس موضوع پر یہ پہلی کوشش ہے اس لئے اس فہرست کے مکمل ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا۔ امید ہے کہ محققین اس فہرست میں اضافہ کریں گے۔

اب آئندہ سطور میں ان کتب و رسائل کا مجمل تعارف ملاحظہ ہو جو حضرت مجدد قدس سرہٗ کے دفاع میں مختلف ممالک میں لکھے گئے ہیں۔ اس فہرست میں سات رسائل متبرکہ میں سے نمبر ۳، ۸، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۳۱ کو اہل علم سے پہلی مرتبہ متعارف کروانے کا ہمیں شرف حاصل ہو رہا ہے۔

یہ فہرست کتابوں کے سالِ تصنیف کے اعتبار سے بلحاظِ ترتیب زمانی بنائی گئی ہے۔ اگر کسی کتاب کا زمانہ تالیف معلوم نہیں ہوسکا تو مؤلف کا سالِ وفات پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔

(۱) ۱۰۲۲ھ/ ۱۶۱۳ء دلائل التجدید

از علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی (ف ۱۰۶۷ھ/ ۱۶۵۶ء)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی مجددیت کے اثبات میں یہ رسالہ لکھا گیا تھا۔ مولانا محمد ہاشم کشمی نے علامہ عبدالحکیم اور حضرت مجدد کے مخلصانہ تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان حضرات کے مابین مراسلت بھی تھی۔ حضرت سیالکوٹی نے اپنے ایک مکتوب بنام حضرت مجدد میں آپ کو ''مجدد الالف الثانی'' کے لقب سے ملقب کیا ہے، حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا کشمی کو مخاطب فرماتے ہوئے خود

Marfat.com

اس مکتوب کا تذکرہ کیا تھا۔[1]

مولانا محمد ہاشم کشمی نے زیر بحث کتاب کا ذکر تو نہیں کیا۔ البتہ نقشبندی سلسلہ کے حضرات میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ علامہ سیالکوٹی نے حضرت امام ربانی کی مجددیت کے اثبات میں ایک رسالہ لکھا تھا۔ حضرت وحدت سرہندی (ف ۱۱۲۶ھ) نے شواہد التجدید (سبیل الرشاد) میں اس رسالہ کا انتساب حضرت سیالکوٹی سے کرتے ہوئے اس کے اقتباسات دیئے ہیں[2]

صاحبِ روضۃ القیومیہ نے واضح الفاظ میں اس رسالہ کا نام ''دلائل التجدید'' لکھا ہے اور توضیح کی ہے کہ حضرت مجدد کے بارہویں سال تجدید میں یہ رسالہ لکھا گیا[3] یہ سال ۱۰۲۲ھ کے مساوی ہے۔

''دلائل التجدید'' کے کسی نسخہ کے وجود کا تا حال ہمیں علم نہیں ہے۔

(۲) ۱۰۲۵/۱۶۱۶ء رسالہ فی منع رفع سبابہ

از حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہما

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مکتوب میں رفع سبابہ کا بیان کرتے ہوئے اس سے منع کیا ہے[4] خود حضرات مجددیہ نے اس مسئلہ میں کئی رسائل لکھے ہیں۔[5] حضرت مجدد کی زندگی میں آپ کے فرزند حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے رفع سبابہ کی

---

۱ محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات۔ مطبوعہ لکھنو ۱۳۰۷ھ ص: ۱۷۶

۲ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو یہی مضمون شمارۂ مسلسل: ۱۷

۳ کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ: ۱/ ۱۴۹ (از اردو ترجمہ مطبوعہ لاہور)

۴ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی مکتوبات: ۱/ ۳۱۲

۵ تفصیل کیلئے مقالہ ہذا کے اعداد مسلسل ۱۵، ۱۸، ۴۰

Marfat.com

نفی میں ایک رسالہ لکھا جس کا ذکر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے خود فرمایا ہے۔[1] جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مکتوبات کے دفتر اول کی تدوین (دُرالمعرفۃ ۱۰۲۵ھ) کے فوراً بعد ہی یہ رسالہ مکمل ہوگیا تھا۔

معلوم ہوتا ہے کہ علماء نے اس مسئلہ میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف کیا تھا اسی لئے حضرات مجددیہ کو حضرت مجدد کی تائید میں فقہی رسائل لکھنا پڑے۔ یہ رسالہ بھی ہمیں دستیاب نہیں ہوسکا۔

(۳) ۱۰۶۸ھ/۱۶۵۸ء المفاضلہ بین الانسان والکعبہ (فارسی)

ازمولانا محمد امین بدخشی

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے حقیقتِ کعبہ کو حقیقتِ محمدی (ﷺ) پر فضیلت دی ہے[2]۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل حضرت شیخ آدم بنوڑی جب ہندوستان سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو آپ نے اپنے شیخ کے اس نظریہ کا پرچار فرمایا جس پر علماء وصوفیہ حرمین اور حضرت بنوڑی کے مابین اختلاف پیدا ہوگیا۔ خصوصاً شیخ احمد قشاشی کے ساتھ اس موضوع پر خوب بحثیں ہوئیں۔[3] یہ مبحث شیخ بنوڑی کی وفات ۱۰۵۳ھ کے بعد بھی جاری رہے۔ جب ۱۰۶۸ھ میں مخدوم زادگانِ سرہند حرمین الشریفین گئے تو انہوں نے بھی اس موضوع پر رسائل لکھے، نیز حرمین میں سلسلہ مجددیہ کی اشاعت میں جو رکاوٹیں پیش آئیں ان کا بھی اس رسالہ میں مجمل سا ذکر

---

[1] امام ربانی مکتوبات: ۱/ ۳۱۲، نیز زبدۃ المقامات ص: ۳۱۰، حضرات القدس: ۲/ ۲۳۵، روضۃ القیومیہ: ۱/ ۲۸۸ [2] امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوبات: ۳/ ۱۳۴، ایضاً: مبداء ومعاد منہا نمبر: ۴۸، بدرالدین سرہندی ملا: حضرات القدس: ۲/ ۱۲۶

[3] احوال وآثار عبداللہ خویشگی س: ۱۵۰۔ ۱۵۳ میں ہم نے تفصیل دی ہے

Marfat.com

ملتا ہے۔ مختلف خطی نسخوں کی بنیاد پر ہم نے اسے ایڈیٹ کیا ہے۔

اس رسالہ کے مولف حضرت شیخ آدم بنوڑی کے خلیفہ تھے اور حضرت شیخ کے حالات پر تین جلدوں میں نہایت ضخیم اور درجہ اول کی سوانح نتائج الحرمین کے نام سے لکھی ہے۔ ہم نے اس مؤلف کی بہت سی دیگر کتابوں کا سراغ لگایا ہے۔

(۴) ۱۰۷۱ھ/ ۱۶۶۰ء کشف الغطا عن اذہان الاغبیا (عربی وفارسی)

از علامہ محمد فرخ بن حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی رحمۃ اللہ علیہما

اس میں بھی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں غلط فہمیوں کا ازالہ کیا گیا ہے۔ اس کے ایک فقرہ سے قیاس ہوتا ہے کہ یہ رسالہ مؤلف کے والد بزرگ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۰۷۱ھ سے پہلے تالیف ہو چکا تھا۔ اس موضوع پر یہ اہم رسالہ ہے۔ ہم نے اسے بھی مرتب کیا ہے عنقریب شائع ہوگا۔

اس رسالہ کے مؤلف حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور اجل علماء میں تھے۔ حدیث کے حافظ اور مدرسہ سرہند کے نامور مدرسین میں سے تھے۔ کئی اہم کتابوں کے مؤلف ہیں۔

(۵) ۱۰۹۴ھ/ ۱۶۸۴ء رسالہ در ردّ مخالفین حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ

از حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حجۃ اللہ (متوفی ۱۱۲۲ھ/ ۱۷۱۰ء) بن حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم کا یہ رسالہ ہمیں دستیاب نہیں ہو سکا۔ روضۃ القیومیہ میں حضرت حجۃ اللہ کے پندرھویں سال قیومیت میں اس رسالہ کا ذکر ملتا ہے۔[1] حضرت حجۃ اللہ کے مکتوبات وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول

---

[1] کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ: ۳/ ۴۸ قلمی

Marfat.com

(ﷺ) کے نام سے طبع ہو چکے ہیں، جسے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں نے مرتب کر کے شائع کیا ہے۔

حضرت حجۃ اللہ کا پندرھواں سال قیومیت ۱۰۹۴ھ ہے[1]۔ یہ ایسا سال ہے جس میں نہ صرف حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ بلکہ پورے خانوادۂ مجددیہ کے خلاف ایک مہم چلائی گئی تھی، یہ اختلاف اس وقت کے علماء تک محدود نہ تھا بلکہ حکومت وقت کو بھی اس میں مداخلت کرنے پر مجبور کر دیا گیا تھا۔ ان ایام میں اورنگ زیب کی تخت نشینی میں نقشبندی علماء و مشائخ نے اہم کردار ادا کیا تھا۔

اورنگ زیب کی درخواست پر حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزند حضرت خواجہ سیف الدین کو اس کی راہنمائی کے لئے شاہی دربار میں بھیج دیا تھا۔ جہاں آپ بقول محمد ساقی مستعد خان، ''قلعہ کے اندر شاہی محل کے جوار میں رہنے لگے، بادشاہ اکثر کاروبارِ سلطنت سے فراغت کے بعد رات گئے آپ کی خدمت میں رہ کر صحبت سے فیض یاب ہوتا''۔[2]

بادشاہ اس خانوادہ کی خدمت میں بھاری رقوم بطور نذرانہ بھی پیش کیا کرتا تھا۔[3] جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض جاہ و ثروت کے طالب علماء اس خاندانِ عالی شان کے مخالف ہو گئے اور انہوں نے اتنا ہنگامہ کیا کہ حرمین کے علماء کو بھی اس میں ملوث کر لیا۔

دونوں اطراف سے کتب و رسائل کے ذریعہ اپنے افکار کی نمائندگی کی گئی۔ اورنگ زیب کو مختلف اطراف سے خطوط لکھے گئے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

---

[1] حضرت حجۃ اللہ کی مسند نشینی کا پہلا سال ۱۰۷۹ھ ہے اگر اس میں پندرہ سال جمع کئے جائیں تو (۱۰۷۹+۱۵=۱۰۹۴ھ برآمد ہوگا۔ ایضاً

[2] محمد ساقی مستعد خان: مآثر عالمگیری۔ کلکتہ ۱۸۷۱ء ص: ۸۴

[3] محمد ساقی مستعد خان: مآثر عالمگیری۔ کلکتہ ۱۸۷۱ء ص: ۸۴

Marfat.com

کے کلام میں خلافِ شرع امور پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا اس کی نشر واشاعت بند کروادی جائے، اورنگ زیب کی طرف سے ایک جعلی خط یا حکم نامہ سرہند بھیجا گیا کہ آئندہ مکتوبات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تدریس کا سلسلہ بند کردیا جائے، یہ وضعی خط معارج الولایت میں محفوظ ہے۔ [1]

اگر روضۃ القیومیہ کے اندراج پر مبالغہ آمیزی کا الزام نہ لگایا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ صرف اِسی سال یعنی ۱۰۹۴ھ میں اس خانوادہ کے معتقدین نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے دفاع میں جو رسائل تصنیف کئے ان کی تعداد تین سو ساٹھ تک پہنچ گئی تھی۔ ان میں بہتر (۷۲) رسائل تو صرف حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہی نے لکھے۔

"اول رسالہ حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ تصنیف کردند..... ہمیں قسم حضرت محمد اشرف وحضرت شیخ سیف الدین و حضرت محمد صبغۃ اللہ و حضرت شیخ محمد ہادی جد شریف مولف این کتاب، رسائل تصنیف نمودند ہفتاد و دو رسالہ فرزندانِ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم درین باب نوشتند وخلفائے این طریقہ نیز رسائل بسیار درین مقدمہ تصنیف نمودند ہمگی صدوشست رسالہ درین باب تصنیف شدند" [2]

یہ تمام رسائل تو دستیاب نہیں ہوسکے۔ البتہ چند کتابوں کے نام ملتے ہیں، ان میں سے بعض کی تفصیل ذیل میں بیان کی جارہی ہے۔

---

[1] ہم نے اپنی تالیف احوال وآثار عبداللہ خویشگی میں اس سلسلہ میں مفصل بحث کی ہے ملاحظہ ہو ص: ۱۴۵_۱۵۰

[2] کمال الدین محمد احسان روضۃ القیومیہ: ۳/۴۸ قلمی

Marfat.com

(۶) ۱۰۹۴ھ/ ۱۶۸۳ء رسالہ در جواب مخالفین حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ

از حضرت خواجہ سیف الدین سرہندی (ف ۱۰۹۶ھ)

یہ رسالہ بھی بقول صاحب روضۃ القیومیہ اسی واقعہ کے دوران لکھا گیا۔ [۱]

(۷) ۱۰۹۴ھ/ ۱۶۸۳ء رسالہ در ردّ مخالفین حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ

از حضرت عبدالاحد شاہ گل وحدت متوفی ۱۱۲۶ ھ بن حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی متعدد کتابوں کے مؤلف تھے۔ یہ رسالہ ہمیں دستیاب نہیں ہوسکا۔ حضرت شاہ غلام علی نے اس سے استفادہ کیا ہے۔ [۲]

(۸) ۱۰۹۴ھ/ ۱۸۸۳ء حل المغلقات فی الرد علیٰ اہل الضلالات

(عربی و فارسی)

تالیف: حضرت خواجہ محمد اشرف بن حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی

حضرت خواجہ محمد اشرف کی ولادت ۱۰۴۳ھ اور وفات ۱۱۱۸ھ کو ہوئی۔ صاحب روضۃ القیومیہ نے سال (۱۰۹۴ھ) میں اس رسالہ کی تالیف کا ذکر کیا ہے۔

حضرت مولف علوم معقول و منقول کے ماہر تھے اور متداولہ درسی کتب پر حواشی بھی لکھے تھے۔ [۳] ہمیں اس رسالہ کا عکس ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب مدظلہ نے فراہم کیا ہے جس کے لئے تہہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

---

[۱] کمال الدین محمد احسان روضۃ القیومیہ: ۳/ ۴۸ قلمی

[۲] غلام علی دہلوی شاہ رسائل سبعہ سیارہ ص: ۳۰

[۳] کمال الدین محمد احسان: ۲/ ۴۲۳ قلمی

Marfat.com

(۹) ۱۰۹۴ھ/ ۱۶۸۳ء رسالہ ردّ منکرانِ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ

تالیف حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہما

یہ رسالہ بھی اسی ہنگامی حالت (مخالفت ۱۰۹۴ھ) میں لکھا گیا۔[۱]

(۱۰) ۱۰۹۴ھ/ ۱۶۸۳ء رسالہ ردّ مخالفین حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ

شیخ محمد ہادی بن حضرت شیخ محمد عبیداللہ مروج الشریعت بن حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہم اس کے مولف روضۃ القیومیہ کے مصنف شیخ کمال الدین محمد احسان کے دادا تھے۔

ان کی ولادت ۱۰۶۲ھ اور وفات ۱۱۲۱ھ ہے اس رسالہ کے علاوہ آپ کو اب دریہ، در پنج جلد، حجۃ الاحمدیہ، تجدید احوال اور نصوص الدقائق کے علاوہ کثیر کتبِ معقول ومنقول پر حواشی بھی لکھے تھے۔[۲]

اسی ہنگامہ (۱۰۹۴ھ) کے دوران انہوں نے یہ رسالہ در ردّ مخالفین بھی تالیف کیا تھا[۳]۔ یہ رسالہ ہمیں تا حال دستیاب نہیں ہوا ہے۔

(۱۱) ۱۰۹۴ھ/ ۱۶۸۳ء عطیۃ الوھاب الفاصلہ بین الخطا و الصواب (عربی)

شیخ محمد بیگ اوزبکی برہانپوری ثم مکی نے یہ رسالہ ۲ ربیع الاول ۱۰۹۴ھ/ یکم مارچ ۱۶۸۳ء کو مکمل کیا۔ انہیں دنوں برزنجی نے قدح الزند اور النشر الناجرہ مکمل کیے تھے[۴]۔ بقول برزنجی شیخ محمد بیگ ہندوستان سے حجاز گئے تھے۔ اس رسالہ میں بتایا گیا

---

[۱] ایضاً: ۳/ ۴۸ [۲] کمال الدین محمد احسان: ۲/ ۴۰۷ [۳] ایضاً: ۳/ ۴۸

[۴] ملحق ملخص السیر، ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے مرتب کر کے مجلہ انجمن عربی و فارسی اور پنجابی ادبی اکیڈمی لاہور سے شائع کی تھی جو اسی مؤلف کی ہے

Marfat.com

ہے کہ مکتوباتِ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا جو عربی ترجمہ علمائے حجاز کے لئے کیا گیا ہے وہ غلط ہے۔ نیز انہوں نے اس میں علمائے ہند کے ان فتووں کے اقتباسات بھی دیے ہیں۔ جو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف لکھے گئے تھے۔

عطیۃ الوہاب، مکتوباتِ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے عربی ترجمہ شیخ محمد مراد قزانی کے دفتر ثالث کے حاشیہ پر دو مرتبہ چھپ چکا ہے۔ ان کی کئی اور تصانیف کے نام بھی ملتے ہیں۔

اس کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس وقت کے جید علماء نے اس رسالہ پر تقریظیں لکھ کر اس کے مندرجات کی تصدیق کی ہے جو اس رسالہ کے ساتھ ہی طبع ہو چکی ہیں۔

(۱۲) ۱۰۹۴ھ/ ۱۶۸۳ء العرف الندی فی نصرۃ الشیخ احمد السہرندی (عربی)

تالیف: علامہ شیخ حسن بن شیخ محمد مراد تونسی مکی

شیخ محمد مراد قزانی کے حواشی سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ تونسی نے ایک کراسہ (جز) کے بقدر یہ رسالہ لکھا تھا۔

وھو مقدار کراستہ سماہ بالعرف الندی فی نصرۃ الشیخ احمد السھرندی[1]

اس رسالہ کے چند اقتباسات شیخ محمد مراد قزانی نے اپنے حواشی میں دیے ہیں۔[2]

---

[1] قزانی، محمد مراد: الدرر المکنونات النفسیہ (ترجمہ عربی مکتوبات حضرت مجدد) ۱/ ۷۷۔ ترکی

[2] ایضاً: ۱/ ۷۷۔ ۱۲۲

Marfat.com

(۱۳) ۱۰۹۵ھ/ ۱۶۸۴ء رسالہ در ردّ معترضین حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ

تالیف: حضرت خواجہ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانی (متوفی ۱۰۹۶ھ/ ۱۶۸۵ء)

صاحبِ روضۃ القیومیہ نے ۱۰۹۴ھ کے مذکورہ واقعات کے دوران تصنیف ہونے والے رسائل میں اس رسالہ کا ذکر نہیں کیا جس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ یہ رسالہ اس واقعہ کے بعد لکھا گیا ہوگا۔ حضرت مرزا مظہر نے اپنے مکتوب[1] میں اس رسالہ سے استفادہ کیا ہے، نیز انہوں نے آپ کی ایک اور تالیف رسالہ فی اثبات رفع سبابہ کا بھی ذکر فرمایا ہے۔[2] افسوس کہ یہ دونوں رسائل ہمیں نہیں مل سکے۔

(۱۴) ۱۰۹۶ھ/ ۱۶۸۵ء

رسالہ فی تائید حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ (عربی)

تالیف: علامہ شیخ احمد البشیشی مصری ازہری شافعی (ف ۱۰۹۶ھ/ ۱۶۸۵ء)

ان کے والد کا نام عبداللطیف بن قاضی احمد بن شمس الدین بن علی مصری تھا، بلدہ بشیش میں ولادت ہوئی۔ شیخ علی المحلی، حسن البدری، سلطان المزاحی، سے تحصیل کی۔ ۱۰۹۲ھ میں حج کے لئے گئے اور مکہ میں ہی مقیم ہوگئے۔ لیکن پھر واپس اپنے خطہء مولود بشیش چلے گئے[3]، ۱۰۹۶ھ میں انتقال کیا۔[4]

اس رسالہ کے علاوہ التحفة السنية فى الاجوبة السنيه عن الاسئلة المرضية[5] مطبوعہ مصر ۱۲۷۸ھ اور العقو دالجوهرية بالجيود

---

[1] مظہر جان جاناں مرزا مکتوبات: ۵/ ۱۰۹ (شامل مقاماتِ مظہری مطبوعہ دہلی: ۱۲۶۹ھ)

[2] ایضاً: ۱۵/ ۱۲۱ [3] سرکیس، یوسف لیان، معجم المطبوعات العربیہ، بغداد طبع عکس از طبع اول ۱۹۲۸ء ص: ۵۶۶ [4] محبی: خلاصۃ الاثر [5] سرکیس۔ ص: ۵۶۷

Marfat.com

المشرقیة کے بھی آپ مؤلف ہیں۔[1]

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی نصرت وتائید میں اس مؤلف بزرگ کا جو رسالہ ہے اس کی طباعت کا تو ہمیں علم نہیں ہوسکا ہے البتہ شیخ محمد مراد قزانی نے عربی ترجمہ مکتوبات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی میں اس کے طویل اقتباسات دیے ہیں۔[2]

جیسا کہ سطور بالا میں وضاحت کی گئی ہے کہ مؤلف ۱۰۹۲ھ میں حجاز مقدس میں موجود تھے۔اس لئے ممکن ہے کہ انہوں نے یہ رسالہ اسی سال یا ۱۰۹۴ھ کے حدود میں تالیف کیا ہو۔تاہم ہم نے مؤلف کے سال وفات ۱۰۹۶ھ کی بنیاد پر ترتیب زمانی کو ملحوظ رکھا۔

(۱۵) ۱۱۲۲ھ/۱۷۱۰ء رسالہ فی نفی رفع سبابہ

از علامہ محمد فرخ بن حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی[3]

یہ موضوع حضرات مجددیہ کے نزدیک متنازعہ فیہ رہا ہے۔مولانا محسن ترہتی نے اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے جہاں دیگر رسائل کا ذکر کیا ہے وہاں اس رسالہ کا بھی حوالہ دیا ہے۔[4]

یہ رسالہ تا حال ہمیں دستیاب نہیں ہوسکا۔مؤلف کا سالِ وفات چونکہ ۱۱۲۲ھ ہے اس لئے اسے اسی ترتیب زمانی کے تحت درج کیا ہے۔مولانا سراج احمد مجددی رام پوری نے شرح ترمذی میں وضاحت کی ہے کہ یہ رسالہ شیخ محمد یحییٰ کے رسالہ کے جواب

---

[1] کحالہ، عمر رضا معجم المولفین: ۱/ ۱۲۸۱ (حالات کے دیگر ماخذ کی نشاندہی کی گئی ہے)

[2] قزانی، محمد مراد الدرر المکنونات النفیسہ: ۱/ ۱۲۳۔۱۴۰ [3] حالات کے لئے ملاحظہ ہو مقالہ ہذا شمارہ مسلسل ۲، ۱۸، ۴۰ [4] محسن ترہتی: الیانع الجنی۔دیوبند ص: ۶۷

Marfat.com

میں لکھا گیا تھا۔[1]

اس موضوع پر اس مقالہ میں حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت محمد حسن جان رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل کا تعارف بھی ملاحظہ ہو۔

۱۱۲۳ھ/۱۷۱۱ء ۔ بہجۃ النظار فی برأۃ الابرار (فارسی وعربی)

مخدوم محمد معین بن مخدوم محمد امین متخلص بہ تسلیم وبیراگی ٹھٹھوی (ف ۱۱۶۱ھ/ ۱۷۴۸ء) بارہویں صدی ہجری کے جید عالم، صاحبِ تصانیف کثیرہ، سندھ میں سلسلہء نقشبندیہ کی نشر واشاعت کے امین اور صاحبِ صدق وصفا بزرگ تھے۔ ڈاکٹر حسام الدین راشدی نے ان کی بیس کتابوں کے نام گنوائے ہیں[2]۔

بہجۃ النظار کا سبب تالیف بیان کرتے ہوئے مولوی عبداللہ جان معروف بہ شاہ آغا نے لکھا ہے کہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی نے مکتوبات حضرت مجدد پر اعتراضات کیے تھے جن کے جواب میں یہ رسالہ لکھا گیا۔

"در رفع اعتراضات مخدوم محمد ہاشم تتوی بر مکتوبات شریف وجواب دیگر معترضین انست"[3]

یہ سبب تالیف محض قیاسی اور بے بنیاد ہے۔ بہجۃ النظار میں اس قسم کی کوئی

---

[1] محمد حسن جان رسالہ فی نفی رفع سبابہ، قلمی بحظ مصنف ورق: ۳۸۔الف

[2] خلیل محمد ابراہیم: تکملہ مقالات الشعراء مرتبہ حسام الدین راشدی، سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد ۱۹۵۸ء ص: ۲۴۴ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ قانع: تحفۃ الکرام، قانع: مقالات الشعراء ۱۲۱۔۱۲۹ (واشاریہ کتاب) مکتوبات حضرت شاہ فقیر اللہ علوی ص: ۰۶۔۱۰۸ دراسات اللبیب مقدمہ نوشتہ مولانا عبدالرشید نعمانی، سندھی ادبی بورڈ [3] شاہ آغا: مونس المخلصین۔ کراچی ۱۳۶۸ھ ص: ۱۰۰

Marfat.com

وضاحت نہیں کی گئی نیز کسی بیرونی شہادت سے بھی مخدوم محمد ہاشم کے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مخالف ہونے کا ثبوت نہیں ملتا۔

اس رسالہ کا صرف ایک خطی نسخہ دستیاب ہوا ہے جس کی بنیاد پر ہم نے اس کا متن تیار کیا ہے۔ جو تفصیلی حواشی وتعلیقات کے ساتھ شائع ہوگا۔

(۱۷) ۱۱۲۶ھ/ ۱۷۱۴ء سبیل الرشاد (فارسی)

از حضرت شیخ عبدالاحد وحدت شاہ گل بن حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی[1] (ف ۱۱۲۶ھ)

اس رسالہ میں حضرت مجدد قدس سرہٗ کی مجددیت کے دلائل وشواہد یکجا کیے گئے ہیں۔ یہ رسالہ شواہد التجدید کے نام سے بھی متعارف ہے۔ کئی خطی نسخوں کے ناقلین نے اسے اسی نام سے موسوم کیا ہے۔ محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب نے پہلے اسے رسالہ الرحیم حیدرآباد سندھ میں پھر حضرت وحدت کی تالیف جنات الثمانیہ کے اقتباسات سمیت سبیل الرشاد کے نام سے ۱۹۷۸ء میں شائع کیا ہے۔ یاد رہے اس موضوع پر علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتابوں کا تعارف بھی کروایا جاچکا ہے۔

(۱۸) ۱۱۲۶ھ/ ۱۷۱۴ء رسالہ فی منع رفع سبابہ

از حضرت وحدت سرہندی

یہ رسالہ بھی ہمیں تاحال دستیاب نہیں ہوا ہے۔ حضرت شاہ فضل اللہ مجددی نے اس کا حوالہ دیا ہے۔[2]

---

[1] تفصیل کے لئے دیکھئے مقالہ ہذا تحت شمارہ مسلسل ۷

[2] فضل اللہ مجددی، عمدۃ المقامات۔ مطبوعہ حیدرآباد سندھ۔ ۱۳۵۵ھ ص: ۲۴۶

Marfat.com

(۱۹) ۱۱۳۱ھ/ ۱۷۱۸ء

رسالہ ردّ منکران حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ

تالیف: شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری بن ملا مفتی محمد طاہر

ان کی ولادت ۱۰۵۷ھ اور وفات ۱۱۳۱ھ ہے۔ کشمیر میں سلسلہ نقشبندیہ کے فروغ میں جن اصحاب نے نمایاں کردار ادا کیا ان میں آپ کا نام سرفہرست ہے۔ آپ ۱۰۸۱ھ/ ۱۶۷۰ء میں جبکہ صاحبزادگان سرہند نے کشمیر میں ورود فرمایا اور اس خانوادۂ مبارک سے منسلک ہوئے۔ ۱۰۸۱ھ سے ۱۱۰۱ھ/ ۱۶۷۰۔ ۱۶۸۹ء تین مرتبہ سرہند شریف کا سفر کیا اور حضرت مجدد قدس سرہٗ کی اولاد امجاد سے ظاہری اور باطنی فیوض حاصل کیے۔

آپ حضرت شیخ عبدالاحد وحدت شاہ گل بن حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی کے خاص خلفاء میں سے تھے۔ ان کے علاوہ حضرت شیخ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ، شیخ محمد صبغۃ اللہ، خواجہ محمد نقشبند ثانی، خواجہ عبیداللہ، خواجہ سیف الدین (صاحبزادگان حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت کا شرف حاصل کیا۔ ہم نے ان پر ایک مختصر مضمون بھی لکھا ہے جس میں ان کی ۳۸ تصانیف کا تعارف کروایا ہے۔[1] ان میں ان کی اہم کتاب ''صلح الفریقین فی منع تکفیر موحدین'' کا تعلق بھی بہت حد تک ہمارے اسی موضوع سے ہے۔ ان کا رسالہ ''ردّ منکران حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ'' ہمیں تا حال دستیاب نہیں ہو سکا۔

---

[1] مقالہ مشمولہ رسالہ نورِ اسلام۔ شرقپور۔ اولیائے نقشبند نمبر۔ مارچ اپریل ۱۹۷۹ء ص: ۷۹۔ ۸۳ حصہ دوم

Marfat.com

(۲۰) ۱۱۵۲ھ/۱۷۳۹ء

حجۃ الحق فی دفع اعتراضات شیخ عبدالحق (فارسی)

ازمیاں شاہ فی الحال بن حضرت شیخ محمد اشرف بن حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہم

نام ونسب سے مؤلف کی بزرگی وثقاہت عیاں ہے۔ ۱۱۵۲ھ/ ۱۷۳۹ء میں انتقال کیا، کئی اہم کتابوں کے مؤلف ہیں۔ اپنے دادا حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر ایک ضخیم کتاب لکھی، جو اپنے موضوع پر پہلی کتاب تھی۔ اس کے علاوہ بھی کئی اہم کتابوں کے مؤلف تھے۔[1]

حجۃ الحق کے پورے نام سے اس کا موضوع عیاں ہے کہ مؤلف نے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ان اعتراضات کا جواب دیا ہے جو انہوں نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات پر کیے تھے۔

(۲۱) ۱۱۵۲ھ/۱۷۳۹ء مواہب القیوم فی تائید احمد و معصوم (فارسی)

ازمیاں شاہ فی الحال رحمۃ اللہ علیہ

اس رسالہ میں مؤلف نے مکتوباتِ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر معترضین کے جوابات دیے ہیں۔ چونکہ ان دونوں رسائل کے مؤلف خانوادۂ مجددیہ کے اہم ارکان میں سے تھے اس لئے ذی علم مصنف ہونے کی حیثیت سے ان کے بیانات کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ اس میں نہ صرف حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراضات کا تجزیہ کیا گیا ہے بلکہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کا بھی دفاع کیا ہے۔

حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں مدظلہ کی وساطت سے ہمیں یہ نسخے دیکھنے کا موقع

---

[1] کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ: ۲/ ۴۲۴۔ قلمی

Marfat.com

ملا ہے جس کے لئے تہہ دل سے ان کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

(۲۲) تنبیہہ الغافلین (فارسی)

مؤلف نامعلوم

حضرت ضیاء المشائخ محمدؐ ابراہیم مجددی بن حضرت ملاشور بازار ۔(کابل ، افغانستان) نے جولائی ۱۹۷۶ء میں ایک مسودہ دکھایا تھا۔اس کے سرسری مطالعہ کے بعد ہم نے مفصلہ ذیل نتائج اخذ کئے ہیں۔

۱.....یہ بارہویں صدی ہجری کے اوائل کی تالیف ہے۔

۲.....مؤلف کا اپنا مسودہ معلوم ہوتا ہے لیکن ابھی اسے مبیضہ شکل نہیں دی گئی تھی کہ مؤلف کا انتقال ہوگیا۔

۳.....اس کے بعض اندرونی شواہد سے عیاں ہوتا ہے کہ یہ رسالہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید (۱۱۹۵ھ/ ۱۷۸۰ء) کے زیر اثر تالیف ہوا ہے کئی مقامات پر ان کا نام احترام سے لیا گیا ہے۔

۴.....اسی خط میں دیگر رسائل بھی نظر سے گزرے جن کی کتابت ٹونک میں ہوئی تھی۔ اس سے اندازہ لگانا زیادہ دشوار نہیں ہے کہ اس رسالہ کا تالیف بھی ٹونک ہی ہو۔

افسوس کہ حالیہ انقلاب افغانستان میں حضرت کا کتب خانہ تباہ کر دیا گیا ورنہ اس سے استفادہ کیا جاتا۔

(۲۳) رسالہ ردّ مخالفین حضرت مجدد قدس سرہٗ (فارسی)

یہ بھی بارہویں صدی ہجری کے اوائل میں تالیف ہوا۔اس کے مؤلف کا نام رسالہ کے متن میں مذکور نہیں ہے۔حضرت حافظ محمد ہاشم جان مرحوم کے آبائی کتب خانہ میں اس کا ایک نسخہ ہماری نظر سے گزرا تھا۔

Marfat.com

(۲۴)۱۱۶۶ھ/۱۷۵۲ء. تصریحات مجید (فارسی)

یہ اس رسالہ کا تاریخی نام ہے جس سے ۱۱۶۶ھ برآمد ہوتے ہیں۔ افسوس کہ پیشِ نظر خطی نسخہ کے ورق اول میں مؤلف کا نام دیمک کی نظر ہو چکا ہے، رسالہ کے سطحی مطالعہ سے مترشح ہوتا ہے کہ مؤلف کا تعلق خطہ کشمیر سے تھا۔ عین ممکن ہے کہ رسالہ کے نام کا جز مجید ہی مؤلف کا نام ہو۔

اس کا خطی نسخہ جناب جی معین الدین لاہور کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

(۲۵) رسالہ ردّ مخالفین حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ (فارسی)

اس رسالہ کے مؤلف کا نام بھی معلوم نہیں ہے۔ رسالہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف کا تعلق کشمیر سے تھا اور بارہویں صدی ہجری کی تصنیف ہے۔ حضرت مجدد پر مختلف اعتراضات کے کامیاب جوابات دینے کی سعی کی گئی ہے۔ افغانستان میں اس کا خطی نسخہ ہماری نظر سے گزرا تھا۔

(۲۶)۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء شواہد التجدید

از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (ف:۱۱۷۶ھ)

فریڈمان یوحنا نے پہلی مرتبہ اس رسالہ کو متعارف کروایا ہے اس کا موضوع نام سے ظاہر ہے۔ اٹھارہویں صدی عیسوی میں تجدید کا جو تصور تھا اسے سمجھنے میں یہ رسالہ ممد و معاون ثابت ہوسکتا ہے بقول فریڈمان:

Which gives us valuable insight into the understading of the concept of Tajdid. [1]

[1] Yohanan Friedmann:sh.Ahmad Sirhindi London 1971, 9

Marfat.com

اس کا ایک قلمی نسخہ، حبیب گنج کلیکشن، آزاد لائبریری، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ میں موجود ہے۔ جو رسائل شاہ ولی اللہ میں شامل ہے۔ یہ مخطوطہ کئی مقامات سے افتادہ اور اس کا خط غیر واضح بھی ہے۔ [1]

(۲۷) ۱۱۷۶ھ/ ۱۷۶۲ء رسالہ خُلّت

از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات اور رسائل میں اصطلاح خُلّت کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اس باب میں جو غلط فہمیاں پیدا ہوئی تھیں مؤلف نے انہیں دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کا خطی نسخہ بھی مذکورہ کتب خانہ میں ہے اور اسے ڈاکٹر فریڈمان یوحنا نے پہلی مرتبہ متعارف کروایا ہے۔ [2]

(۲۸) ۱۱۷۶ھ/ ۱۷۶۳ء المقدمۃ السنیہ فی انتصار للفرقۃ السنیہ

تالیف: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی رسالہ ردّ روافض کو شاہ ولی اللہ نے علمائے حجاز کی فرمائش پر عربی ترجمہ اور مفید شرح سے مزین کیا، انہوں نے اس کی شرح کے دوران میں حضرت مجدد کے نظریات سے جا بجا اختلاف بھی کیا ہے لیکن حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تجدیدی کوششوں کو بھی بطریق احسن اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اکبر اور جہانگیر کے عہد کی بدعات کا بھی تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں لادینیت پیدا ہوئی۔

---

[1] ایضاً، ص:۹ [2] ایضاً

Marfat.com

شارح کے فرزند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے جو کہ اس موضوع پر ایک شہرہ آفاق کتاب تحفہ اثنائے عشریہ کے مؤلف بھی ہیں۔ اس رسالہ پر مزید حواشی لکھے ہیں۔ اور حواشی میں اپنے والد کے اعتراضات سے اختلاف کرتے ہوئے رسالہ کے مؤلف حضرت مجدد کا دفاع کیا ہے۔ ڈاکٹر زبید احمد کے الفاظ میں [1]

Shah Abdal, "Aziz" who in his turn differs in places from his father and agrees with the original author

ڈاکٹر زبید احمد نے اس کے تین خطی نسخوں یعنی، ذخیرۂ دہلی، رضا لائبریری رام پور اور کتابخانہ آصفیہ کے نمبر درج کیے ہیں۔ [2] لیکن اس کا ایک ناقص قلمی نسخہ مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری (صدر مدرس۔ دیوبند) کے پاس بھی ہے جس کا تعارف انہوں نے اپنے ایک مقالہ میں کروایا ہے اور اس کے اقتباسات بھی دیے ہیں۔ [3]

(۲۹) ۱۱۶۰ھ/۱۷۴۷ء رسالہ احقاق (فارسی)

از حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی (ف ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء)

آپ حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں کے خلیفہ اجل، حضرت شاہ ولی اللہ کے شاگردِ رشید بیہقی وقت اور کثیر التصانیف عالم تھے۔ ان کی تقریباً چالیس تصانیف دریافت ہو چکی ہیں۔ ان میں تفسیر مظہری (عربی)، ارشاد الطالبین، مالا بد منہ اور السیف المسلول بہت مشہور ہیں۔

۱۔ Zubaid Ahmad The contribution of India Pakistan to Arabic literature Lahore 1968-pp :115-116

۲۔ ایضاً ص: ۳۸۴ ۳۔ مہدی حسن مفتی۔ حضرت مجدد شاہ ولی اللہ کی نظر میں مکالمہ مشمولہ الفرقان لکھنو حضرت مجدد نمبر ص: ۲۹۹۔۳۰۶ المقدمۃ السنیۃ مرتبہ مولانا ابوالحسن زید فاروقی مطبوعہ دہلی

Marfat.com

رسالہ احقاق دراصل حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے رسالہء اعتراضات کے جواب میں لکھا گیا ہے۔

ہمارے نزدیک مولانا وکیل احمد سکندر پوری مرحوم سے پہلے حضرت شیخ کے اعتراضات کے جواب میں جتنے رسائل لکھے گئے ہیں حضرت قاضی صاحب کا یہ رسالہ ان سب پر فوقیت رکھتا ہے۔ انہوں نے ہر اعتراض نقل کرنے کے بعد اس کا جواب لکھا ہے۔ مولانا وکیل احمد سکندر پوری کو یہ رسالہ دستیاب نہیں ہوسکا تھا[1]۔ مولف کے خود نوشت نسخہ کا عکس مجموعۂ حاضر میں شامل ہے۔

خوش قسمتی ہے کہ ہمیں اس کے دو نہایت قابل اعتماد نسخے دستیاب ہوئے ہیں جن کی بنیاد پر ہم نے اس کا تنقیدی متن تیار کیا ہے۔

(۳۰) ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء

رسالہ در جواب شبہات بر کلام امام ربانی (فارسی)

از حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی

یہ رسالہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ پر معترضین کے عمومی اعتراضات کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ حضرت ابوالحسن زید فاروقی مدظلہ، دہلی (بھارت) کے کتب خانہ کی زینت ہے[2]۔ جو مولف کا نوشتہ نسخہ ہے جس کا عکس پیش نظر مجموعہ کی زینت ہے

(۳۱) ۱۲۳۲ھ/۱۸۱۶ء

ردّ شبہات پلید نابکار (۱۲۳۲ھ فارسی)

تالیف: حضرت نظام الدین شکارپوری (ف ۱۲۷۳ھ)

حضرت نظام الدین شکارپوری سندھی بن غلام محی الدین بن شاہ غلام صدیق

۱۔ وکیل احمد سکندر پوری: ہدیہء مجددیہ۔ دہلی ۱۳۱۱ھ ص: ۲۶۴ حاشیہ

۲۔ قریشی، عبدالرزاق: مکاتیب حضرت مظہر بمبئی ۱۹۶۶ء ص: ۲۳۲

Marfat.com

بن خواجہ غلام محمد معصوم ثانی بن شیخ محمد اسماعیل[1] ابن شیخ محمد صبغۃ اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم۔

گویا مؤلف حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے۔ کئی ٹھوس علمی کتابوں کے مصنف ہیں۔ فارسی میں اچھے شعر کہتے تھے، نظام تخلص تھا۔[2] مثنوی معدن الانوار ۱۲۲۴ھ، اوج مورد اسرار نقشبند اور مخمس کریما ان کی تصانیف میں سے ہیں۔

''رسالہ'' ردّ شبہات پلید نابکار سے اس کا سالِ تالیف ۱۲۳۲ھ برآمد ہوتا ہے۔ یہ رسالہ دراصل سعد الدین انصاری کابلی[3] (ف ۱۲۳۵ھ) کے رسالہ معیار الکشوف کے ردّ میں تالیف کیا گیا ہے۔ اس کے دیباچہ میں خواجہ نظام الدین لکھتے ہیں کہ مجھے کابل جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں یہ معلوم کر کے افسوس ہوا کہ یہاں ایک شخص سعد الدین نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ردّ میں کوئی کتاب لکھی ہے۔ جب اس سے کتاب طلب کی گئی تو اس نے صاف انکار کر دیا۔ بادشاہِ وقت کی خدمت میں جب یہ بات پہنچی تو اس نے سعد الدین کو دربار میں طلب کیا تو صاف انکار کر دیا کہ اس قسم کی میری کوئی تصنیف نہیں ہے۔ پھر عرصہ کے بعد (حدود ۱۱۳۲ھ) خواجہ نظام شکارپوری کو کشمیر جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں سعد الدین کے ایک مرید سے ملے جس کے پاس وہ رسالہ در ردّ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ تالیف سعد الدین موجود تھا، اس سے مستعار لے کر

---

[1] ڈاکٹر حسام الدین راشدی نے ان کے شجرہ نسب کے اندراج میں شیخ محمد اسماعیل کا نام درج نہیں کیا جو صریحاً سہو ہے۔ صحیح نسب کے لئے ملاحظہ ہو مولانا محمد حسن جان کا رسالہ انساب الانجاب ص: ۵۵، ۶۵ [2] خلیل محمد ابراہیم تکملہ مقالات الشعراء مرتبہ راشدی۔ سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد سندھ ۱۹۵۸ء ص: ۵۹۹۔ ۶۱۷۔ وفائی دین محمد: تذکرہ مشاہیر سندھ مرتبہ راشدی۔ حیدرآباد ۱۹۷۴ء ص: ۲۵۶۔ ۲۶۱ [3] محمد ابراہیم خلیل کابلی: یک مرد بزرگ (سوانح سعد الدین کابلی) کابل ۱۳۳۵ ش م

Marfat.com

مؤلف نے یہ رسالہ تالیف کیا۔

یہ اہم رسالہ تا حال ہماری نظر سے نہیں گزرا اس کے بارے میں مذکورہ بالا تمام تر معلومات حضرت ضیاء المشائخ محمد ابراہیم مجددی بن ملا شور بازار کابلی نے جولائی ۱۹۷۶ء کو راقم الحروف کو فراہم کیں۔

(۳۲) ۱۲۳۹ھ/۱۷۲۶ء رسالہ در اعتراضات (فارسی)

از حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (ف ۱۲۳۹ھ) بن حضرت شاہ ولی اللہ رسالہ کا ایک قلمی نسخہ رضا لائبریری رام پور (بھارت) میں محفوظ ہے۔[1] حضرت شاہ صاحب نے اس رسالہ میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ پر کیے گئے اعتراضات کا جواب دیا ہے[2]۔ اس رسالہ کی طباعت کے بارے میں ہمیں تا حال علم نہیں ہے۔

(۳۳) ۱۲۳۹ھ/۱۷۲۶ء حواشی بر رسالہ اعتراضات شیخ عبدالحق دہلوی (فارسی)

(حواشی از حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مکاشفات پر بعض اعتراضات کیے تھے۔ جیسا کہ سابقہ صفحات میں ان رسائل کا ذکر کیا جا چکا ہے جو حضرت شیخ کے رسالہ اعتراضات کے جواب میں لکھے گئے تھے۔

اس رسالہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے حضرت شیخ کے رسالہ اعتراضات پر حواشی لکھے تھے۔ جس میں انہوں نے حضرت شیخ کے اعتراضات کے جوابات دیے ہیں۔

---

[1] فریڈمان یوحنا ص: ۱۲۱ [2] رضوی، اطہر عباس: مسلمان مجددوں کی تحریکیں ص: ۴۴۴

Marfat.com

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان حواشی کو اپنے رسالہ میں ایک مستقل فصل کے تحت محفوظ کرلیا ہے۔ چونکہ رسالہ مذکورہ رام پور اس وقت ہمارے سامنے نہیں ہے ممکن ہے کہ یہ حواشی رسالہ، رام پور سے مختلف ہوں۔ حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ وضاحت فرماتے ہیں:

فصل چہارم دربیان حواشی بدانکہ استاد من حضرت شاہ عبدالعزیز سلمہ اللہ تعالی کہ درین وقت ممتاز از درعلوم دینی وعلوم صوفیہ در صغر سن بررسالہ حضرت شیخ معترض (عبدالحق) رحمۃ اللہ علیہ تعلیقاتِ حواشی نمودہ تبرکا نوشتہ می شود.....[1]

اس اقتباس سے مترشح ہوتا ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز نے آغاز شباب میں رسالہ، اعتراضات پر یہ حواشی لکھے تھے۔ چونکہ صحیح سالِ تالیف معلوم نہیں ہے اس لئے محشی کے سال وفات ۱۳۳۹ھ کے تحت اس کا اندراج ہوا ہے۔ یہ رسالہ مجموعہ حاضر میں شامل ہے۔

(۳۴) ۱۲۴۰ھ/۱۷۲۷ء رسالہ رد اعتراضات شیخ عبدالحق (فارسی)

تالیف: حضرت شاہ غلام علی دہلوی (ف ۱۲۴۰ھ)

اس موضوع پر دیگر رسائل کا تعارف سابقہ سطور میں کروایا جاچکا ہے۔ یہ رسالہ بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ چونکہ اس رسالہ کے مؤلف حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہید کے جانشین اور بارہویں صدی ہجری میں سلسلہ نقشبندیہ کے روح ورواں تھے۔ آپ کے تمام رسائل خلوص ومحبت کی زندہ تصویر ہیں۔[2]

---

[1] غلام علی دہلوی، شاہ: رسالہ، دیگر در ردّ مخالفین ص: ۴۸ مشمولہ سبع سیارہ ص: ۴۸۔۵۰

[2] تفصیل کے لئے دیکھئے ملفوظاتِ شریفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی۔ مطبوعہ لاہور: ۱۹۷۸ء

Marfat.com

اس رسالہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق نے اپنے یہ اعتراضات واپس لے لئے تھے اور ان کی غلط فہمی دور ہو گئی تھی۔ یہ رسالہ کئی مرتبہ طبع ہو چکا ہے۔ سبع سیارہ کے علاوہ آپ کے مکتوبات میں بھی شامل ہے، مجموعہ حاضر میں یہ مکمل رسالہ شامل ہے۔

(۳۵) ۱۲۴۰ھ/۱۷۲۷ء رسالۂ دیگر در ردّ مخالفین حضرت مجدد (فارسی)

حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ

اس رسالہ میں معترضین کے جوابات دیے گئے ہیں۔ اس موضوع پر بے شک چھوٹے بڑے کئی رسائل تالیف ہوئے ہیں۔ لیکن اس رسالہ کی اہمیت اپنی جگہ ہے جو اس کی مندرجہ ذیل پانچ فصلوں سے بخوبی عیاں ہوگی۔

اول..... دربیان مجملی احوال حضرت مجدد

دوم..... در رفع اعتراضات از کلام ایشان بطریق اجمال

سوم..... در اجوبہ بعضی اعتراضاتِ شیخ عبدالحق...

چہارم..... دربیان حواشی کہ اوستاد فقیر حضرت شاہ عبدالعزیز..... بر رسالہ شیخ مذکور تحریر فرمودہ اند

پنجم..... در رفع شبہاتی کہ برالسنۂ عوام مذکوراست

یہ رسالہ بھی سبع سیارہ میں شامل ہے[1]۔ بخط مولانا محبوب الٰہی بہتر ہے۔ جس کا عکس پیش نظر مجموعہ میں شامل کر دیا گیا ہے۔

---

[1] یہ مجموعہ رسائل سبع سیارہ کے نام سے مطبع علوی سے ۱۲۸۴ھ میں چھپ چکا ہے (ر۔ک ص:۳۶)

Marfat.com

(۳۶) ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۳ء رسالہ فی رفع المطاعن (عربی)

عن الامام الربانی واولادہٗ

تالیف: مولانا عبداللہ آفندی عناقی زادہ مفتی احناف مکہ معظّمہ

اس رسالہ میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی اولاد پر ان الزامات کا خصوصیت سے ازالہ کرنے کی سعی کی گئی ہے جو حرمین الشریفین میں ان پر لگائے گئے تھے۔ اس کے مؤلف وہی بزرگ ہیں جنہوں نے شیخ محمد مراد قزانی کے عربی ترجمہ مکتوبات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ پر بڑی مؤثر تقریظ بھی لکھی ہے۔[1]

زیر بحث رسالہ مطبع حیدری بمبئی سے چھپ چکا ہے اور مدرسہ محمدیہ جامع مسجد بمبئی کے کتب خانہ میں یہ مطبوعہ نسخہ موجود ہے۔[2]

(۳۷) ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء الکلام المنجی بردایرادات البرزنجی (عربی)

تالیف: مولانا وکیل احمد سکندر پوری (ف ۱۳۲۲ھ)

اپنے وقت کے درجہ اول کے علماء میں سے تھے۔ ان کی تصانیف کی تعداد نوّے ہے، جو عربی فارسی اور اردو زبانوں میں ہیں یہ متنوع موضوعات پر مشتمل ہیں۔[3]

زیر نظر تین تالیفات ایسی ہیں جو حضرت مجدد کے دفاع میں لکھی گئی ہیں۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ اس موضوع پر اس قدر وقیع اور ٹھوس کتابیں آج تک تالیف نہیں ہوئی ہیں۔

الکلام المنجی میں انہوں نے سلسلہء مجددیہ کے مشہور مخالف سید محمد برزنجی کے

---

[1] قزانی محمد مراد: الدرر المکنونات: ۱/۶۹-۷۶ ص: ۱۶۸، ص: ۵۴۱ [2] فہرست کتب خانہ مدرسہء محمدیہ۔ بمبئی

[3] عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر: ۸/۵۱۷-۵۱۸ کراچی ۱۹۷۶ء

Marfat.com

رسائل کے جوابات دیے ہیں۔ یہ رسالہ مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۳۱۲ھ میں طبع ہوا تھا۔[1]

(۳۸) ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء **انوارِ احمدیہ** (فارسی)

از مولانا وکیل احمد سکندر پوری

یہ رسالہ حلقہء برزنجی کے ایک ..... گجراتی کے رسالہ ''مکاشف الاسرار کے ردّ میں لکھا ہے اور رسالہ کے اقتباسات دے کر اس کے لایعنی اعتراضات کے مسکت جوابات دیے ہیں۔ یہ رسالہ بھی مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۳۱۲ھ میں چھپا تھا۔

(۳۹) ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء **ہدیہ مجددیہ** (فارسی)

تالیف: مولانا وکیل احمد سکندر پوری

مولانا کا یہ رسالہ (ضخیم) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے رسالہء اعتراضات کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ مؤلف چونکہ خود اجل عالم تھے اس لئے کمال ادب و احترام کے ساتھ حضرت شیخ محدث کے اعتراضات کے جوابات دیے ہیں۔ اس سلسلہ میں نہ صرف انہوں نے حضرت مجدد کی تمام تحریرات کا بغور مطالعہ کیا ہے بلکہ حضرت محدث کے رسائل سے ایسے کلمات و مکاشفات کا استخراج کر کے بتایا ہے کہ حضرت شیخ، حضرت مجدد کے جن کلمات پر اعتراض فرما رہے ہیں وہ خود ان کے اپنے کلام میں

---

[1] مولانا عبدالشکور نے اپنے مقالہ میں لکھا ہے کہ الکلام المنجی مولانا عبدالحی لکھنوی کی تالیف ہے جو مولانا وکیل احمد کے نام سے شائع ہوئی تھی تذکرۂ مجدد (الفرقان حضرت مجدد نمبر) لکھنو ۱۹۶۰ء ص: ۲۸۳۔ یہ بیان کسی طرح بھی درست نہیں ہے بھلا مولانا عبدالحی کو اسے اپنے نام سے شائع کرنے میں کیا قباحت تھی؟ ہمارے نزدیک دونوں بزرگ اس درجہ کے تھے کہ ان سے اس قسم کی توقع کرنا صحیح نہیں ہے۔

Marfat.com

پائے جاتے ہیں۔ بے شبہ ۳۳۶ صفحات کا یہ ضخیم وجیم رسالہ اس موضوع پر تالیف ہونے والے رسائل میں سب سے اہم ہے۔ اگر صدق دل سے اس رسالہ کا مطالعہ کیا جائے تو ان شخصیتوں کے مابین نہ صرف اختلاف کے دفع ہونے کا علم ہوتا ہے بلکہ یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ مخالفین حضرت شیخ محدث کی آڑ میں جو کھیل کھیل رہے ہیں وہ محض غلط فہمی پر مبنی ہے۔ یہ نادر رسالہ بھی مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۳۰۹ھ میں چھپا تھا۔[1]

(۴۰) ۱۳۳۲ھ/۱۸۸۴ء رسالہ فی بشارہ لاہل الاشارہ (فارسی)

میر علی نواز شکار پوری نے حضرت مجدد کے مکتوب (۱/ ۳۱۲) در مسئلہ رفع سبابہ سے اختلاف کرتے ہوئے ایک رسالہ لکھا تھا۔ جس کے جواب میں مولانا محمد حسن جان مرحوم نے بڑے سائز کے تقریباً ڈیڑھ سو اوراق پر مشتمل ایک رسالہ لکھ کر اس کا مدلل جواب دیا ہے۔ مولانا نے اپنے دلائل میں سینکڑوں معروف کتب فقہ کے اقتباسات پیش کئے ہیں اور رفع سبابہ کی نفی کرتے ہوئے حضرت مجدد کی تائید کی ہے۔

یہ رسالہ تا حال طبع نہیں ہوا ہے اس کا ایک خطی نسخہ مؤلف مولانا محمد ہاشم جان مرحوم کے کتب خانہ ٹنڈو سائیں داد سندھ میں موجود ہے۔

(۴۱) ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء حضرت مجدد اور اُن کے ناقدین (اردو)

مولانا ابوالحسن زید فاروقی مجددی مدظلہ سجادہ نشین درگاہ حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہید، دہلی

---

[1] مولانا وکیل احمد سکندر پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ان تینوں رسائل کو شیر ربانی پبلی کیشنز، لاہور نے رسائل در دفاع حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے دسمبر ۲۰۱۱ء میں شائع کر دیا ہے۔

Marfat.com

حضرت مولانا زید مدظلہٗ نے حضرت شیخ عبدالحق سے لے کر زمانہ حال کے ہندوستانی اور یورپین معترضین کے حضرت مجدد پر اعتراضات کے جواب دیے ہیں۔

عہد حاضر میں قدیم و جدید افکار کے مطالعہ کے بعد اہم نتائج اخذ کر کے اس کتاب میں ہدیۂ قارئین کیے گئے ہیں۔

یہ کتاب درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر۔ دہلی کی طرف سے ۱۹۷۷ء میں اور پھر دارالمبلغین شرقپور سے ۱۹۷۹ء میں چھپ چکی ہے۔[1]

---

[1] ماخوذ نور اسلام شرقپور، حضرت مجدد الف ثانی نمبر ج ۲ (۱۹۸۸ء)

Marfat.com

Marfat.com

DEFA

-i-

Hazrat Mujaddid-i-Alf-i-Sani

A Collection of small discourses in the defence of
Shaykh Ahmed Sirhindi Mujaddid-i-Alf-i-Sani
971-1034 / 1563-1624

EDITED BY

Muhammad Iqbal Mujaddidi

PUBLISHED BY

Tanzeem-ul-Islam Publications

Marfat.com